پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تیسری سہ ماہی رپورٹ

برائے مالی سال 19-2018ء

بینک دولت پاکستان

بورڈ آف ڈائریکٹرز

جناب رضا باقر	گورنر اور چیئرمین
جناب نوید کامران بلوچ	سیکریٹری فنانس
جناب عاطف ریاض بخاری	رکن
جناب اعظم فاروق	رکن
جناب محمد منصور علی	کارپوریٹ سیکریٹری

نامۂ ترسیل

جولائی 2019ء

محترم چیئر مین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9اے (2) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 19-2018ء مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ،

آپ کا مخلص

(ڈاکٹر رضا باقر)

گورنر

چیئرمین بورڈ آف ڈائریکٹرز

محمد صادق سنجرانی

چیئر مین

سینیٹ

اسلام آباد

نامۂ ترسیل

جولائی2019ء

محترم اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9اے (2) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال19-2018ء مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ،

آپ کا مخلص

(ڈاکٹر رضا باقر)

گورنر

چیئرمین بورڈ آف ڈائریکٹرز

اسد قیصر
اسپیکر
قومی اسمبلی
اسلام آباد

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار:

ابواب	
1۔ عمومی جائزہ	محمد مظہر خان، محمد عمر
2۔ حقیقی شعبہ	وقاص احمد، جاوید اقبال، خرم اشفاق بلوچ، سحر مسعود، طلحہ ندیم
3۔ مہنگائی اور زری پالیسی	اسما خالد، فاطمہ خالق، عمر خان بلوچ، امجد علی، عمر مشہود
4۔ مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	محمد مظہر خان، محمد ادریس، منصور سلیم، سید ذوالقرنین، حرا غفار، محمد اجلال خان
5۔ بیرونی شعبہ	محمد عمر، سید علی رضا مہدی، جنید کمال، سرمد الٰہی، محمد فرحان اکبر
خصوصی سیکشن	
1۔ پاکستان میں بجلی کی قیمتیں مسلسل بلند کیوں رہتی ہیں؟	اسما خالد
2۔ پاکستان میں غذائی تحفظ کی صورتِ حال	اسما خالد، صباحت، احمد مبین
منتظمین مطبوعہ:	محمد مظہر خان، محمد عمر
ڈائریکٹر:	عمر فاروق ثاقب
انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	سعید احمد (چیئرمین)، عنایت حسین، سید عرفان علی، محمد علی ملک، سید ثمر حسنین، محمد علی چوہدری، محمد جاوید اسماعیل، عزیز اللہ خٹک، محمد فاروق عاربی، اور عمر فاروق ثاقب

آراء اور تبصروں پر شعبہ ہائے تحقیق، زری پالیسی، شماریات؛ اور نقل و حمل کی فراہمی پر دفتر کارپوریٹ سیکریٹری اور شعبۂ بیرونی تعلقات کا بھی شکریہ۔

تبصروں اور سوالات کے لیے: quarterly.report@sbp.org.pk

ترجمہ ٹیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف علی

فیضان رحیم

تزئین و آرائش

فیضان رحیم

حمیرا اشرف علی

فہرست | صفحہ نمبر

1	**عمومی جائزہ**	**1**
1.1	خلاصہ	3
1.2	معاشی منظر نامہ	8
2	**حقیقی شعبہ**	**11**
2.1	عمومی جائزہ	11
2.2	زراعت	13
2.3	صنعت	22
2.4	خدمات	30
3	**مہنگائی اور زری پالیسی**	**35**
3.1	عمومی جائزہ	35
3.2	اسٹیٹ بینک کا سیالیت کا انتظام	38
3.3	زری مجموعے	39
3.4	نجی شعبے کو قرضے کی فراہمی	43
3.5	مہنگائی	46
4	**مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ**	**51**
4.1	عمومی جائزہ	51
4.2	محاصل	53
4.3	اخراجات	57
4.4	صوبائی مالیاتی کارروائیاں	58
4.5	سرکاری قرضہ	61

5	**بیرونی شعبہ**	**67**
5.1	عمومی جائزہ	67
5.2	جاری کھاتہ	69
5.3	مالی کھاتہ	72
5.4	شرحِ مبادلہ	75
5.5	تجارتی کھاتہ	76
6	**خصوصی سیکشن 1:** پاکستان میں بجلی کی قیمتیں مسلسل بلند کیوں رہتی ہیں؟	**91**
7	**خصوصی سیکشن 2:** پاکستان میں غذائی تحفظ کی صورتِ حال	**104**
	ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح	115
	فرہنگ	119
	باکس 2.1: پنجاب کراپ انشورنس پروگرام- تجرباتی منصوبے کی خصوصیات اور حاصل شدہ اسباق	18
	باکس 2.2: لاجسٹکس کارکردگی اشاریہ بہتری کی گنجائش ظاہر کرتا ہے	32

1 عمومی جائزہ

مالی سال 19ء اواخر کے قریب معیشت کو درپیش دشواریاں برقرار ہیں۔ خاص طور پر جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران مالیاتی خسارہ مزید بگڑ گیا اور اگرچہ جاری کھاتے کا خسارہ قدرے بہتر ہوا تاہم اس کی پائیداری کے حوالے سے تشویش رہی۔ اس دوران مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت جو مالی سال 19ء کے پہلے 9 ماہ میں اوسطاً 6.8 فیصد تھی رواں مالی سال کے ہدف 6.0 فیصد سے پہلے ہی تجاوز کر چکی ہے۔ مزید برآں، قومی آمدنی کے عبوری حسابات کے مطابق مالی سال 19ء کے دوران جی ڈی پی نمو گھٹ کر 3.3 فیصد رہ گئی۔ ابھی تک ان رجحانات سے ایک بار پھر پاکستان کی ساختی خامیاں اور بیرونی و اندرونی خساروں میں اضافے کے خدشات سامنے آئے ہیں (**جدول 1.1**)۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

		م س17ءح	م س18ءن	م س19ءع
شرح نمو (فیصد)				
حقیقی جی ڈی پی	جولائی تا جون	5.2	5.5	3.3
زراعت	جولائی تا جون	2.2	3.9	0.8
صنعت	جولائی تا جون	4.6	4.9	1.4
جس میں: بڑے پیمانے کی اشیا سازی	جولائی تا جون	5.6	5.1	-2.1
خدمات	جولائی تا جون	6.5	6.2	4.7
صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط)[الف]	جولائی تا مارچ	4.0	3.8	6.8
نجی شعبے کا قرضہ[ب]	جولائی تا مارچ	9.9	9.1	10.2
رسدِ زر (ایم ٹو)[ب]	جولائی تا مارچ	5.9	4.8	5.1
برآمدات[ب]	جولائی تا مارچ	-0.1	11.9	-1.3
درآمدات[ب]	جولائی تا مارچ	14.7	18.8	-3.7
ٹیکس محاصل—ایف بی آر[ج]	جولائی تا مارچ	7.5	16.2	2.8
شرح مبادلہ (+اضافہ/-کمی)[ب]	جولائی تا مارچ	0.0	-9.2	-13.7
پالیسی ریٹ[ب]	مارچ	5.75	6.0	**10.75
شبینہ بازار زر کی شرح (ختم مدت)[ب]*	مارچ	5.7	5.7	10.0
ارب امریکی ڈالر				
اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ کے سیال ذخائر (ختم مدت)[ب]	مارچ	16.5	11.6	10.5
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر[ب]	جولائی تا مارچ	14.1	14.8	16.1
پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری[ب]	جولائی تا مارچ	2.0	2.6	1.3
جاری کھاتے کا توازن[ب]	جولائی تا مارچ	-8.0	-13.6	-10.3
فیصد جی ڈی پی[1]				
مالیاتی توازن[د]	جولائی تا مارچ	-3.9	-4.3	-5.0
جاری کھاتے کا توازن	جولائی تا مارچ	-2.6	-5.7	-4.7
سرمایہ کاری	جولائی تا جون	16.2	16.7	15.4

ح: حتمی؛ ع: عبوری؛ ن: نظر ثانی شدہ۔ ** یکم اپریل 2019ء سے مؤثر۔ [1] مالی سال 19ء کے عبوری اعداد و شمار۔

اعداد و شمار کے ماخذ: [الف] پاکستان دفتر شماریات؛ [ب] اسٹیٹ بینک، [ج] فیڈرل بورڈ آف ریونیو؛ اور [د] وزارتِ خزانہ

جی ڈی پی نمو میں تخفیف جزوی طور پر پالیسیوں کے پیدا کردہ طلبی انتظام کے اقدامات کا نتیجہ ہے جو مہنگائی کے دباؤ اور بڑھتے ہوئے جڑواں خساروں کو قابو میں لانے کے لیے جنوری 2018ء سے شروع کیے گئے تھے۔ ان پالیسی اقدامات کے نتیجے میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی (LSM) میں کمی آئی اور ضوابطی اقدامات نے اس کمی کو مزید پختہ

کر دیا۔ ساتھ ہی پانی کی قلت اور خام مال کی بڑھی ہوئی لاگت جیسے منفی حالات نے شعبہ زراعت کی کارکردگی کو مزید خراب کیا۔ اس دوران توازن ادائیگی میں مدد کے لیے آئی ایم ایف پروگرام کے بارے میں فیصلے سے متعلق غیر یقینی کیفیت ایسے قدرے کم نمایاں عوامل نے کاروباری احساسات کو متاثر کیا جس کی عکاسی اپریل 2019ء کے آئی بی اے ایس بی پی اعتماد کاروبار سروے کے نتیجے سے ہوتی ہے۔ ان حالات نے مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں سست رفتاری میں بھی اپنا حصہ ڈالا۔

مجموعی معاشی سست رفتاری کے ساتھ درآمدی سکڑاؤ کے مخصوص اقدامات ملک کے درآمدی بل میں نمایاں کمی پر منتج ہوئے۔ برآمدات میں مقداری لحاظ سے خاصی نمو درج کی گئی تاہم یہ بحالی کم اکائی قیمتوں سے پیدا ہونے والے نرخ کے منفی اثر کی تلافی کرنے کے لیے کافی نہیں تھی۔ تاہم تجارتی خسارے میں بہتری کے ساتھ کارکنوں کی ترسیلات زر میں بھرپور نمو کی وجہ سے جاری کھاتے کا خسارہ جو جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں 13.6 ارب ڈالر تھا جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں گھٹ کر 10.3 ارب ڈالر رہ گیا۔ تاہم بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی آمد میں سست رفتاری نے بیرونی مالکاری کی ضروریات کو بلند سطح پر رکھا۔ دوست ممالک کی جانب سے آنے والی دوطرفہ رقوم نے زرمبادلہ کے ذخائر کو کچھ اعانت فراہم کی تاہم اس کی کفایت اب بھی تین ماہ کے درآمدی کورتج سے کم ہے اور مجموعی توازن ادائیگی کی کیفیت کمزور رہی۔

اسی طرح مالیاتی اظہاریوں میں مالی سال 19ء کے پہلے نوماہ کے دوران بگاڑ پیدا ہوتا رہا حالانکہ ترقیاتی اخراجات میں 34.0 فیصد کی بھاری کمی کی گئی تھی۔ ساتھ ہی شرح سود میں اضافے اور شرح مبادلہ میں کمی نے جاریہ اخراجات میں کمی لانے کی کوششوں کو مشکل تر بنادیا۔ مزید خرابی یہ ہوئی کہ ٹیکس محاصل کے جمود اور نان ٹیکس محاصل میں بھاری کمی کی بنا پر محاصل کی وصولی کمزور رہی۔ ان رجحانات کو زیادہ تر معاشی سرگرمی میں سست رفتاری اور صوبائی و وفاقی دونوں سطحوں پر ٹیکس کے حوالے سے کاوشوں کے فقدان سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ نتیجتاً مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کے 5.0 فیصد تک پہنچ گیا خصوصاً بنیادی خسارہ جی ڈی پی کے 1.2 فیصد تک پہنچ گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرضہ واپس کرنے کی صلاحیت تیزی سے بگڑی ہے اور ملک کو اپنا موجودہ قرضہ اتارنے کے لیے مزید قرض درکار ہوگا۔

کئی بار پالیسی ریٹ بڑھانے، یعنی جنوری 2018ء کے بعد سے 500 بی پی ایس کا مجموعی اضافہ کرنے کے باوجود مہنگائی مسلسل بڑھتی رہی۔ اگرچہ مالی سال 19ء کے آخر میں طلبی دباؤ کی شدت کچھ کم ہوئی ہے تاہم غیر غذائی غیر توانائی جز مسلسل بڑھتا رہا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس کا اہم محرک لاگتی عوامل تھے بشمول شرح مبادلہ میں کمی کے دور ثانی کے اثرات اور توانائی کے نرخوں میں اضافہ۔ علاوہ ازیں غذائی مہنگائی بھی، جو پچھلے پانچ برسوں میں کم کم رہی تھی، رسدی رکاوٹوں کی بنا پر مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں یک لخت بڑھ گئی۔

ہر چند کہ معیشت گذشتہ سولہ ماہ کی طلبی انتظام کی پالیسیوں کے طفیل استحکام کے مرحلے میں ہے تاہم پاکستان کی معیشت میں تین دشواریاں نمایاں ہیں۔ اوّل، بیرونی شعبہ کمزور رہا ہے۔ دوم مالیاتی یکجائی حاصل نہیں ہو پا رہی۔ سوم، مہنگائی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اس سے بنیادی طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ استحکام کے موجودہ ایجنڈے کو مضبوط ساختی اصلاحات کی مدد سے تقویت دینی ہوگی۔

مالیاتی شعبے میں اصلاحات کا طویل عرصے سے درکار ہیں خصوصاً ٹیکس بنیاد وسیع کرنے، غیر ہدفی زراعانت میں کمی لانے، صوابدیدی ٹیکس مستثنیات واپس لینے اور گھاٹے میں جانے والے پی ایس ایز کی نجکاری/تشکیل نو کے حوالے سے۔ ان اصلاحات پر عملدرآمد مشکل ہے اور سنجیدگی سے اس کا احساس اور عزم کرنے کی ضرورت ہے۔ سب شعبوں کو متاثر کرنے والا ایک شعبہ توانائی ہے جہاں نرخوں، نظم و نسق، گردشی قرضے کے انتظام اور آئی پی پیز کو سنبھالنے کے طریقہ کار کے حوالے سے بڑے پیمانے پر بہتری درکار ہے (دیکھیے **خصوصی سیکشن 1**)۔

جہاں تک توازن ادائیگی کا تعلق ہے، ساختی خسارے کو کم کرنے کے حوالے سے نجی شعبے کا کردار بھی اتنا ہی اہم ہوگا جتنا حکومت کا۔ حکومت کو سستا انفرا اسٹرکچر، مسابقتی منڈیاں، مہارتوں کی تشکیل اور کاروبار میں سہولت فراہم کرنی ہوگی۔ دوسری جانب نجی شعبے کو مصنوعات میں بہتری اور مارکیٹ کے تنوع کے لیے اختراعی طریقے اور ٹیکنالوجی کو اپنانا ہوگا۔

1.1 خلاصہ

حقیقی شعبہ

مالی سال19ء کے دوران معاشی نمو کی رفتار خاصی کم ہوئی۔ اس کا بنیادی سبب جڑواں خسارے گھٹانے کے لیے کیے گئے پالیسی اقدامات تھے۔ ان اقدامات سے صنعتی شعبے کی کارکردگی کم ہوئی اور ملک میں اشیاسازی کی سرگرمیاں مدھم پڑ گئیں۔ اس دوران پانی اور موسم سے متعلق مسائل نے اہم خام مال کی بلند لاگت سے مل کر فصلوں کی پیداوار کو متاثر کیا۔ اجناس پیدا کرنے والے شعبے کی کمزور کارکردگی نے شعبہ خدمات کی پیداوار کو بھی محدود کر دیا۔

پی ایس ڈی پی کے اخراجات میں کمی کے ساتھ زری پالیسی کی سختی، کرنسی کی قدر میں کمی اور ضوابطی اقدامات لاگو ہونے سے صنعتی پیداوار گھٹ گئی۔ صنعتوں میں اشیاسازی، تعمیرات، کانکنی اور کوکنی کے اجزا میں نمایاں کمی دیکھی گئی۔ خصوصاً بڑے پیمانے پر اشیاسازی کے شعبے میں جولائی تا مارچ مالی سال19ء کے دوران 2.9 فیصد کی وسیع البنیاد کمی درج کی گئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی عرصے میں 6.3 فیصد نمو ہوئی تھی۔ زیر جائزہ مدت کے دوران تقریباً تمام اہم شعبوں میں کمی آئی (**دوسرا باب**)۔

اس دوران شعبہ زراعت کی پست نمو فصلوں کے شعبے خصوصاً اہم فصلوں میں نمایاں کمی سے منسوب کی جاسکتی ہے۔ گنے اور کپاس کی پیداوار بالترتیب 19.4 فیصد اور 17.5 فیصد گھٹ گئی۔ زرعی پیداوار میں حالیہ جمود سے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وسط مدت میں زرعی پیداواریت بڑھانے کی فوری ضرورت اجاگر کی جائے جبکہ آبادی کی نمو بدستور بلند ہے۔ اس تناظر میں **خصوصی سیکشن 2** میں پاکستان میں غذائی تحفظ کی صورتِ حال کو اجاگر کیا گیا ہے۔ تاہم مالی سال 19ء کے دوران امید کی کرن گلہ بانی کا جز تھا جس کی نمو کی پچھلے برس کی رفتار برقرار رہی اور آخر کار اس نے شعبہ زراعت کی مجموعی نمو کو تھوڑا بہت مثبت حدود میں پہنچادیا۔

دوسری جانب شعبہ خدمات کی گذشتہ برس کی نمو کی رفتار کچھ کم ہوئی اور اس میں مالی سال 18ء کے 6.2 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 19ء میں 4.7 فیصد نمو درج کی گئی۔ علی الخصوص، تھوک اور خردہ فروشی کا کاروبار—جو اجناس پیدا کرنے والے شعبوں سے اندرونی روابط رکھنے والا ایک دیوہیکل جز ہے—مالی سال 18ء کے مقابلے میں آدھے سے بھی کم ہوگیا۔ درآمدات کی سست رفتاری نے خردہ تجارت کے جز کی پست نمو میں کردار ادا کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ معیشت میں صنعت و زراعت کی نسبت شعبہ خدمات کا غلبہ مالی سال 19ء کے دوران بڑھا۔ اگر یہ سلسلہ نہ روکا گیا تو پیداوار کے مقابلے میں ملکی صَرف کی بدلتی ہوئی حرکیات طلب اور رسد کے درمیان فرق کو مزید بڑھادیں گی جس سے مستقبل میں درآمدات میں اضافہ ہوسکتا ہے یا قابلِ برآمد فاضل گھٹ سکتا ہے۔ یہ امر واضح ہے کہ ان میں سے کوئی بھی نتیجہ بیرونی شعبے کے استحکام کے نقطہ نگاہ سے خوشگوار نہیں اور جلد از جلد ساختی ہیئت قلبی اختیار کرنے کا متقاضی ہے تاکہ معیشت زیادہ متوازن نمو کے راستے پر گامزن ہوسکے۔

مہنگائی اور زری پالیسی

عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 6.0 فیصد سے بڑھ کر تیسری سہ ماہی میں 8.3 فیصد تک پہنچ گئی۔ اس کے ذمہ دار زیادہ تر لاگتی عوامل تھے: (i) بلند جڑواں خساروں کو سنبھالنے کے لیے مقررہ قیمتوں (خصوصاً پیٹرول، گیس اور بجلی) میں اضافے کرنے پڑے جس سے نہ صرف صارف اشاریہ قیمت کا توانائی جز بڑھ گیا (اور اس کے باعث نقل و حمل کی خدمات بھی) بلکہ اشیا سازی کی لاگت میں بھی اضافہ ہوا؛ (ii) روپے ڈالر کی مساوات میں یکدم اضافے کا صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کی متعدد اشیا میں اثر محسوس کیا گیا؛ اور (iii) رسدی مسائل اور نقل و حمل کی بلند لاگت غذائی قیمتوں میں اضافے کا سبب بنی (یہ قیمتیں پچھلے پانچ سال سے کم اور مستحکم تھیں)۔ مزید برآں، مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں اساسی اثر کی وجہ سے مکانات کے کرایوں میں سال بسال بڑا اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں مکانات کے کرایوں پر سہ ماہی نظر ثانی غیر معمولی طور پر پست تھی۔

نتیجے کے طور پر مہنگائی کا دباؤ وسیع البنیاد رہا—صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں 72 فیصد اشیا 6 فیصد ہدف سے زیادہ مہنگی رہیں جبکہ 31.5 فیصد اشیا میں دوہندسی گرانی درج کی گئی۔ اہم بات یہ ہے کہ مسلسل بھاری جڑواں خساروں نے مختصر تا وسط مدت میں مہنگائی کے منظر نامے پر بہت اثر مرتب کیا۔ علاوہ ازیں توانائی کے نرخوں میں مزید ردوبدل اور شرح مبادلہ پر مسلسل دباؤ کی بنا پر لاگتی دباؤ کم ہونے کا امکان نہ تھا۔ لہٰذا زری پالیسی کمیٹی نے زری سختی جاری رکھنے کا فیصلہ کیا اور زیر جائزہ مدت میں پالیسی ریٹ کو مجموعی طور پر 75 بی پی ایس بڑھادیا جس کے سبب حالیہ سختی کے دور کے آغاز سے مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے اختتام تک مجموعی اضافہ 500 بی پی ایس ہو گیا۔

جہاں تک زری پالیسی پر عملدرآمد کا تعلق ہے، بینکاری نظام میں بھاری میزانیہ لین دین نے تیسری سہ ماہی کے دوران انتظام سیالیت کو پیچیدہ کر دیا۔ خاص طور پر کمرشل بینک حکومتی تمسکات کی نیلامیوں میں بلند قطع یافت کی جانب متوجہ رہے اور موجودہ نرخوں پر میعاد پوری کرنے والے قرضوں کے اجرائے ثانی پر آمادہ نہ تھے۔ نتیجتاً حکومت کو مالیاتی خسارہ پورا کرنے اور کمرشل بینکوں کے قرضے واپس کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک سے بھاری قرضہ لینا پڑا۔ مجموعی طور پر حکومت نے مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بینکوں کو 2.0 ٹریلین روپے واپس کیے جو کسی بھی سہ ماہی کی بلند ترین سطح ہے۔ مارکیٹ سے فاضل سیالیت جذب کرنے اور شبینہ شرحوں کو پالیسی ریٹ کے قریب رکھنے کے لیے اسٹیٹ بینک کو دوران سہ ماہی 52 بازار زر کے سودے (صرف انجذاب) کرنے پڑے۔

بین البینک میں سیالیت کے منجمد فاضل کی وضاحت بھی ناسازگار معاشی حالات پیدا ہونے کے بعد نجی شعبے کے قرضے کی کمزور ہوتی ہوئی رفتار سے ہو سکتی ہے۔ قرضوں کا استعمال گذشتہ سہ ماہی میں نمایاں طور پر بڑھنے کے بعد مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں اچانک بہت کم ہو کر صرف 41.1 ارب روپے رہ گیا جبکہ پچھلے برس کی اسی مدت میں 177.4 ارب روپے تھا۔ جاری سرمائے کے جز میں سست رفتاری زیادہ نمایاں تھی کیونکہ ٹیکسٹائل اور کھاد سازی کی جانب سے نظام الاوقات کے مطابق واپسی نے چینی، ڈیری اور مشروبات کے شعبوں کے نئے قرضوں کا اثر زیادہ تر زائل کر دیا۔ غیر اشیا سازوں میں بجلی پیدا کرنے والی فرموں نے بھی مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران خالص واپسی کی کیونکہ حکومت کی طرف سے 200 ارب روپے کے صکوک کے اجرا کے بعد ان کے پاس نقد کا بہاؤ بہتر ہو گیا۔

مجموعی طور پر میزانیہ اور نجی شعبے کے پست قرضے مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں کی نمو محدود کرنے کا باعث بنے۔ اس بنا پر سہ ماہی کے دوران خالص بیرونی اثاثوں اور پی ایس ایز کو قرضوں میں بہتری کا اثر قطعی طور پر زائل ہو گیا۔ نتیجے کے طور پر دوران سہ ماہی زری توسیع (ایم ٹو) کی رفتار کم ہو کر 1.4 فیصد رہ گئی جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 3.6 فیصد اور مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں 2.5 فیصد تھی۔ اگرچہ یہ سست رفتاری استحکام کے لیے کیے جانے والے جاری اقدامات سے مطابقت رکھتی ہے اور معیشت میں اضافی طلب کو قابو کرنے میں مدد دے سکتی ہے تاہم ایم ٹو کے اجزائے ترکیبی پریشان کن ہیں۔

مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں ایم ٹو کی نمو کے لگ بھگ 88 فیصد حصے کا سبب زیر گردش کرنسی تھی کیونکہ دوران سہ ماہی امانتوں کی جمع آوری میں کافی کمزوری دیکھی گئی۔ اگرچہ جب سے حکومت نے غیر نقدی بینکاری لین دین کے لیے نان فائلرز پر ودہولڈنگ ٹیکس عائد کیا ہے، تب سے ہی امانتوں کی جمع آوری کی رفتار مایوس کن رہی ہے تاہم مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں یہ زیادہ تشویشناک تھی جب امانتوں کی نمو مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے 1.8 فیصد سے گھٹ کر صرف 0.2 فیصد رہ گئی۔ مزید یہ کہ سہ ماہی کے دوران کرنسی تا امانت تناسب اوسطاً 39.6 فیصد تک پہنچ گیا۔ قومی بچت کے آلات پر مارک اپ کی شرح میں اضافے، مجموعی معاشی غیر یقینی کیفیت، بڑھتی ہوئی مہنگائی اور شرح مبادلہ میں مزید کمی کی توقعات سے بینک امانتوں کی نمو کمزور پڑ گئی۔

مالیاتی شعبہ

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں مجموعی مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 5.0 فیصد رہا جو پچھلے برس کی اسی مدت کے 4.3 فیصد خسارے سے کہیں زیادہ ہے۔ زیادہ تر بگاڑ تیسری سہ ماہی میں درج کیا گیا جب خسارہ جی ڈی پی کے 2.3 فیصد تک پہنچ گیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران خسارہ 2.7 فیصد تھا۔

نان ٹیکس محاصل میں بڑی کمی اور ٹیکس محاصل میں سست رفتاری کی وجہ سے محاصل کی مجموعی وصولی پچھلے سال کی سطح پر منجمد رہی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں ایف بی آر کے ٹیکس صرف 2.8 فیصد بڑھے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 16.2 فیصد کی دوہندسی نمو درج کی گئی تھی۔ اس دوران نان ٹیکس محاصل پست تھے جس کی بڑی وجہ اسٹیٹ بینک کے منافع میں کمی اور ہائیڈل منافع کی صوبوں کو منتقلی میں تاخیر تھی۔

ایف بی آر کے ٹیکسوں میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران سیلز ٹیکس اور براہ راست ٹیکس وصولی کم ہوئی جس کی وجہ پی ایس ڈی پی اخراجات میں کٹوتی نیز موبائل فون ٹاپ اپ پر ٹیکس کی معطلی اور تنخواہوں اور پیٹرولیم مصنوعات پر ٹیکس کی شرحوں میں کمی جیسے اقدامات کے اثرات تھے۔ اس دوران کسٹم اور ایکسائز ڈیوٹیوں میں دوہندسی نمو نے محاصل کی مجموعی نمو کو تقویت دی۔ اس جز سے بلند محاصل کا سبب مختلف مصنوعات بشمول سگریٹوں پر ریگولیٹری اور ایکسائز ڈیوٹیوں میں اضافہ نیز زیر جائزہ مدت کے دوران شرح مبادلہ میں کمی تھی۔

اخراجات میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران مجموعی نمو 8.0 فیصد رہی جبکہ پچھلے سال 16.0 فیصد تھی۔ نمو میں سست رفتاری بنیادی طور پر صوبائی اور وفاقی دونوں سطحوں پر پی ایس ڈی پی اخراجات میں کٹوتی کی بنا پر آئی جبکہ جاریہ اخراجات پچھلے سال کی اسی مدت

(13.0 فیصد) کی نسبت زیادہ بلند شرح (17.7 فیصد) سے بڑھے۔ جاریہ اخراجات میں اضافے کی وجہ زیر جائزہ مدت کے دوران بلند سودی ادائیگیاں اور امن وامان سے متعلق مصارف تھے۔

اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بلند مالیاتی خسارے کو بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک سے قرض لے کر اور نان بینک اور بیرونی وسائل سے پورا کیا گیا۔ خاص طور پر نان بینک وسائل سے مالکاری گذشتہ سال سے تقریباً چار گنا تھی جس کی وجہ قومی بچت کے آلات سے اضافے تھے۔ ساتھ ہی بیرونی ذرائع نے مالیاتی خسارے کے لگ بھگ 27 فیصد کو پورا کیا کیونکہ ملک کو کافی دوطرفہ اور کمرشل قرضے مل گئے۔

بلند مالیاتی خسارے جس نے مالکاری کی ضروریات بڑھادیں کے علاوہ امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں کمی کے نتیجے میں ہونے والے بازقدرپیمائی نقصانات نے سرکاری قرضے کے اضافے میں خاصا حصہ ڈالا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران سرکاری قرضہ 3.6 ٹریلین روپے بڑھا اور آخر مارچ 2019ء میں 28.6 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا۔

بیرونی شعبہ

جوں جوں سال گذرا، بیرونی کھاتے میں بہتری آتی گئی اور مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ دو سال کی پست ترین سطح 2.0 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ اشیا اور خدمات دونوں کی درآمدی ادائیگیوں میں کمی بنیادی عوامل تھے جنہیں کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں معقول نمو سے تقویت ملی۔ ان عوامل نے مجموعی طور پر بنیادی آمدنی کے بلند خسارے اور برآمدی وصولیوں میں کمی کی تلافی کردی۔ نتیجے کے طور پر جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں جاری کھاتے کا خسارہ 23.9 فیصد گھٹ کر 10.3 ارب ڈالر رہ گیا۔

جیسے جیسے سال آگے بڑھا، اشیائے تجارت کی درآمدی ادائیگیاں مزید کم ہوگئیں کیونکہ سی پیک کے ابتدائی منصوبوں کے تکمیل کے بعد درآمد شدہ برقی پیداوار کے آلات اور مشینری کی طلب کم ہوتی گئی۔ مزید برآں، بیرون ملک سے طیاروں اور متعلقہ پرزوں کی خریداری جس نے پچھلے برس کی درآمدات کو بڑھادیا تھا اس لیے معمول پر آگئی۔ اس دوران کلی معاشی ردوبدل کی پالیسیوں اور ضوابطی اقدامات کے بعد معاشی سرگرمی کی مجموعی سست رفتاری نے تعمیرات اور گاڑیوں کی صنعتوں کے لیے خام مال کی مانگ گھٹادی۔ نیز تیسری سہ ماہی میں پیٹرولیم مصنوعات اور خام تیل دونوں کی درآمدی ادائیگیوں میں مقدار کی بنا پر آنے والی کمی نے مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد پہلی بار توانائی کی درآمدات کو کم کیا۔ گھٹتی ہوئی غیر توانائی درآمدات کے ہمراہ توانائی کی پست خریداری کی وجہ سے مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں مجموعی درآمدی ادائیگیاں 16.4 فیصد کم ہوگئیں۔

پست بر آمدی کار کردگی کے ذمہ دار ملکی اور بین الاقوامی دونوں عوامل تھے۔ بُنے ہوئے اور تیار ملبوسات جیسی اہم ٹیکسٹائل مصنوعات کی بر آمد کے حوالے سے بر آمدی نمو میں سست رفتاری کا بنیادی سبب ان کی ڈالر میں اکائی قیمتوں میں کمی تھی کیونکہ حجم کے لحاظ سے بر آمدات کافی بڑھیں (**پانچواں باب**)۔ علاوہ ازیں قدر اضافی کی بلند ملکی طلب اور چین سے سوتی دھاگے کی پست طلب نے چین کو دھاگے کی بر آمدات میں کمی کر دی۔ دوسری سہ ماہی سے چینی اور گندم پر بر آمدی زر اعانت کی مرحلہ وار خاتمے نے ان کی بر آمد کو ناقابل عمل بنادیا۔ مزید یہ کہ کپاس اور کھاد کی کم پیداوار نے نہ صرف ان کی بر آمد کے امکانات کو ختم کیا بلکہ بھاری مقدار میں درآمدات ضروری ہو گئیں۔

اس دوران کارکنوں کی ترسیلاتِ زر دوران سال خاصی بڑھ گئیں۔ زیادہ تر اضافہ امریکہ اور برطانیہ سے آیا۔ پاکستان ریمی ٹنس انی شیے ٹو (PRI) نے مقامی اور مخصوص متعلقہ غیر ملکی ذرائع ابلاغ میں اشتہاری مہمات چلا کر اپنی کوششیں تیز کر دیں تاکہ بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو قانونی راستوں سے رقوم بھیجنے کی ترغیب ملے۔ اس کے علاوہ مضبوط حقیقی جی ڈی پی نمو کے ہمراہ ترقی یافتہ ملکوں میں بڑھتی ہوئی اجرتوں نے بھی امریکہ اور برطانیہ سے آنے والی رقوم میں اضافہ کیا۔

تاہم بلند ترسیلات زر اور اس کے نتیجے میں جاری کھاتے کا خسارہ کم ہونے کے باوجود خسارے کا حجم اب بھی کافی زیادہ ہے اور یہ فرق بیرونی سرمایہ کاری سے پورا نہ کیا جا سکا۔ نتیجے کے طور پر ملک کو بیرونی مالکاری کے لیے دوطرفہ اور کمرشل ذرائع سے رجوع کرنا پڑا؛ ان میں سے بیشتر رقوم تیسری سہ ماہی میں ملیں۔ تاہم بلند جاری کھاتے کے خسارے اور زر مبادلہ کے ذخائر کی مخدوش کیفیت کی بنا پر یہ رقوم بازار مبادلہ کے احساسات کو پر سکون کرنے کے لیے ناکافی ثابت ہوئیں۔ چنانچہ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر 13.7 فیصد کم ہو گئی۔

1.2 معاشی منظر نامہ

اب جبکہ استحکام کی پالیسیاں نافذ ہو چکی ہیں اور معیشت اصلاحاتی ایجنڈے پر گامزن ہے، توقع ہے کہ ملک کے معاشی اظہاریے مستحکم آہستہ آہستہ مستحکم راستے پر واپس آئیں گے۔ اس عمل میں حقیقی جی ڈی پی نمو کے محدود رہنے کا امکان ہے۔

خاص طور پر مالیاتی شعبے میں ردوبدل ابھی تک شروع نہیں ہوئی۔ اسی سے متعلق یہ پہلو ہے کہ مالی سال 20ء کے وفاقی بجٹ میں محاصل کے حوالے سے اعلان کردہ اقدامات ممکنہ طور پر قابل استعمال آمدنی اور ملکی طلب کو پست رکھیں گے۔ ایسے حالات میں صنعتی نمو کے اگلے سال نمایاں طور پر بحال ہونے کی توقع نہیں۔ بہر کیف شعبہ زراعت کے اچھے امکانات کی بنا پر جی ڈی پی نمو کو ممکنہ طور پر کچھ

تقویت مل سکتی ہے کیونکہ اس شعبے میں بلند پیداوار کی گنجائش ہے بشرطیکہ زیرِ کاشت رقبے اور یافت کو متاثر کرنے والے تحدیدی عوامل سے موثر طور پر نمٹا گیا۔ زراعت میں ابتدائی سرمایہ کاری اور سی پیک کے تحت اسپیشل اکنامک زونز اور اگلے سال کے پی ایس ڈی پی کا بلند خرچ بھی مالی سال20ء میں جی ڈی پی نمو پر مثبت اثر ڈال سکتا ہے۔

جہاں تک جاری کھاتے کا تعلق ہے، حکومت برآمدات کی بہتر کارکردگی، درآمدی ادائیگیوں کو محدود کرنے اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر کی جاری رفتار کی بنا پر مالی سال20ء میں خسارے میں مزید کمی کا تخمینہ لگا رہی ہے۔ تاہم امریکہ اور چین کی تجارتی جنگ میں شدت اور یورپ میں غیر یقینی کیفیت کی بنا پر عالمی معیشت کی سست رفتاری کے نتیجے میں خطرات موجود ہیں۔ ان حالات میں روایتی منڈیوں کو برآمدات بڑھانا مشکل ہو سکتا ہے۔ مالکاری کے حوالے سے آئی ایم ایف کے توسیعی فنڈ سہولت پروگرام کے آغاز سے بیرونی شعبے کے مسائل کی شدت کم کرنے میں مدد ملے گی۔

آخراً، حکومت مالی سال20ء میں مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت بلند رہنے کی پیش گوئی کر رہی ہے۔ اس منظرنامے کی تشریح زیادہ تر رسدی عوامل جیسے توانائی کی قیمتوں میں اضافے اور روپے کی قدر میں کمی کے حالیہ ادوار کے ساتھ ان کے دورِ ثانی کے اثرات سے ہوتی ہے جن سے پیداواری اور کاروبار کرنے کی لاگت بڑھنے کا امکان ہے۔ مالی سال20ء کے وفاقی بجٹ میں کیے گئے ٹیکسیشن کے مختلف اقدامات اور تیل کی عالمی قیمتوں میں تغیر پذیری کی بنا پر اضافی اثر آسکتا ہے۔

2 حقیقی شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

مالی سال 19ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی کی نمو گذشتہ مالی سال کی 5.5 فیصد نمو کے مقابلے میں سست ہو کر 3.3 فیصد ہوگئی جس سے معیشت میں ایک قابلِ ذکر اعتدال آگیا۔[1] مستقل جڑواں خسارے کو قابو کرنے کے لیے جو پالیسی اقدامات کیے گئے ان کے باعث یہ سست روی عین متوقع تھی۔ نتیجتاً اقتصادی سرگرمیوں میں آنے والی کمزوری وسیع البنیاد تھی جس میں صنعتی شعبے، اور بالخصوص اشیا سازی کی سرگرمیوں پر ان اقدامات کا سب سے زیادہ اثر پڑا۔ اس کے ساتھ ساتھ زرعی شعبہ پانی کی قلت اور اہم خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت کا شکار رہا جس سے اہم فصلوں کی پیداوار محدود ہوگئی۔ خدمات کے شعبے نے بھی اجناس کی پیداوار کے شعبوں کی ناقص کارکردگی کے اثرات کا سامنا کیا جس سے اس کی نمو گذشتہ سال کی نسبت نمایاں طور پر کم ہوگئی (**جدول 2.1**)۔

جدول 2.1 : جی ڈی پی اور اس کے اجزا

تناسب اور نمو فیصد میں، حصہ داری فیصدی درجوں میں

	نمو			
	م س18ء ن	م س19ء ع	م س19ء ہ	حصہ داری
زراعت	**3.9**	**0.8**	**3.8**	**0.2**
جس میں				
اہم فصلیں	3.6	-6.6	3.0	-0.3
گلہ بانی	3.6	4.0	3.8	0.4
صنعت	**4.9**	**1.4**	**7.6**	**0.3**
جس میں				
کان کنی اور کوہ کنی	7.7	-2	3.6	-0.1
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	5.1	-2.1	8.1	-0.2
بجلی کی پیداوار اور تقسیم	-9.1	40.5	7.5	0.6
تعمیرات	8.2	-7.6	10	-0.2
خدمات	**6.2**	**4.7**	**6.5**	**2.8**
جس میں				
تھوک اور خردہ تجارت	6.6	3.1	7.8	0.6
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات	2.1	3.3	4.9	0.4
مالیات اور بیمہ	7	5.1	7.5	0.2
عمومی سرکاری خدمات	11.8	8	7.2	0.6
جی ڈی پی	**5.5**	**3.3**	**6.2**	**3.3**

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری، ہ: ہدف (بمطابق سالانہ منصوبہ 19-2018ء)

ماخذ : پاکستان دفتر شماریات

اجناس پیدا کرنے والے شعبوں میں سے صنعتی پیداوار خاصی پست رہی اور م س 19ء میں 1.4 فیصد نمو ہوئی جبکہ ایک سال قبل یہ 4.9 فیصد تھی۔ نمایاں کمی بڑے پیمانے کی اشیاسازی، تعمیرات، اور کان کنی و کوہ کنی کے شعبوں میں ہوئی۔ پست صنعتی کارکردگی کا بنیادی سبب سرکاری شعبے

---

[1] وفاقی ادارہ شماریات کی جانب سے مئی 2019ء میں جاری کردہ عبوری اعداد و شمار کے مطابق۔

کے ترقیاتی منصوبوں کے اخراجات میں کٹوتی کو قرار دیا گیا۔ دیگر عوامل کے اثرات کارفرما ہے جیسے زری پالیسی کی سختی، شرحِ مبادلہ کا اتار چڑھاؤ، ضوابطی اقدامات، اور بعض کاروباری حلقوں میں مستقبل کی معاشی پالیسیوں کے حوالے سے پائی جانے والی بے یقینی[2] جس نے وسیع تر اقتصادی سست روی کا ماحول بنادیا۔ اس کے برعکس بجلی اور گیس کی پیداوار اور تقسیم کو استثنیٰ حاصل رہا، اور اس میں گذشتہ سال کی نسبت حوصلہ افزا اضافہ ہوا۔

یہ سال زراعت کے لیے بھی بحیثیت مجموعی مایوس کن رہا اور اس میں 0.8 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ سال 3.9 فیصد رہی تھی۔ اہم فصلیں متوقع پیداوار نہ دے سکیں، کپاس اور گنّے کی پیداوار میں نمایاں کمی آئی جبکہ گندم کی پیداوار بھی م س 18ء کے مقابلے میں معمولی سی کم رہی۔ فصلوں کی کم پیداوار دراصل اہم مواقع پر پانی کی قلت اور شدید موسمی حالات کا نتیجہ تھی جبکہ خام مال کی زائد قیمتوں (خصوصاً کھاد کی) نے بھی منفی اثر ڈالا۔ تاہم یہ حوصلہ افزا ہے کہ ذیلی شعبہ گلہ بانی نے م س19ء میں اپنی نمو برقرار رکھی۔

جدول 2.2 : زرعی شعبے کا اضافہ قدر

تناسب اور نمو فیصد میں، حصہ داری فیصدی درجوں میں

	تناسب	نمو			نمو میں حصہ داری
	م س19ء	م س18ءن	م س19ءہ	م س19ءع	م س19ءع
فصلی شعبہ	35.3	4.7	3.6	-4.4	-1.6
اہم فصلیں	21.9	3.6	3.0	-6.6	-1.5
دیگر فصلیں	11.2	6.2	3.5	2.0	0.2
کپاس کی جننگ	2.1	8.8	8.9	-12.7	-0.3
گلہ بانی	60.5	3.6	3.8	4.0	2.3
جنگل بانی	2.1	2.6	8.5	6.5	0.1
ماہی گیری	2.1	1.6	1.8	0.8	0.0
مجموعی	**100**	**3.9**	**3.8**	**0.8**	

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری، ہ: ہدف

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی ناقص کارکردگی نے شعبہ خدمات کو بھی متاثر کیا جس کی نمو معتدل ہو کر 4.7 فیصد ہو گئی جبکہ گذشتہ سال یہ 6.2 فیصد تھی۔ چونکہ اجناس پیدا کرنے والے شعبے کے ساتھ تھوک اور خردہ تجارت کے مضبوط روابط ہیں اس لیے یہ بات ہرگز حیران کن نہ تھی کہ اس تجارت میں نمو م س18ء کے مقابلے میں زیرِ جائزہ عرصے کے دوران تقریباً نصف رہ گئی۔ عمومی سرکاری خدمات میں سست روی بھی گذشتہ سال کی نسبت خاصی نمایاں تھی، اگرچہ اس زمرے نے م س19ء کا اپنا نمو کا ہدف حاصل کر لیا (**جدول 2.1**)۔

[2] کاروباری طبقے میں جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران بے یقینی کا جزوی تعلق آئی ایم ایف کے متوقع بیل آوٹ پیکیج سے جوڑا گیا تھا کیونکہ مئی 2019ء میں عملے کی سطح پر ہونے والے معاہدے کی تیاری میں پاکستانی حکام اور آئی ایم ایف کے مہمان وفد کے مابین طویل مذاکرات ہوئے۔

2.2 زراعت

م س19ء کے دوران زرعی شعبے کی کارکردگی ماند رہی اور اس میں 0.8 فیصد کی واجبی نمو ہوئی جو م س18ء کی 3.9 فیصد نمو اور 3.8 فیصد سالانہ ہدف سے نمایاں طور پر کم ہے (**جدول 2.2**)۔ اس کا بنیادی سبب فصلوں کے شعبے میں قابلِ ذکر کمی ہے جو م س18ء میں 4.7 فیصد نمو کے مقابلے میں رواں سال 4.4 فیصد کم ہوگیا۔ متعدد اہم فصلوں میں نمایاں کمی دیکھی گئی (**جدول 2.3**)۔ صورتِ حال کے بڑے اسباب یہ ہیں: بوائی کے موسم میں پانی کی قلت کے نتیجے میں زیرِ کاشت رقبہ کم ہونا، اور بنیادی خام مال جیسے کھاد، بیج اور کیڑے مار دواؤں کی قیمتوں میں اضافہ۔ دریں اثنا زراعت میں حاوی ذیلی شعبے گلہ بانی نے 4.0 فیصد کی نمو حاصل کرلی۔ اس نے نہ صرف فصلی شعبے میں نقصان کا ازالہ کیا بلکہ زرعی شعبے کو بحیثیت مجموعی واجبی نمو حاصل کرنے میں بھی مدد دی۔

خاص طور پر خریف کے سیزن کے دوران زیرِ کاشت اراضی میں قابلِ ذکر کمی آئی خصوصاً سندھ میں جہاں پانی کی قلت زیادہ تھی۔ م س19ء کے دوران خریف کی فصلوں کا مجموعی زیرِ کاشت رقبہ م س18ء کی نسبت 7.2 فیصد کم تھا۔ نیز، پانی کی قلت اور کھاد کے پست استعمال نے بھی فصل کی یافت پر منفی اثر ڈالا۔ چنانچہ بحیثیت مجموعی زرعی شعبے کے خام اضافۂ قدر میں خریف کی فصلوں کا حصہ م س18ء کی سطح سے نمایاں طور پر کم ہوگیا۔

ربیع کے سیزن میں پانی کی دستیابی نسبتاً بہتر ہوگئی جس سے کچھ اطمینان ہوا۔ تاہم بوائی میں تاخیر، کھاد کے پست استعمال، اور ناسازگار موسمی حالات نے گندم کی فصل کی یافت کم کردی۔

جدول 2.3 : اہم فصلوں کی پیداوار

ملین ٹن، کپاس ملین گانٹھوں میں، نمو فیصد میں

	پیداوار			نمو	
	م س18ء	م س19ءہ	م س19ءع	م س18ءن	م س19ءع
کپاس	11.9	14.4	9.9	**11.9**	-17.5
چاول	7.5	7.0	7.2	8.8	-3.3
گنّا	83.3	70.0	67.2	10.4	-19.4
گندم	25.1	25.6	25.2*	-6.0	0.5
مکئی	5.9	6.0	6.3	-3.8	6.9

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری، ہ: ہدف۔ اہداف سالانہ منصوبہ 19-2018ء سے لیے گئے ہیں، ماسوائے گندم۔ یہ ایف سی اے کے اہداف سے مختلف ہوسکتے ہیں۔ * پیداواری شماریات این اے سی کی فراہم کردہ ہے، تاہم بارش سے نقصانات شامل نہیں، نظر ثانی سے ان کو کم کیا جاسکتا ہے۔

خام مال کی صورتِ حال:

خام مال کی صورتِ حال کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ 19-2018ء میں خریف اور ربیع دونوں سیزن میں پانی کی فراہمی کم رہی۔ تاہم جو آبی قلت ربیع کی ابتدا میں تھی وہ بعد میں مناسب بارشوں کے سبب م س19ء کی تیسری سہ ماہی میں

شکل 2.1: آب پاشی کے پانی کا بہاؤ

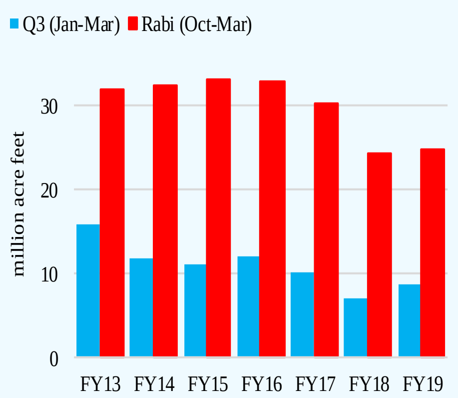

Data source: Indus River System Authority

دور ہو گئی۔ چنانچہ ربیع 19-2018ء کے لیے آبپاشی کے پانی کی فراہمی گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں واجبی طور پر 2.3 فیصد بہتر ہو گئی(**شکل 2.1**)۔

تاہم یہ بہتری کھاد کے کم استعمال کے سبب ماند پڑ گئی، جبکہ فصلوں کے شعبے کو قرض، خصوصاً پیداواری قرض کے اجرا میں گذشتہ سال کی نسبت محدود نمو بھی آڑے آئی۔ مجموعی غذائی اجزا کا استعمال م س19ء کی تیسری سہ ماہی میں بھی متواتر کم ہوتا رہا چنانچہ کھاد کا مجموعی استعمال ربیع 18-2017ء کے مقابلے میں ربیع 19-2018ء میں 3.5 فیصد کم ہو گیا۔ تفصیلات بلحاظ مصنوعات سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ یوریا کا استعمال 3.0 فیصد بڑھ گیا تاہم ڈی اے پی میں 17 فیصد کی نمایاں کمی نے اسے زائل کر دیا۔ ڈی اے پی کے استعمال میں کمی کی ممکنہ وجہ اس کی زائد قیمت کو قرار دیا جا سکتا ہے جو ربیع کے گذشتہ دو سیزن کی نسبت زیادہ تھے حالانکہ صوبائی اور وفاقی سطحوں پر متعدد زرِاعانت فراہم کی گئی تھیں[3](**شکل 2.2**)۔ فصلوں کے شعبے کی ناقص کارکردگی کے رجحانات اور بلند شرحِ سود کے پیشِ نظر فصلوں کے شعبے کو قرضے جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران واجبی طور پر 0.3 فیصد کم ہو گئے جبکہ ٹریکٹروں کی تقسیم سال بسال بنیاد پر 23.8 فیصد[4] کم ہو گئی۔ تاہم اس عرصے کے دوران زرعی قرضے کا مجموعی اجرا گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 20.9 فیصد بڑھ گیا(**جدول 2.4**)۔

کاشت کی سرگرمیوں میں کمی کے باوجود پیداواری مقاصد کے لیے قرضوں میں اضافہ ہوا جس کی اہم وجہ خام مال کے نرخوں میں وسیع البنیاد اضافہ ہے۔ م س19ء میں نرخوں کی صورتِ حال گذشتہ سال ربیع کے سیزن سے بدتر ہو گئی جب خام مال کی لاگت صرف ڈیزل مہنگا ہونے سے بڑھی تھی۔ رواں سال تمام ہی خام مال یعنی ٹریکٹر، کھاد اور ہر قسم کی کیڑے مار ادویات کے نرخ بڑھ گئے۔ چنانچہ کاشت کاروں کو سیالیت کی محدودیت کا سامنا کرنا پڑا جو خام مال کے نرخ بڑھنے اور فصل پر کم منافع ملنے دونوں کا نتیجہ تھی(**جدول 2.5**)۔ دریں اثنا ذیلی شعبوں گلہ بانی /

[3] فیڈ گیس سستے نرخ(185 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو) پر دی جا رہی ہے جبکہ فیول گیس کی قیمت 780 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو ہے۔ اس طرح فی تھیلا 714 روپے زرِاعانت دیا گیا ہے۔
[4] بڑی حد تک ٹریکٹر کی قیمتوں اور شرح سود میں اضافے کے باعث ٹریکٹر کی فروخت گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں ربیع 19-2018ء میں 27.8 فیصد گر گئی۔

ڈیری اور مرغبانی کے لیے جاری سرمائے کی بلند تر ضروریات کی بنا پر غیر کاشت شعبے میں نمو ہوئی۔ یہ رجحان م س 19ء میں گلہ بانی کے شعبے کی 4.0 فیصد نمو کے رجحان کے عین مطابق ہے۔

شکل 2.2 : اوسط ماہانہ قیمتیں

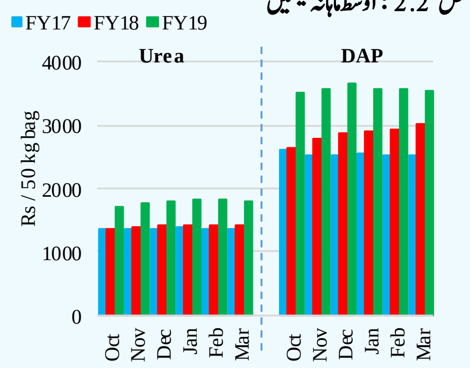

Data source: National Fertilizer Development Centre

گندم:

پاکستان اقتصادی سروے کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ م س 19ء میں گندم کی پیداوار 0.5 فیصد کی معمولی شرح سے بڑھ کر 25.2 ملین ٹن ہوگئی (**جدول 2.3**) کیونکہ حکومت نے م س 18ء کی گندم کی پیداوار نظر ثانی کے بعد 0.4 ملین ٹن کم کر دی تھی۔ تاہم وزارت قومی غذائی تحفظ اور تحقیق (ایم این ایف ایس آر) کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق م س 19ء میں گندم کی پیداوار 24.3 ملین ٹن درج کی گئی جو مالی سال 18ء کی نظر ثانی شدہ پیداوار 25.1 ملین ٹن کی نسبت 3.2 فیصد کمی ظاہر کرتی ہے۔

وفاقی ادارہ شماریات اور وزارت قومی غذائی تحفظ اور تحقیق کے فراہم کردہ تخمینوں میں موجود اس تضاد کا سبب غالباً یہ ہے کہ وفاقی ادارہ شماریات عین کٹائی کے موقع پر بے وقت بارشوں اور ژالہ باری کے سبب پیداواری سطح کا احاطہ نہیں کرتا۔ آئندہ سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 19ء گندم کی فصل کی کارکردگی پر مزید روشنی ڈال سکے گی کیونکہ اُس وقت تک اعداد و شمار زیادہ حتمی صورت میں آچکے ہوں گے۔ ذیل کا تجزیہ وزارت قومی غذائی تحفظ اور تحقیق کے فراہم کردہ تازہ ترین تخمینوں پر مبنی ہے۔

ربیع کے اِس سیزن میں گندم کی یافت 2.9 فیصد گر گئی جبکہ زیر کاشت رقبہ 0.4 فیصد کم ہوگیا۔ گندم کی پیداوار میں مسلسل دوسرے سیزن میں ہونے والی یہ کمی دراصل تین اسباب کا نتیجہ ہے: (1) گنّے کی کٹائی میں تاخیر کے سبب زیرِ کاشت رقبہ کم ہوگیا، (2) غذائی اجزا خصوصاً فاسفیٹ کا استعمال ناکافی رہا چنانچہ یافت کم ہوئی، اور (3) بے وقت اور وقتاً فوقتاً بارشوں اور کٹائی کے وقت ژالہ باری نے فصلوں کے ایک حصے کو، خصوصاً جنوبی پنجاب میں، نقصان پہنچایا (**شکل 2.3**)۔

جدول 2.4: جولائی تامارچ زرعی قرضے کا اجرا

ارب روپے میں، نمو فیصد میں

	سہ 3		فیصد فرق		جولائی تامارچ		فیصد فرق	
	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
فارمی شعبہ								
الف۔ پیداوار[1]	112.4	137.3	32.2	22.2	298.7	368.3	36.0	23.3
تمام فصلیں	60.6	58.6	8.0	-3.3	169.7	169.2	16.7	-0.3
کارپوریٹ فارمنگ	30.6	41.4	130.1	35.3	70.4	117.3	109.5	66.6
ب۔ ترقیاتی[2]	5.7	6.3	54.1	10.5	16.8	23.8	36.6	41.7
ٹریکٹر	1.6	1.0	33.3	-37.5	4.2	3.2	40.0	-23.8
ج۔ مجموعی فارمی شعبہ (الف+ب)	118.1	143.6	33.1	21.6	315.5	392.1	36.1	24.3
غیر فارمی شعبہ (جاری سرمایہ اور معینہ سرمایہ کاری)								
گلہ بانی/ڈیری	60.7	67.7	52.1	11.5	177.4	210.6	43.5	18.7
مرغبانی	30.1	36.8	27.0	22.3	85.2	99.5	38.8	16.8
دیگر	25.3	29.7	33.9	17.4	88.0	102.9	56.9	16.9
د۔ مجموعی فارمی شعبہ	116.1	134.2	40.7	15.6	350.6	412.9	45.4	17.8
مجموعی زراعت (ج+د)	234.2	277.8	36.8	18.6	666.1	805.0	40.8	20.9

[1] پیداواری قرضے بیجوں، کھاد، کیڑے مار ادویات وغیرہ جیسے خام مال خریدنے کے لیے ہیں۔

[2] ترقیاتی قرضے ٹریکٹر، ٹیوب ویل اور دیگر زرعی مشینری کے لیے ہیں۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

پست یافت کا ایک اور سبب بعض علاقوں میں غیر تصدیق شدہ بیجوں کا استعمال ہے۔ یافت میں کمی زیادہ تر چکوال جیسے ان اضلاع میں پائی گئی ہے جہاں موسم اور کیڑوں سے مزاحمت والی نئی اقسام کے بجائے دیسی اقسام کے بیج بوئے گئے۔ دیسی بیج موسمی تبدیلیوں کی ناکافی مزاحمت رکھتے ہیں۔ تصدیق شدہ بیجوں کے پست استعمال کی ایک جزوی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سیزن کے لیے سرکاری قیمت جوں کی توں رہی یعنی 40 کلو گرام پر 1300 روپے۔ بیشتر نقصانات پنجاب میں دیکھے گئے خصوصاً جنوبی علاقے میں جہاں یافت 4 فیصد کم ہو گئی جبکہ نقصانات سے پہلے کے عبوری تخمینے بلند تھے۔[5]

[5] اپریل کے آغاز میں ایف سی اے نے اپنے اجلاس میں پنجاب کی ابتدائی یافت 2951 کلو گرام فی ہیکٹر بتائی تھی جبکہ نقصان کا احاطہ کرنے کے بعد تازہ ترین یافت 2832 کلو گرام فی ہیکٹر ہے۔ تازہ ترین تخمینے ایم این ایف ایس آر کے ہیں۔

موسمی تبدیلی کے تناظر میں تصدیق شدہ اور موسم سے مزاحمت کرنے والے بیجوں کا استعمال ضروری ہے تاکہ غیر متوقع اور موسمی تلون سے ہونے والے نقصانات کم کیے جا سکیں۔ نیز، یہ بھی ضروری ہے کہ چھوٹے کاشت کاروں کی قوتِ برداشت بڑھانے کے لیے بلحاظ موسم سرگرمیاں اور بیمہ سازی اپنائی جائے۔ اس حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے پنجاب کراپ انشورنس کے تازہ ترین پروگرام کا یہ بھی ایک مقصد ہے کہ یافت کے نقصانات پر چھوٹے زمینداروں کی تلافی کی جائے، پیداواریت بڑھائی جائے، اور موسم سے مناسبت رکھنے والے طریقے اپنانے کو فروغ دیا جائے جیسے بیجوں کی نئی اقسام کا استعمال۔ اس پروگرام کے تحت ربیع 19-2018ء کی گندم کی یافت میں نقصانات پر اُن کاشت کاروں کی تلافی کی جائے گی جو پروگرام میں شامل ہیں (**باکس 2.1**)۔

جدول 2.5: زرعی خام مال کے نرخ (اکتوبر تا مارچ)

تھوک قیمت اشاریہ میں سال بسال فیصد فرق

	ربیع 18-2017ء	ربیع 19-2018ء
ٹریکٹر	0.0	11.6
کھاد	2.7	17.8
کرم کش ادویات	0.8	2.4
کیڑے مار ادویات	-0.4	6.2
مشینی ہل	-7.1	0.0
ڈیزل	21.5	29.9
تمام زرعی خام مال	***12.2***	***23.5***

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

خوراک کے صوبائی اداروں اور پاسکو کی تحویل میں گندم کے ذخائر آخر مارچ 2019ء پر 4.5 ملین ٹن تھے جبکہ مارچ 2018ء میں 7.3 ملین ٹن تھے (**شکل 2.4**)۔ گندم کی ہدف سے کم پیداوار کے باوجود پہلے سے موجود ذخائر 25.8 ملین ٹن ملکی ضروریات کے لیے اب بھی کافی ہیں۔[6] اگرچہ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے نتیجے میں کچھ گندم برآمد بھی کی گئی ہے[7] تاہم یہ برآمدات صوبائی حکومتوں کے گندم کی مالکاری کے اخراجات پر بڑھتے ہوئے دباؤ کو کم کرنے کے لیے ناکافی ہیں۔

شکل 2.3 : گندم کی پیداوار اور شرحِ نمو

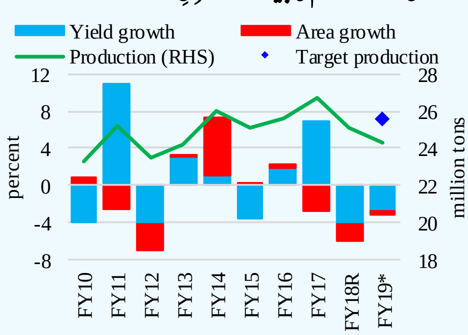

Data source: Pakistan Bureau of Statistics. FY19* figure is post-rain estimate reported by MNFSR.

اس سال حکومت نے خریداری کے 6.3 ملین ٹن ہدف کا اعلان کیا تھا جو گذشتہ سال کے 6.1 ملین ٹن ہدف اور م س18ء کی حقیقی خریداری 5.9

[6] اس تخمینے کی بنیاد 120 کلوگرام فی کس سالانہ ضرورت ہے۔ ماخذ: ایم این ایف ایس آر

[7] جولائی تا مارچ م س19ء کی برآمدات 0.56 ملین ٹن رہی جبکہ م س18ء میں اسی مدت کے دوران 0.31 ملین ٹن برآمد کی گئی تھی۔

ملین ٹن سے زائد تھا۔ اس سے قطع نظر صوبائی اداروں کی اکثریت حقیقی خریداری کی تصدیق آخر مارچ 2019ء تک نہیں کر سکی ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ کاشت کاروں کو گندم ذخیرہ کرنے کی سہولت میسر نہیں ہے چنانچہ وہ فصل کو نمی سے پہنچنے والے نقصانات سے نہیں بچاسکتے نیتجتاً، حکومت کے گندم نہ خریدنے کی صورت میں کاشت کار اسے اکثر سستے نرخ پر بیچ دیتے ہیں۔

شکل 2.4 : گندم کے ذخائر اور خریداری

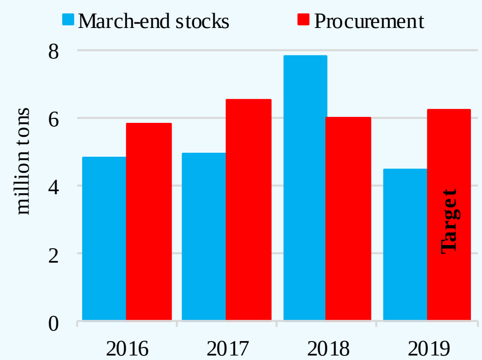

Target: set as on May 15, 2019.
Data source: Ministry of National Food Security and

باکس 2.1: پنجاب کراپ انشورنس پروگرام- تجرباتی منصوبے کی خصوصیات اور حاصل شدہ اسباق

کراپ انشورنس پروگرام (سی آئی پی) حکومتِ پنجاب کی اس حکمتِ عملی کا لازمی جز ہے جس کا مقصد زراعت کو اگلے پانچ سال میں عالمی بینک کے 'اسمارٹ'[8] پروگرام کے اہداف کے مطابق تبدیل کرنا ہے تاکہ فصلوں کی پیداواریت بڑھے، مسابقت میں اضافہ ہو، اور موسمی تبدیلی اور قدرتی آفات سے مقابلے کے لیے چھوٹے کاشت کاروں کی صلاحیت میں اضافہ کیا جائے۔ تجرباتی منصوبوں کے دو مراحل شروع کیے گئے تھے، اول خریف 2018ء میں کپاس اور چاول کے لیے، اور دوم ربیع 19-2018ء میں گندم کے لیے۔ کپاس کی یافت توقع سے کم رہنے کے باعث ضلع ساہیوال میں کپاس کے کاشت کاروں کو خریف 2018ء سیزن میں رقم بھی ادا کی گئی تھی۔ ان تجرباتی منصوبوں سے کئی مسائل کی شناخت میں مدد ملی۔ خام مال کے چناؤ میں بہتری آنے اور یافت بڑھانے میں وقت لگے گا تاہم اس باکس میں پروگرام کی اہم خصوصیات اور حاصل ہونے والے سبق کو اجاگر کیا جائے گا۔

موجودہ صورتِ حال

وفاقی سطح کی موجودہ 'کراپ لون انشورنس اسکیم' جو 2008ء سے برقرار ہے، اس لحاظ سے ناکام ہے کہ یہ صرف اس وقت فعال ہوتی ہے جب حکام کسی علاقے کو آفت زدہ قرار دیتے ہیں اور یافت کا نقصان 50 فیصد سے زائد ہوتا ہے۔ تب یہ اسکیم دیوالیہ ہونے والے کاشت کاروں کے ذمے واجب الادا فصلی قرضے کی رقم قرض گار ادارے کو ادا کرتی ہے، چنانچہ یافت کے نقصان پر چھوٹے کاشت کاروں کو اس اسکیم کا براہِ راست فائدہ نہیں ہوتا۔

---

[8] عالمی بینک کے 300 ملین ڈالر کے تعاون سے پروجیکٹ برائے "پنجاب میں زرعی و دیہی کایاپلٹ کے لیے منڈیوں کا استحکام" پروگرام برائے نتائج (اسمارٹ پنجاب پی فار آر) کے تحت بیمۂ فصل کا پروگرام 2018ء سے 2022ء تک تیار کر کے شروع کیا جانا تھا۔

جدول 2.1.1 : مارچ 2019ء تک استعمال کی تفصیل

	کاشت کار	بیمہ شدہ رقبہ (ایکڑ)
خریف 2018ء (4 اضلاع)	**16,750**	**42,779**
کپاس	12,357	31,874
چاول	4,393	10,905
ربیع 19-2018ء (9 اضلاع)	**41,375**	**97,773**
گندم	41,375	97,773
مجموعہ	**58,125**	**140,552**

ماخذ: پروگرام پر عمل درآمد کا یونٹ

کلیدی مقاصد اور سی آئی پی کی خصوصیات

- پنجاب کے پانچ ایکڑ سے کم رقبے کے مالک چھوٹے کاشت کاروں کو یافت میں ہونے والے اُس نقصان کی تلافی کرنا جو کیڑوں کے حملے اور / یا قدرتی آفات کی بنا پر ہو
- فصلوں کی یافت اور پیداوار بہتر بنانے کی غرض سے بیمۂ فصل کو کریڈٹ لائن کے ساتھ منسلک کرنا، کاشت کاروں کو ترغیب دی جائے گی کہ وہ بلند یافت والے بیجوں اور کھاد میں سرمایہ لگائیں
- کاشت کاروں کو موسم کی مزاحمت کرنے والی ٹیکنالوجی اپنانے کی ترغیب دینے کے لیے پہلے پانچ سال میں پریمیم پر زرِ اعانت دی جائے گی اور اس ٹیکنالوجی کے استعمال پر راغب کیا جائے گا۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 19ء میں توجہ دلائی گئی ہے، موسمیاتی تبدیلی سے ابھرنے والے خطرات یافت کے نقصان کے لحاظ سے پاکستان کے لیے زیادہ نمایاں ہیں۔

یہ پروگرام بیمہ ٔفصل کے لیے 'رقبہ - یافت - اشاریہ - بیمہ' (اے وائی آئی آئی) ماڈل استعمال کرتا ہے اور یونٹ ایریا آف انشورنس (یو اے آئی) کہلانے والی تحصیل، یا مرکز جیسی کسی جغرافیائی حدود میں بیمہ شدہ یافت سے ماوراہونے والے یافت کے نقصان پر کاشت کاروں کو تلافی دیتا ہے۔ چنانچہ کسی کاشت کار کو ہونے والے انفرادی نقصان کی تلافی ماضی کی بنیاد پر موازنہ کر کے نہیں کی جاتی بلکہ علاقے کی اوسط یافت کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔

ماضی کی یافتوں کی بنیاد پر بیمہ شدہ یافت متعین کی جاتی ہیں اور ان کا موازنہ موجودہ یافتوں سے کیا جاتا ہے، یافت میں ہونے والا نقصان بیمہ کمپنی پورا کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ضلع چیچہ وطنی میں کپاس کی یافت ماضی میں 726.3 کلو گرام فی ایکڑ ہوتی رہی ہے (یہ اے وائی آئی آئی ہے)، تحفظ 80 فیصد رکھا گیا چنانچہ 581 کلو گرام فی ایکڑ بیمہ شدہ یافت ہے۔ چونکہ تحصیل چیچہ وطنی میں موجودہ یافت 485 کلو گرام فی ایکڑ ہوئی ہے اس لیے نقصان کا تناسب 16.4 فیصد ہے۔ روپے کے لحاظ سے کپاس کے بیمے کی رقم فی ایکڑ 50 ہزار روپے مقرر کی گئی ہے۔ چونکہ بیمہ کمپنی نے 16.4 فیصد رقم ادا کی چنانچہ تحصیل چیچہ وطنی میں بیمہ شدہ تمام کاشت کاروں کو فی ایکڑ 8,171 روپے کے مساوی ادا کیے گئے۔

خریف اور ربیع م س 19ء کے تجرباتی منصوبے

اپریل 2018ء سے مارچ 2019ء تک مجموعی طور پر 58,125 کاشت کاروں کا بیمہ کیا گیا جن کی اراضی 140,552 ایکڑ ہے۔ اس میں کپاس، چاول اور گندم کی فصلوں کا بیمہ کیا گیا (**جدول 2.1.1**)۔ ابتدائی تجرباتی منصوبہ خریف 2018ء میں 4 اضلاع میں شروع کیا گیا اور ربیع 19-2018ء میں 9 اضلاع تک اسے توسیع دی گئی۔

- اس کا ٹارگٹ گروپ 'پنجاب کسان ای کریڈٹ' اور وفاقی سی ایل آئی ایس کے قرض گیروں پر مشتمل تھا جن کا بیمہ پودا لگانے سے فصل کی کٹائی تک کیا گیا۔

• ای کریڈٹ قرض گیروں کو زیریں تحفظ (متوقع یافت کا صفر سے 80 فیصد تک) اور سی ایل آئی ایس قرض گیروں کو بالائی تحفظ (متوقع یافت کا 50 سے 80 فیصد تک) دیا گیا۔ ای کریڈٹ والوں کی اسکیم کی ابتدائی بنڈلنگ میں بیمہ کمپنیوں کو دائرہ کار اور خطرات کے انتظام کی اجازت دی گئی، اور ان کے مارکیٹنگ اور دیگر اخراجات بچائے گئے۔ای کریڈٹ کے تمام قرض گاروں کے لیے یہ کوریج لازمی تھی اور سی ایل آئی ایس کے لیے اختیاری۔

جدول 2.1.2: پریمیم کی تفصیل

	پریمیم کی رقم (روپے فی ایکڑ)			زرِاعانت (فیصد)	کاشت کاروں کی طرف سے پریمیم کا حصہ (روپے فی ایکڑ)		
	کپاس	چاول	گندم		کپاس	چاول	گندم
ای کریڈٹ قرض گیر							
5 ایکڑ تک	1,250	750	570	100	0	0	0
5.01 سے 12.5 ایکڑ تک	1,250	750	444	50	625	375	222
سی ایل آئی ایس قرض گیر							
25 ایکڑ تک	600	200	444	50	300	100	222

ماخذ: پروگرام پر عمل درآمد کا یونٹ- کراپ انشورنس پروگرام

• بیمے کی رقم کی بنیاد اسٹیٹ بینک کی طرف سے مقرر کردہ سی ایل آئی ایس فصل کی علامتی حدوں کو بنایا گیا ہے جو فصل کی مالیت ہے۔ خریف کے لیے ای کریڈٹ قرض گیروں کا بیمہ 50 ہزار روپے فی ایکڑ اور گندم کے لیے 30 ہزار روپے رکھا گیا جبکہ سی ایل آئی ایس کے لیے صرف 20 ہزار روپے فی ایکڑ بیمہ رکھا گیا۔ ای کریڈٹ کے کاشت کاروں میں سے جن کی زمین 5 ایکڑ سے کم تھی انہیں پریمیم پر 100 فیصد زرِاعانت دیا گیا جبکہ 5 ایکڑ سے زیادہ رقبے کے مالکان کو 50 فیصد زرِاعانت دیا گیا۔ ان میں اکثریت ای کریڈٹ قرض گیروں کی تھی جبکہ سی ایل آئی ایس قرض گیروں کی تعداد بہت کم تھی (**جدول 2.1.2**)۔

جدول 2.1.3: ساہیوال (چیچہ وطنی) میں کپاس کے دعووں کی ادائیگی

کاشت کاروں کی تعداد	متاثرہ رقبہ	بیمے کا اشاریہ	موجودہ اشاریہ	یافت میں کمی	فی کاشت کار ادائیگی	کپاس کی فصل کی پیداواری لاگت	حقیقی تخمینی دعوے
	ایکڑ	کلوگرام فی ایکڑ	کلوگرام فی ایکڑ	فیصد	روپے فی ایکڑ	روپے فی ایکڑ	ملین روپے
1,986	5,193	581	487	16.3	8,171	59,666	32.9

ماخذ: پروگرام پر عمل درآمد کا یونٹ- کراپ انشورنس پروگرام

پروگرام کے نتائج اور لاگت

ساہیوال کے اضلاع میں کپاس کی فصل کی یافت میں کمی کے سبب خریف 19-2018ء کے لیے بیمے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ فی کاشت کار ادائیگی 8,171 روپے فی ایکڑ کی گئی، مجموعی طور پر 1986 کاشت کاروں کو ادائیگی ہوئی جبکہ متاثرہ رقبہ 5193 ایکڑ تھا چنانچہ مجموعی دعوے 32.9 ملین روپے کے تھے (جدول **2.1.3**)۔ گندم کی 2018-19ء کی فصل کے دعووں کا تخمینہ ابھی باقی ہے کیونکہ فصل کے نقصانات کی پیمائش ہو رہی ہے۔

حاصل شدہ اسباق

- اس پروگرام کے اہم ترین نتائج میں سے ایک نتیجہ یہ ہوگا کہ وقت گزرنے کے ساتھ بیمہ کی مارکیٹ تشکیل پاجائے۔
- مشاہدے میں آیا کہ اس سہولت کا استعمال ابتدائی ہدف کے مقابلے میں بھی کافی کم تھا جس سے کاشت کاروں کی ناکافی آگاہی کا پتہ چلتا ہے کہ انہیں اس پروگرام کا مقصد سمجھ میں نہیں آیا۔
- پانچ ایکڑ تک رقبے کے مالکان کی دلچسپی زیادہ تھی جنہیں 100 فیصد زرِاعانت ادا کیا گیا، بہت کم کاشت کاروں کو پریمیم ادا کرنا پڑا۔
- جب کاشت کاروں کو بیمہ اسکیم کے مقصد اور افادیت کا علم ہوگا تو اس اسکیم کے یافت پر اور موسم کی مزاحم ٹیکنالوجی اپنانے پر اثرات سامنے آئیں گے۔
- یہ پالیسی اہم فصلوں کی معاون ہوسکتی ہے جبکہ سرکاری نرخوں کے ذریعے مارکیٹ میں مداخلت کا بھی کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔
- بیمہ کمپنیوں نے کاشت کاروں کو ادائیگی تاخیر کے بغیر کردی۔ اس طرح اسکیم پر کاشت کاروں کا بھروسہ اور اگلے مراحل میں رجوع بڑھنے کی توقع ہے جبکہ آگاہی کے پروگراموں میں اضافے سے توقع ہے کہ کاشت کار موسم سے ہم آہنگ ٹیکنالوجی اختیار کرکے، بلند یافت والے بیجوں کی اقسام اپنا کر، اور کھاد کا استعمال بڑھا کر یافت بہتر بنائیں گے۔
- کاشت کاروں کو قدرتی آفات اور یافت کے نقصانات سے بچانے کے لیے ان کا بیمہ ضروری ہے چنانچہ اسکیم کو دوسرے صوبوں میں بھی نافذ کرنا چاہیے۔

حوالہ جات:

مرزا وسیم، 2019ء پائلٹ پروجیکٹ رپورٹ–خریف 2018ء۔ کراپ انشورنس پروگرام پنجاب

اسٹیوٹلے، چارلس؛ کلاو کونڈا، وجے سیکر؛ جینسن، جوہانس جارجز پیئیس۔ 2018ء۔ *A Feasibility Study: Assessing the Potential for Large-Scale Agricultural Crop and Livestock Insurance in Punjab Province, Pakistan* واشنگٹن ڈی سی، ورلڈ بینک گروپ۔

چھوٹی فصلیں:

جہاں تک تیل کے بیجوں کی فصل کا تعلق ہے، اس کے زیرِ کاشت رقبے میں 20.5 فیصد اضافے کا تخمینہ لگایا گیا جس سے پیداوار بڑھنے کی توقع ہے۔ عبوری تخمینوں کے مطابق سرسوں اور کینولا کی کاشت ہدف سے زائد کی گئی جبکہ سورج مکھی کی فصل اپنا ہدف پورا نہ کرسکی (**شکل 2.5**)۔ دو باتیں قابلِ ذکر ہیں: پہلی، پنجاب میں جن علاقوں میں سورج مکھی کاشت ہوتی تھی وہاں کینولا اور سرسوں کاشت کی گئی حالانکہ بوائی کے موقع پر سورج مکھی کے لیے زرِاعانت اسکیم کا وعدہ کیا گیا تھا۔[9] اس کی وجہ یہ ہے کہ سورج مکھی پر زرِاعانت اسکیم آپریشنل نوعیت کی تاخیر اور بیجوں کی قلت کا شکار ہوئی۔ دوسری، سندھ میں سورج مکھی کا زیرِ کاشت رقبہ بڑھا اور اس کے ساتھ ہی کینولا اور سرسوں کا رقبہ کم ہوا۔ پنجاب میں اسکیم

[9] صرف پنجاب میں دستیاب اس زرِاعانت اسکیم کے تحت فی 40 کلوگرام 3000 روپے کی دوبارہ خریداری، اور فصل کی بوائی کی تصدیق پر 4000 روپے کٹائی کے موقع پر ادائیگی کی ضمانت دی جاتی ہے۔

کے حوالے سے واضح موقف نہ آنے کی بنا پر بیجوں کی نجی کمپنیوں نے اپنے بیج سندھ میں کاشت کاروں کو سستے نرخ پر فروخت کر دیے کیونکہ پنجاب کے مقابلے میں سندھ میں سورج مکھی کی بوائی کا سیزن پہلے شروع ہو جاتا ہے۔

شکل 2.5: روغنی بیجوں کا زیر کاشت رقبہ

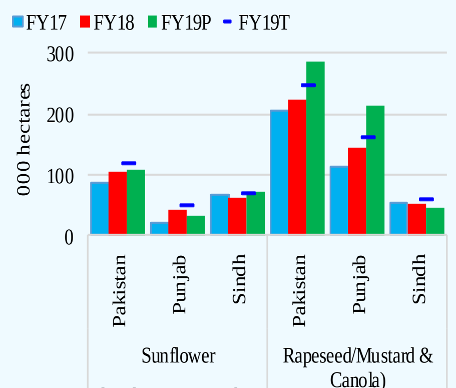

P: Provisional and T: Target set by FCA.
Data source: FCA Working Paper 2019-20.

2.3 صنعت[10]

م س 19ء کے دوران جب اقتصادی استحکام کے اقدامات کے اثرات پختہ ہوئے تو صنعتی شعبے کی کارکردگی سست ہو کر 1.4 فیصد پر آ گئی۔[11] اقتصادی استحکام کی پالیسیوں اور ضوابطی اقدامات کے اثرات سب سے زیادہ نمایاں تعمیرات اور اشیاسازی کی سرگرمیوں میں تھے۔

مالیاتی یکجائی کے اقدامات کے نتیجے میں م س 19ء کے دوران ایک طرف سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات کم ہو گئے ہیں جبکہ سی پیک سے متعلق اخراجات میں بھی نمایاں کمی واقع ہوئی ہے، تو دوسری طرف ضوابطی اقدامات مثلاً ڈیوٹیوں میں اضافہ، نان فائلرز کے نئی کار اور جائیداد خریدنے پر پابندی[12]، اور فرنس آئل سے بجلی بنانا بند کرنے کے تعمیرات سے منسلک صنعتوں، دواسازی، گاڑیوں اور پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار پر اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سخت زری پالیسی سے مالی لاگت بڑھ گئی، اور بعض صنعتی زمروں کی سرگرمیاں شرحِ مبادلہ کی کمی سے بھی متاثر ہوئیں۔ نجی شعبے کو بینک قرضے، خصوصاً جاری سرمائے کے قرضے خاصے بڑھ گئے جس کا سبب ذخائر (inventories) میں اضافہ اور خام مال کے نرخ بڑھنا ہے جس سے لاگت میں مزید اضافہ ہوا جبکہ م س 19ء کے دوران معینہ سرمایہ کاری کے لیے قرضے کم ہو گئے۔

دورانِ سال اس منفی پیش رفت کے باوجود بعض شعبے عمدہ کارکردگی دکھانے میں کامیاب رہے، مثلاً چھوٹے پیمانے کی اور گھریلو اشیاسازی اور بجلی کی پیداوار اور تقسیم اور گیس کی تقسیم۔ موٴخر الذکر ذیلی شعبے میں نمو تاریخ کی بلندیوں پر پہنچ گئی کیونکہ سی پیک سے متعلق (آر ایل این جی اور

---

[10] اس سیکشن میں مارچ 2019ء تک کا حقیقی ڈیٹا استعمال کیا گیا ہے، چنانچہ اس سیکشن میں دیے گئے اعداد و شمار جدول 2.1 سے مختلف ہو سکتے ہیں جو سالانہ تخمینوں پر مبنی ہے۔
[11] گذشتہ پانچ سال کے دوران صنعتی شعبے نے سالانہ اوسطاً 5 فیصد سے ترقی کی تھی۔
[12] یہ پابندی بالآخر اٹھالی گئی تھی۔

کوئلے سے چلنے والے) توانائی کے نسبتاً کارگر منصوبوں نے فرنس آئل سے چلنے والے پست کارکردگی کے حامل کارخانوں کی جگہ لے لی، اس کے ساتھ ساتھ توانائی کے نرخوں میں اضافہ بھی ہوا۔

بڑے پیمانے کی اشیاسازی

جولائی تا مارچ م س 19ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی 15 بڑی صنعتوں میں سے 11 کی سرگرمیوں میں وسیع البنیاد کمی دیکھی گئی۔ ماسوائے کھاد کے شعبے کے، تمام بڑے شعبوں نے گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں رواں سال تخفیف دکھائی (**جدول 2.6**)۔

گاڑیاں

م س 19ء کی ابتدائی دو سہ ماہیوں کی نسبت تیسری سہ ماہی میں گاڑیوں کے شعبے کا سکڑاؤ زیادہ نمایاں ہو گیا۔ چنانچہ جولائی تا مارچ م س 19ء میں اس شعبے میں 7.6 فیصد تخفیف ہوئی جبکہ پچھلے سال اسی مدت میں 18.9 فیصد متاثر کن نمو ہوئی تھی (**شکل 2.6**)۔

جدول 2.6: بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں سال بسال نمو–جولائی تا مارچ

فیصد

		سال بسال نمو		نمو میں حصہ داری	
	وزن	م س 18ء	م س 19ء	م س 18ء	م س 19ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	70.3	6.3	−2.9		
ٹیکسٹائل	20.9	0.6	−0.3	0.2	−0.1
سوتی دھاگہ	13.0	0.1	0.0	0.0	0.0
سوتی کپڑا	7.2	0.0	0.1	0.0	0.0
پٹ سن کی اشیا	0.3	33.4	−14.1	0.1	0.0
غذا	12.4	−0.3	−4.7	−0.1	−1.0
شکر	3.5	−11.7	−13.3	−1.2	−1.1
سگریٹ	2.1	84.9	7.2	0.9	0.1
نباتی گھی	1.1	7.4	0.8	0.1	0.0
خوردنی تیل	2.2	2.9	0.5	0.1	0.0
مشروبات	0.9	−7.6	−4.2	−0.2	−0.1
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	12.3	−6.0	0.7	−0.4
فولاد	5.4	27.5	−11.0	1.0	−0.5
غیر دھاتی معدنیات	5.4	12.3	−5.0	1.3	−0.6
سیمنٹ	5.3	12.4	−5.4	1.3	−0.6
گاڑیاں	4.6	18.9	−7.6	1.3	−0.6
جیپ اور کاریں	2.8	22.1	−0.1	0.7	0.0
کھاد	4.4	−8.3	4.5	−0.5	0.2
دواسازی	3.6	4.2	−8.4	0.4	−0.7
کاغذ	2.3	9.0	−3.9	0.3	−0.1
برقی مصنوعات	2.0	106.6	23.7	1.8	0.8
کیمیائی اشیا	1.7	0.5	−3.9	0.0	−0.1
کاسٹک سوڈا	0.4	21.1	−4.7	0.1	0.0
چرمی مصنوعات	0.9	−8.2	1.0	−0.1	0.0

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شکل 2.6 : گاڑیوں کے شعبے کی نمو(جولائی تامارچ)

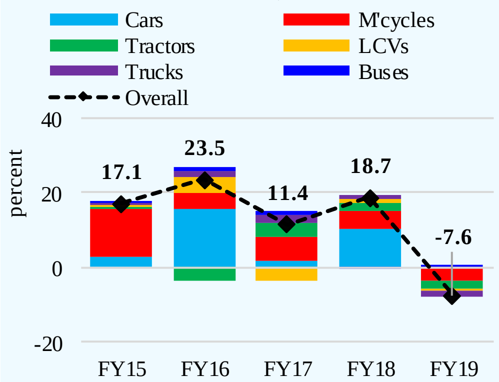

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

گاڑیوں کے زمرے کی طلب کو کسی حد تک متاثر کرنے والی وجوہات بعض پالیسی اقدامات ہیں جیسے نان فائلرز کے گاڑی خریدنے پر ضوابطی پابندی[13] اور شرحِ سود میں اضافہ[14]۔ مزید برآں، پاکستانی روپے کی قدر میں نمایاں کمی سے پیداواری لاگت بڑھ گئی جس سے قیمتوں میں اضافہ ہوا اور طلب مزید کم ہوئی۔ معاشی سرگرمیوں، خصوصاًزرعی آمدنی میں تخفیف کی شدت کازیادہ اندازہ ٹریکٹروں اور موٹر سائیکلوں (بنیادی طور پر دیہی طلب) اور کمرشل گاڑیوں سے ہوتا ہے جن کی نمو میں دوہندسی سکڑاؤ آیا (**جدول 2.7**)۔

جولائی تامارچ م س19ء کے دوران کار کازمرہ 5 فیصد نمو حاصل کرنے میں کامیاب رہا جس کی بڑی وجہ سابقہ بکنگ تھی اور جس نے ضوابطی پابندیوں (خصوصاًنان فائلرز والی) کے اثرات جزوی طور پر زائل کردیے۔ گاڑیوں کی بعض مقبول اقسام کی فراہمی کادورانیہ جون 2018ء تک 6 سے 9 ماہ تھا، یعنی جب ضوابطی اقدام کے سلسلے میں خریداروں کافعال ٹیکس فائلر کے طور پر اپنا اندراج لازم نہیں تھا۔ سابقہ بکنگ کے اثرات دسمبر 2018ء تک باقی رہے جس کے بعد کاروں کی پیداوار م س19ء کی تیسری سہ ماہی میں 12 فیصد سکڑ گئی جبکہ مالی سال کی پہلی ششماہی میں 4.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ استعمال شدہ کاروں کی درآمد پر سخت پالیسی نے بھی صارفین کو ملکی ساختہ کاروں کی طرف مائل کرنے میں مدد دی جس کا ثبوت م س19ء کے دوران پرانی کاروں کی درآمد میں تخفیف سے ملتا ہے۔

تعمیرات سے منسلک صنعتیں

م س19ء میں شعبہ تعمیرات میں 7.6 فیصد کی تیز رفتار کمی آئی جبکہ م س18ء میں 8.2 فیصد نمو ہوئی تھی۔ جن اقتصادی عوامل کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے اس کے علاوہ اس شعبے سے مخصوص بعض مسائل مثلاً نان فائلرز کے چار ملین روپے سے زائد کی غیر منقولہ جائیداد خریدنے پر پابندی اور صفِ اول کے ایک پراپرٹی ڈیولپر کے خلاف عدالتی ساعت نے جائیداد کے بازار میں طلب کو ماند کیا۔

[13] یہ پابندی جولائی 2018ء سے مارچ 2019ء تک نافذ رہی۔

[14] کار مالکاری کے لیے بینکوں کے قرضے جو م س18ء کی تیسری سہ ماہی میں 13.9 ارب روپے تھے، م س19ء کی تیسری سہ ماہی میں گھٹ کر 5.9 ارب روپے رہ گئے۔

جدول 2.7 : جولائی تا مارچ گاڑیوں کی پیداوار

	م س 16ء	م س 17ء	م س 18ء	م س 19ء	نمو (فیصد) م س 18ء	نمو (فیصد) م س 19ء
تمام کاریں	111,830	127,893	148,899	156,038	16	5
800 سی سی سے کم کی کاریں	27,893	29,966	36,438	30,649	22	(16)
800 سے 1000 سی سی کاریں	19,139	26,180	38,377	45,627	47	19
1000 سی سی سے زائد کی کاریں	64,798	71,747	74,084	79,762	3	8
اسپورٹس یوٹیلٹی وہیکلز	621	812	9,841	5,745	1,112	(42)
لائٹ کمرشل وہیکلز	29,529	18,637	22,605	19,098	21	(16)
ٹرک	3,940	5,489	6,907	5,027	26	(27)
بسیں	746	893	555	649	(38)	17
ٹریکٹر	21,942	37,938	52,551	37,457	39	(29)
موٹر بائک	982,174	1,211,454	1,425,453	1,342,185	18	(6)

ماخذ: پاما

ریئل اسٹیٹ ڈیولپرز کے منافع میں کمی بھی ایک اور اہم عامل ہے۔ درآمدی خام مال کے نرخ بڑھنے سے تعمیرات کی لاگت کافی بڑھ چکی ہے۔ قرضے کے اخراجات میں اضافے نے پیداوار کی لاگت مزید بڑھا دی۔ تحدید کے بعض ضوابطی اقدامات نے بھی ریئل اسٹیٹ مارکیٹوں میں بے یقینی پیدا کی۔ تاہم لاگت میں ہونے والا اضافہ مکاناتی یونٹوں کی قیمت میں ہونے والے اضافے سے ہم آہنگ نہ تھا۔ جب منافع گھٹا تو بہت سے منصوبے مارکیٹ کی موجودہ حرکیات کے سبب ڈیولپرز کے لیے ناقابلِ عمل ہو گئے۔

سیمنٹ

جولائی تا مارچ م س 19ء کے دوران سیمنٹ کی پیداوار میں 5.4 فیصد کمی درج کی گئی جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے میں 12.4 فیصد کی دوہندسی نمو ہوئی تھی۔ جولائی تا مارچ عرصے کے دوران گذشتہ آٹھ سال میں پہلی بار کمی ہوتی دیکھی گئی ہے۔ اگر سیمنٹ کی برآمدات نے سہارا نہ دیا ہوتا تو یہ تخفیف اور زیادہ ہوتی کیونکہ سیمنٹ کی برآمدات نے ملکی طلب میں کمی کا جزوی ازالہ کیا۔

حالیہ برسوں میں سیمنٹ کے شعبے میں بڑے پیمانے کی توسیع ہوئی ہے جو ملک کی اقتصادی ترقی سے ہم آہنگ ہے۔ سیمنٹ کی صنعت کو بڑھاوا دینے میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات نے مدد دی جسے انفرا اسٹرکچر پر سی پیک سے منسلک اخراجات سے معاونت ملی۔ تاہم اقتصادی استحکام کے موجودہ مرحلے کے دوران اس نوعیت کا تعاون نہیں مل سکتا۔

شکل 2.7 : سہ ماہی اوسط قیمتوں میں نمو

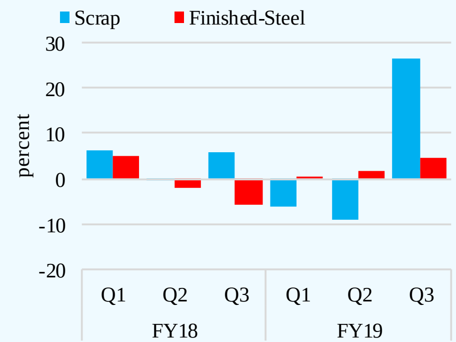

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

فولاد

جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران فولاد کی صنعت میں 11.0 فیصد کی دوہندسی تخفیف ہوئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 27.5 فیصد کی زبردست نمو ہوئی تھی۔ پالیسی کی بنا پر اثرات کے علاوہ شرحِ مبادلہ میں کمی نے اس شعبے کے لیے نقصان دہ کردار ادا کیا کیونکہ درآمدی خام مال (یعنی اسکریپ اور کوئلہ) کے نرخ بڑھ گئے۔ فولاد کے ملکی تیار کنندگان کے منافع میں مزید کمی بجلی کے نرخوں میں اضافے نے کر دی۔ جہاں تک بین الاقوامی منڈی کا تعلق ہے تو امریکہ چین تجارتی کشیدگی نے فولاد کی قیمتوں کو دباؤ میں رکھا جس سے درآمد کنندگان کو بااختیار حیثیت ملی (**شکل 2.7**)۔ اس کے نتیجے میں درآمدات پر پہلے نافذ کی گئی اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹیاں غیر موثر ہوگئیں جس نے فولاد کے ملکی تیار کنندگان کے لیے کاروباری ماحول دشوار بنادیا۔

پیٹرولیم مصنوعات

جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران پیٹرولیم کی صنعت میں 6.0 فیصد کی کمی ہوئی جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 12.3 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس صنعت کی پیداوار کو ان چیزوں سے نقصان پہنچا: (الف) پالیسی اقدام جس کے تحت بجلی سازی کے لیے فرنس آئل کے بجائے آر ایل این جی استعمال کیا جانے لگا جس سے فرنس آئل (جو ملکی ریفائنریوں کی اہم مصنوعات میں شامل ہے) کی طلب بری طرح متاثر ہوئی، (ب) شرحِ مبادلہ میں کمی کی بنا پر پیٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں اضافہ، اور (ج) اقتصادی سرگرمیوں میں بحیثیت مجموعی سست روی جس سے طلب بھی متاثر ہوئی۔ حکومت کا یہ فیصلہ کہ بجلی سازی کے مہنگے طریقے ترک کرکے کارگر اور ماحول دوست طریقے اپنائے جائیں جیسے آر ایل این جی، آبی، شمسی، پَوَن توانائی سے بجلی بنائی جائے درست سمت میں قدم ہے۔

دواسازی

ایک عشرے سے زائد عرصے میں دواسازی کی صنعت نے اپنا بدترین زمانہ جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران دیکھا جب وہ 8.4 فیصد کمی کا شکار ہوئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 4.2 فیصد نمو ہوئی تھی (**شکل 2.8**)۔ اس کی ایک اہم وجہ ملک میں قیمتوں کی تبدیلی کا طریقہ کار تھا۔

جدول 2.8: شکر کی صنعت میں تضادات بہ تعلق ناقص قیمت بندی

	ملین ٹن					قیمت (روپے فی کلوگرام)		
	گنے کی فصل	شکر کی پیداوار (I)	شکر کا استعمال (II)	فاضل (I - II)	گنے کی علامتی قیمت (روپے فی 40 کلوگرام)	ملکی-شکر (III)	عالمی-شکر (IV)	فرق (III-IV)
م س 15ء	62.8	5.1	4.6	0.5	180	57	48	10
م س 16ء	65.5	5.1	4.8	0.3	180	63	41	21
م س 17ء	75.5	7.0	5.1	1.9	180	65	39	26
م س 18ء	83.3	6.6	5.3	1.3	180	55	34	21
م س 19ء	67.7	6.5^{E}	5.3	1.2	180	57	33	24
کم از کم	62.8	5.1	4.6	0.3	180	55	33	10
زیادہ سے زیادہ	81.1	7.0	5.3	1.9	180	65	48	26
رینج	18.3	1.9	0.7	1.6	0	11	14	16

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، یو ایس ڈی اے کے تخمینے

سال کی اس مدت کے دوران دوا ساز ادارے اور ضوابطی اتھارٹی 'ڈریپ' کے درمیان قیمتوں کے تعین کے طریقہ کار پر اتفاق نہ ہو سکا۔ چنانچہ اس صورت حال نے درآمد شدہ دواؤں پر انحصار بڑھا دیا۔ نتیجتاً طبّی مصنوعات کی درآمد میں بلحاظ مقدار اور بلحاظ مالیت بالترتیب 9.7 فیصد اور 7.3 فیصد اضافہ ہوا۔

دواؤں کی پیداوار میں اس کمی کی ایک اور ممکنہ وجہ بعض پیداواری یونٹوں کی سندھ سے پنجاب منتقلی تھی جس سے عارضی تعطل پیدا ہوا۔

غذا

جولائی تا مارچ م س 19ء کے دوران غذا کی پراسیسنگ کی صنعت کو شکر کے شعبے کی ناقص کارکردگی سے دھچکا پہنچا کیونکہ شکر سازی مجموعی غذائی صنعت کا ایک چوتھائی سے زائد ہے۔ سال کے آغاز ہی سے شکر کی صنعت بے یقینی کا شکار تھی کیونکہ خام مال کی قلت تھی۔ گنے کی کاشت گذشتہ سال کی نسبت 17.9 فیصد کم ہوئی تھی۔ اس سال گنے کی کاشت کم ہونے کی اہم وجہ یہ تھی کہ گنے کی علامتی قیمتوں پر عمل درآمد نہیں کرایا جا سکا اور ملک کے بعض علاقوں میں پانی کی قلت تھی۔

گنّے کی منڈی میں حکومتی مداخلت کئی سال سے بڑی حد تک غیر موئثر ہوچکی ہے۔ سرکاری اقدامات بمپر فصل کے موقع پر کاشت کاروں کو نرخوں کا تحفظ فراہم کرسکے ہیں نہ شکر کے کارخانوں کو گنّے کی ہموار طریقے سے رسد یقینی بناسکے ہیں۔ حکومت نے اس کی قیمت کئی سال سے جوں کی توں رکھی ہوئی ہے جبکہ پیداوار میں اتار چڑھاؤ آتا رہا ہے اور قیمتیں منڈی میں شکر کی قلّت (یا زیادتی) کی عکاسی نہیں کرتیں (**جدول 2.8**)۔

گنّے کی قیمت کے تعین کا یہ ناکارہ طریقہ کار بیرونی شعبے پر بھی اثرات ڈالتا ہے۔ عالمی نشانیے کے مقابلے میں شکر کی بلند ملکی قیمت کی صورت میں ملک اضافی شکر صرف اسی وقت برآمد کرسکتا ہے جب برآمدی زرِاعانت دی جائے۔ برآمد کے قابل اضافی شکر بنانے کی کافی استعداد کے ساتھ حکومت کو چاہیے کہ قیمت کے تعین کے طریقہ کار پر دوبارہ اس طرح غور وخوض کرے کہ اس میں وسائل کے استعمال کی حقیقی لاگت کی عکاسی ہو، وہ منڈی کے عاملین کو ترغیب دے کہ منڈی کی موجودہ حرکیات کے تناظر میں فیصلے کریں اور زرِاعانت کے بغیر شکر کی برآمد کے امکانات بڑھائے۔

دریں اثنا سگریٹ کے شعبے کی نمو جولائی تا مارچ م س 19ء کے دوران 7.2 فیصد درج کی گئی۔ تین سطحوں کے ڈیوٹی اسٹرکچر[15] کی محتاط سرکاری پالیسی اور ناجائز پیداوار پر چھاپوں کے نتیجے میں اس شعبے کا باضابطہ منڈی کے طریقہ کار کی طرف سفر جاری ہے۔

شکل 2.8 : دواسازی کے شعبے کی نمو (جولائی تا مارچ)

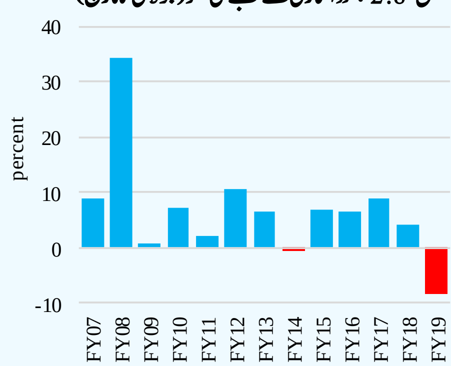

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

ٹیکسٹائل

م س 19ء کے دوران کپاس کی پیداوار گذشتہ سال کی نسبت 17.5 فیصد گر گئی۔ اس بنا پر ٹیکسٹائل شعبہ شرحِ مبادلہ میں حالیہ کمی کا پورا فائدہ نہ اٹھا سکا اور برآمدات گذشتہ سال کی سطح سے بمشکل ہی بڑھی۔ ہر طرح کی رعایتوں اور ترغیباتی پیکیجز کے باوجود ٹیکسٹائل شعبے کی کارکردگی مایوس کن رہی۔[16]

[15] ایف بی آر نے گذشتہ سال ڈیوٹی اسٹرکچر پر نظر ثانی کی جس کے تحت نچلی سطح کے سگریٹوں پر ڈیوٹی کم کرکے محض 800 روپے فی ہزار سگریٹ کردی گئی (ماخذ: ایس آر او 407 (I)/2017)۔

[16] وزیر اعظم کا برآمدی پیکیج اور دیگر صنعتوں کے مقابلے میں ٹیکسوں اور شرحِ سود میں رعایتوں کی صورت میں متعدد ترغیبات۔

اس صنعت کا منافع گھٹانے والے اسباب یہ ہیں: بلند پیداواری لاگت، خصوصاً بجلی، درآمدی مشینری کی بلند لاگت اور لیبر اخراجات، بین الاقوامی منڈی میں کم قیمتیں۔ کچھ عرصے سے نفع یابی کم ہونے سے سرمایہ کاروں کی دلچسپی بھی کم ہوگئی ہے۔ صفِ اوّل کی ملکی ٹیکسٹائل فرمیں اپنی توجہ ملکی منڈیوں پر دے رہی ہیں جہاں منافع برآمدات سے زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ فاضل مصنوعات جو برآمد کی جا سکتی تھیں ختم ہو چکی ہیں۔ اس لیے معیشت بھاری زرِ مبادلہ کمانے کے اس موقع سے محروم ہو چکی ہے جو ٹیکسٹائل شعبے کی طرف سے اسے مل سکتا تھا۔

شکل 2.9 : یونٹ کی قسم کے لحاظ سے کھاد کی پیداوار

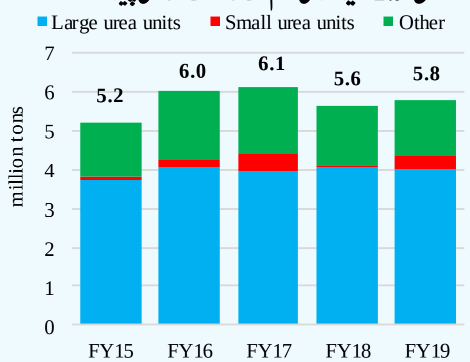

Data source: National Fertilizer Development Centre

کھاد

کھاد کی صنعت کی کارکردگی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ کھاد سازی کے کارخانوں کو رعایتی نرخ پر گیس ملتی رہے۔ رواں مالی سال میں یوریا کے بعض چھوٹے کارخانے اپنے آپریشنز بحال کرنے میں کامیاب رہے چنانچہ جولائی تا مارچ م س 19ء کے دوران اس صنعت کو 4.5 فیصد نمو حاصل کرنے میں مدد ملی جبکہ گذشتہ برس پیداوار 8.3 فیصد کم ہوئی تھی۔ قبل ازیں حکومت نے یوریا کے چھوٹے کارخانوں کو ریلیف کے طور پر ملکی اور درآمدی آر ایل این جی رعایتی نرخوں پر فراہم کی تھی۔[17] حکومت نے سستے نرخوں پر یوریا کی دستیابی یقینی بنانے کے لیے یہ زرِ اعانت اکتوبر 2019ء تک کے لیے بڑھا دی ہے۔[18]

حکومت کی طرف سے یہ رعایت ملنے کے باوجود کھاد کی صنعت م س 17ء کی پیداواری سطح دوبارہ حاصل نہ کر سکی۔ جولائی تا مارچ م س 19ء کے دوران یہ صنعت یوریا کی پیداوار کے لحاظ سے محض 2.4 فیصد بحالی میں کامیاب ہو سکی جبکہ گذشتہ سال اسی مدت کے دوران 8.3 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ پیداوار میں بحالی بڑی حد تک چھوٹے کارخانوں کی سرگرمیاں دوبارہ شروع ہونے سے ممکن ہوئی۔ علاوہ ازیں بڑی فرمیں جو یوریا کی

[17] وزارتِ خزانہ کا پریس ریلیز نمبر 9 (3 ستمبر 2018ء)

[18] وزارتِ خزانہ کا پریس ریلیز نمبر 88 (19 فروری 2019ء)

مجموعی پیداوار کا تقریباً 90 فیصد بناتی ہیں، زیر جائزہ عرصے میں 1.3 فیصد کم پیداوار لاسکیں۔ گذشتہ برس ان فرموں کی نمو 2.1 فیصد رہی تھی (**شکل 2.9**)۔[19]

جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران کھاد کے نرخ سال بسال بنیاد پر تیزی سے بڑھے، خاص طور پر یوریا کی قیمتیں 27.0 فیصد اور ڈی اے پی کی 16.6 فیصد بڑھ گئیں۔ اس کا سبب پیداواری لاگت میں اضافہ اور شرحِ مبادلہ میں کمی کے بعد قیمتوں میں ردوبدل ہے۔ کھاد کی قیمتوں میں اضافے سے مینوفیکچررز کو اپنا منافع بر قرار رکھنے کا موقع ملا۔ درآمدی ڈی اے پی کی قیمت بنیادی طور پر بین الاقوامی نشانیے کی عکاس ہے تاہم یوریا بین الاقوامی منڈی کے مقابلے میں اب بھی خاصی رعایتی قیمت پر فروخت کی جارہی ہے۔

جدول 2.9: شعبہ خدمات کی کارکردگی

نمو اور حصہ فیصد میں، حصہ داری فیصدی درجوں میں

	جی ڈی پی میں حصہ	نمو		خدمات میں حصہ داری
	م س19ء	م س18ء[ن]	م س19ء[ع]	م س19ء
تھوک اور خردہ تجارت	18.9	6.6	3.1	1.0
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات	12.9	2.2	3.3	0.7
مالیات اور بیمہ	3.5	7.0	5.1	0.3
مکاناتی خدمات	6.6	4.0	4.0	0.4
عمومی سرکاری خدمات	8.4	11.8	8.0	1.1
دیگر نجی خدمات	11.0	8.1	7.0	1.2
خدمات	**61.2**	**6.2**	**4.7**	**4.7**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.10: ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات

	خام اضافۂ قدر (ارب روپے)		نمو (فیصد)	
	م س18ء[ن]	م س19ء[ع]	م س18ء[ن]	م س19ء[ع]
ریلویز	7,068	9,820	338.1	38.9
آبی نقل وحمل	62,998	60,676	20.5	-3.7
فضائی نقل وحمل	101,671	105,108	3.4	3.4
نقل وحمل بذریعہ پائپ لائن	1,970	1,941	4.1	-1.5
مواصلات	250,286	255,305	-4.1	2.0
روڈ ٹرانسپورٹ	1,140,789	1,184,667	2.0	3.9
ذخیرہ	42,552	43,797	6.7	2.9
مجموعہ	**1,607,333**	**1,661,314**	**2.2**	**3.4**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

2.4 خدمات

م س19ء کے دوران خدمات کے شعبے میں 4.7 فیصد نمو ہوئی۔[20] اس سے گذشتہ سال کے مقابلے میں سست روی ظاہر ہوتی ہے، اور یہ سالانہ ہدف 6.5 فیصد سے کافی کم ہے (**جدول 2.9**)۔

[19] اس کی وجہ بڑے پیداواری کارخانوں کو گیس کی محدود فراہمی ہے۔

[20] معیشت میں (صنعت اور زراعت کے لحاظ سے) خدمات کی برتری میں اضافہ جاری رہا۔ جی ڈی پی میں اس کا جو حصہ م س18ء میں 60.4 فیصد تھا وہ م س19ء میں 61.2 فیصد ہوگیا۔ اگر اس پر نظر نہ رکھی گئی تو پیداوار کے مقابلے میں ملکی صَرف کی روبہ تشکیل حرکیات طلب اور رسد کے مابین فرق مزید بڑھا سکتی ہیں۔

م س19ء کے دوران تھوک اور خردہ تجارت میں نمو گذشتہ سال کی نسبت نصف سے بھی زائد گھٹ گئی۔ ایک جانب، اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی کارکردگی ماند رہی جس سے اس ذیلی شعبے کی کارکردگی پر کسی حد تک منفی اثر پڑا۔ دوسری جانب، بڑے پیمانے کی اشیاسازی اور فصلوں میں خالص کمی کے باوجود تھوک اور خردہ تجارت میں اضافہ شرح مبادلہ میں تخفیف کے باعث درآمدات کے بلند نرخ کے اثرات کی عکاسی کر رہا ہے، حالانکہ م س19ء میں درآمدی نمو کم ہوئی ہے۔

ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات نے گذشتہ سال کے مقابلے میں م س19ء کے دوران بہتر کارکردگی دکھائی (**جدول 2.10**)۔ روڈ ٹرانسپورٹ جو ایک حاوی زمرہ ہے، میں نمو گذشتہ سال کے مقابلے میں تقریباً دگنی ہوگئی۔ ریلویز کے زمرے میں بھی مسلسل بہتری قابلِ ذکر ہے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق پاکستان ریلویز نے جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران منافع گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں زیادہ کمایا، اس نے 24 نئی ٹرینیں متعارف کرانے کے علاوہ ٹرین ٹریکنگ سسٹم کا آغاز کیا جس سے اینڈ ھن کی کارگزاری بہتر بنانے میں مدد ملی۔[21] دوسری جانب، فضائی ٹرانسپورٹ کے زمرے میں نمو 3.4 فیصد رہی جو گذشتہ سال کے برابر ہے۔ م س 19ء کی تیسری سہ ماہی پی آئی اے کے لیے اطمینان کا باعث بنی کیونکہ قومی فضائی کمپنی کے دعوے کے مطابق اس عرصے کے دوران آپریشنل مساوات (نہ نفع نہ نقصان) حاصل کرلی گئی۔[22] ادھر ٹیلی مواصلات کے شعبے میں مواصلاتی گنجائش میں اضافہ ہوتا رہا جو جون 2018ء کی 72.8 فیصد کے مقابلے میں آخر مارچ 2019ء تک 75.9 فیصد ہوگئی۔ اسی طرح براڈ بینڈ کا جو پھیلاؤ جون 2018ء میں 28.3 فیصد تھا، مارچ 2019ء

جدول 2.11: مالیات اور بیمہ

فیصد

	م س19ء میں حصہ	نمو	
		م س18ء	م س19ء
مرکزی بینکاری	1.7	15.6	-12.5
دیگر زری وساطت	87.0	8.8	6.2
جدولی بینک	82.1	7.5	5.3
غیر جدولی بینک	4.9	46.1	24.6
دیگر مالی خدمات	1.1	-3.7	-8.2
بیمہ، نوبیمہ اور پنشن فنڈ	5.0	26.3	12.8
مالی خدمات کی ذیلی سرگرمیاں	5.2	-21.7	-7.3
مالیات اور بیمہ	**100.0**	**7.0**	**5.1**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[21] تفصیلات کے لیے 5 مئی 2019ء کی اے پی پی کی خبر دیکھیے جس کا عنوان ہے 'پاکستان ریلویز نے مارچ 2019ء تک 39 ارب روپے کمائے'۔

[22] منقولی شواہد کے مطابق اس کی کئی وجوہات ہیں مثلاً فی پرواز نشستوں کے استعمال میں بہتری، فضائی بیڑے میں چار طیاروں کی واپسی جو مرمت کے لیے کھڑے کر دیے گئے تھے، ملازمین کی چھانٹی، ٹکٹ ریزرو کرنے کی لاگت میں کمی، کارگو چڑھانے کی بہتر صورت حال، اور منافع بخش پروازوں میں اضافہ۔

میں بڑھ کر 32.6 فیصد ہو گیا۔[23] م س 19ء کی تیسری سہ ماہی پی ٹی سی ایل کے لیے یادگار رہے گی کیونکہ ان تین مہینوں میں اس کا منافع گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں تقریباً دگنا ہو گیا۔[24]

مالیات اور بیمے میں بھی گذشتہ سال کی نسبت سست روی دیکھنے میں آئی (**جدول 2.11**)۔ اس زمرے میں سب سے بلند تناسب کے حامل جدولی بینکوں کی جانب سے خام اضافہ قدر کی پست نمو کے سبب یہ اعتدال آیا جبکہ امانتوں میں نمو دھیمی رہی اور ان کی سرمایہ کاری کم ہو گئی۔ دریں اثنا ایکویٹی مارکیٹ کی کارکردگی مایوس کن رہی۔ چونکہ بیمہ کمپنیوں اور میوچل فنڈز کے جزدان میں غالب حصہ ایکویٹی مارکیٹ میں سرمایہ کاری کا ہے اس لیے بھی اس زمرے کی کارکردگی بری طرح متاثر رہی۔

طویل مدتی تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بات اجاگر کرنا ضروری ہے کہ گذشتہ برسوں کے دوران لاجسٹکس کی کارکردگی میں پائے جانے والے نقائص شعبہ خدمات کی راہ میں حائل ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے تمام امکانات استعمال نہیں کر پایا ہے۔ یہ بات خاص طور پر تھوک اور خردہ تجارت اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات جیسے زمروں پر صادق آتی ہے جن کا شعبہ خدمات میں سب سے زیادہ حصہ ہے۔ وسیع تناظر میں، اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی پیداوار بھی بہتر لاجسٹکس سے بڑھائی جا سکتی ہے، اور اس طرح حقیقی جی ڈی پی کی نمو پر اثر پڑ سکتا ہے۔ چنانچہ لاجسٹکس کی کارکردگی سے آگاہ رہنا اور اس میں پائے جانے والے نقائص کو دور کرنا بلند ترجیح کی اہمیت رکھتا ہے (**باکس 2.2**)۔

باکس 2.2 : لاجسٹکس کارکردگی اشاریہ بہتری کی گنجائش ظاہر کرتا ہے

معاملہ فرم کی سطح کا ہو یا ملک کی سطح کا، کارگر لاجسٹکس کو مسابقت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ لاجسٹکس ہی ملکی اور عالمی منڈیوں سے منسلک کرتی ہیں، اور عالمی رسدی کڑیوں میں کسی ملک کے ارتباط کے امکانات پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ لاجسٹکس تجارت، ملازمتوں کے نئے مواقع، اور اقتصادی ترقی پر اثر ڈالتی ہیں (ہوف مین، 2017ء)۔

اہمیت کے پیشِ نظر لاجسٹکس کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور اصلاح کے مطلوبہ اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں عالمی بینک کا لاجسٹکس

[23] ڈیٹا کا ماخذ: جون 2018ء کے اعداد و شمار کے لیے پی ٹی اے کی سالانہ رپورٹ 2018ء، مارچ 2019ء کے اعداد و شمار کے لیے پی ٹی اے کی ویب سائٹ۔ براڈ بینڈ کا پھیلاؤ جاننے کے لیے صارفین کی تعداد کو مجموعی آبادی پر تقسیم کیا جاتا ہے اور 100 سے ضرب دیا جاتا ہے جس سے ہر 100 باشندوں میں براڈ بینڈ کا پھیلاؤ معلوم کیا جاتا ہے۔

[24] 31 مارچ 2019ء کو ختم ہونے والے تین ماہ کے دوران پی ٹی سی ایل کا منافع (انکم ٹیکس منہا کر کے) تقریباً 2.0 ارب روپے بنا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 1.0 ارب روپے منافع ہوا تھا۔ ڈیٹا کا ماخذ: پی ٹی سی ایل کی پہلی سہ ماہی رپورٹ 2019ء (غیر آڈٹ شدہ)۔

کارکردگی اشاریہ (یا ایل پی آئی) ایک نشانیہ ہے جو لاجسٹکس کی کارکردگی کی پیمائش کرتا اور اس کی درجہ بندی کرتا ہے۔ اس اشاریے کو چھ مختلف اجزا میں مزید تقسیم کیا جا سکتا ہے، جن کے نام یہ ہیں:

1۔ بین الاقوامی شپمنٹ: مسابقتی نرخ پر بین الاقوامی شپمنٹ کا بندوبست کرنے کی آسانی

2۔ لاجسٹکس کی اہلیت: لاجسٹکس سہولتوں کی اہلیت اور معیار

3۔ انفرا سٹرکچر: تجارت اور ٹرانسپورٹ سے متعلق انفرا سٹرکچر (مثلاً بندر گاہیں، سڑکیں، پٹڑیاں، انفارمیشن ٹیکنالوجی) کا معیار

4۔ کسٹمز: کسٹمز اور سازوسامان کے سرحدی تصفیہ جات کی کارگزاری

5۔ وقت کی پابندی: مرسل الیہ تک سامانِ تجارت شیڈول یا متوقع دورانیے کے اندر پہنچنے کی تعداد

6۔ سراغ لگانا اور تلاش کرنا: سامانِ تجارت کا سراغ لگانے اور تلاش کرنے کی صلاحیت

شکل 2.2.1: منتخب ملکوں کا مجموعی ایل پی آئی*

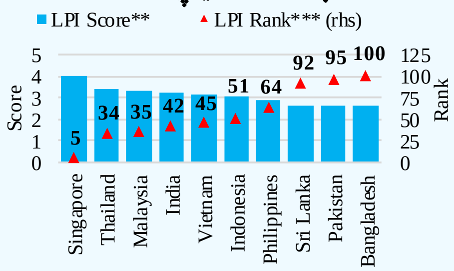

* Amongst 167 countries in all, for the period 2012-2018
** Lower score indicates worse performance. Range: 1 to 5.
*** Higher ranking indicates worse performance. Ranks are labelled within the figure.
Data source: World Bank

شکل 2.2.2 : جنوبی ایشیا کے منتخب ملکوں کی درجہ بندی بلحاظ چھ مجموعی ایل پی آئی اجزا

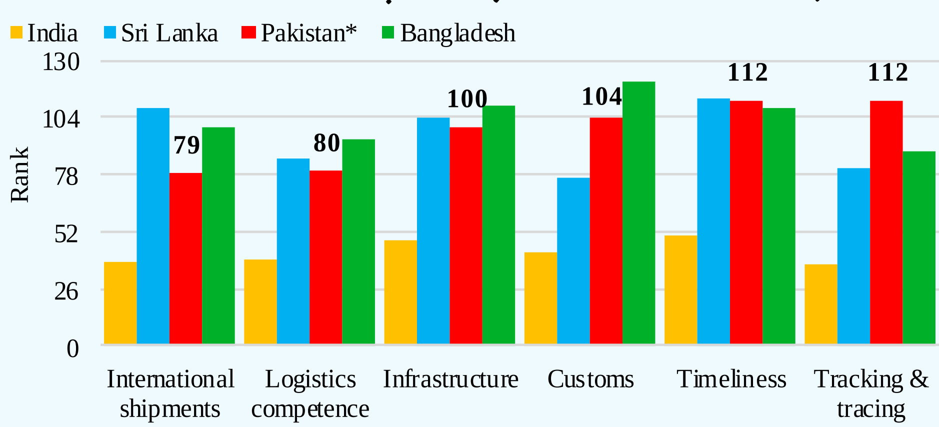

* Only the bars representing Pakistan's ranking are labelled within the figure, for ease of
Data source: World Bank

مزید بر آں، 2012ء تا 2018ء کا مجموعی ایل پی آئی ایک مربوط، بہ وزن اسکور اور درجہ بندی فراہم کرتا ہے جو چار عدد سروے سے اخذ کیا گیا ہے چنانچہ انفرادی سروے میں پائے جانے والے اتفاقی فرق کے امکانات کم سے کم ہیں اور 167 ملکوں میں موازنے کی سہولت موجود ہے۔[25]

مجموعی ایل پی آئی پر پاکستان 167 ملکوں میں 95ویں درجے پر ہے اور متعدد ایشیائی ممالک سے پیچھے ہے (**شکل 2.2.1**)۔ مزید بر آں، اشاریے کو چھ اجزا میں تقسیم کیا جائے تو انکشاف ہوتا ہے کہ کمزوریاں وسیع البنیاد نوعیت کی ہیں (**شکل 2.2.2**)۔ چھ میں سے چار اجزا کے معاملے میں پاکستان کا درجہ 100ویں سے 112ویں تک ہے۔ درحقیقت بعض جنوب ایشیائی ملکوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو پست ترین درجہ 'سراغ لگانا اور تلاش کرنا' (Tracking and Tracing) کے شعبے میں ہے۔

مستقبل میں پاکستان کی کارکردگی ایل پی آئی کے جز 'انفراسٹرکچر' میں بہتر ہو سکتی ہے خاص طور پر سڑکوں، ریلوے لائنوں، اور گوادر پورٹ کی سی پیک سے متعلق ترقی کے تناظر میں یہ ممکن ہے۔ اس کے علاوہ سی پیک سے جہاز رانی کی صنعت کو بھی ترقی ملنے کی توقع ہے، اور بتایا جاتا ہے کہ مستقبل پر نظر رکھنے والے سرمایہ کار ان مواقع کا فائدہ اٹھانے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔[26]

ایل پی آئی کے دیگر اجزا سے ظاہر ہونے والی کمزوریوں سے نمٹنے کے لیے ایک زیادہ مربوط و مرکوز پالیسی درکار ہے۔ انہیں 'کاروبار کرنے میں آسانی' کا ذیلی مجموعہ قرار دیا جا سکتا ہے، اور ملک بیرونی براہِ راست مزید سرمایہ کاری لانے اور برآمدات کی ترقی کے لیے جن امور کی اصلاح کی کوشش کر رہا ہے ان میں یہ امور بھی شامل کیے جا سکتے ہیں۔

حوالہ جات: ہوف مین، بی (2017ء)۔ بین الاقوامی لاجسٹکس کی کارکردگی اور امکانات، CaiNiao میں گلوبل اسمارٹ لاجسٹکس کانفرنس میں کلیدی خطاب۔

[25] زیرِ بحث چار ایل پی آئی سروے بالترتیب 2012ء، 2014ء، 2016ء اور 2018ء میں کیے گئے۔

[26] مثال کے طور پر م س 19ء کی تیسری سہ ماہی میں شائع ایک اخباری رپورٹ کے مطابق سنگاپور میں واقع ایک کمپنی نے پاکستان کی جہاز رانی کی صنعت میں دو ارب ڈالر سرمایہ کاری لانے میں دلچسپی ظاہر کی ہے۔

3 مہنگائی اور زری پالیسی

3.1 عمومی جائزہ

مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران حجم اور پھیلاؤ دونوں لحاظ سے مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ ہوا (**شکل 3.1**)۔ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت بڑھ کر 8.3 فیصد ہوگئی جبکہ گذشتہ سہ ماہی میں اس کی شرح 6.5 فیصد اور پچھلے سال کی اسی سہ ماہی میں صرف 3.8 فیصد رہی تھی۔ بالخصوص اسے لاگتی عناصر سے منسوب کیا جاسکتا ہے، اور اس امر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ گذشتہ ایک برس سے معیشت روبہ استحکام تھی، اس لیے یہ دباؤ محتاط انتظام کا متقاضی تھا۔

شکل 3.1 (الف): مہنگائی کا بڑھتا ہوا دباؤ

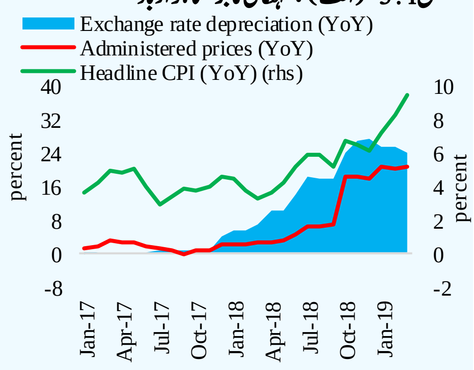

Data source: State Bank of Pakistan and Pakistan Bureau of Statistics

شکل 3.1 (ب) صارف اشاریہ قیمت کے متعدد ذیلی اشاریوں میں مہنگائی کی تعدد بندی

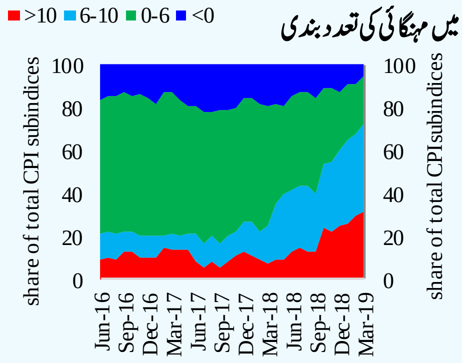

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

چار عوامل سے مہنگائی کے حالیہ اضافے کی وضاحت ہوئی۔ پہلا، معاشی استحکام کے لیے درکار اقدامات نے حکومت کو انتظامی قیمتوں (پیٹرول، گیس اور بجلی کی) میں اضافے کی جانب راغب کیا؛ اس سے نہ صرف عمومی صارف اشاریہ قیمت کے توانائی جز (اور ساتھ ہی ٹرانسپورٹ) کی قیمتیں بڑھیں بلکہ کاروباری اداروں کے توانائی کے اخراجات میں بھی اضافہ ہوا۔ دوسرا، روپے کی قدر میں کمی کا تاخیری اثر خام مال کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور سرمایہ جاتی اخراجات کے ذریعے مجموعی معیشت میں سرایت کرتا رہا، اور اس سے معیشت میں مہنگائی کی توقعات بڑھیں۔ تیسرا، گذشتہ پانچ برس سے غذائی مہنگائی جو معمولی نوعیت کی رہی تھی اس میں رسدی رکاوٹوں (بالخصوص گوشت اور

ٹماٹر)، مہنگی ترسیل اور روپے کی قدر میں کمی کے باعث درآمدی اجزا (جیسے دالیں اور چائے) کی قیمتیں بڑھنے کے سبب اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ اور آخر میں، مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اساسی اثر کی بنا پر مکانوں کے کرائے میں سال بسال اضافہ ہوا–مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران مکانوں کے کرائے میں سہ ماہی بنیادوں پر تبدیلی غیر معمولی طور پر معتدل رہی تھی۔

زری پالیسی کے نقطۂ نظر سے اہم اندیشہ ان رجحانات کا ممکنہ تسلسل تھا۔ خاص طور پر بڑے جڑواں خساروں نے مجموعی معاشی استحکام اور اس کے ساتھ ساتھ قریبی تا وسط مدت میں مہنگائی کی توقعات کو خطرات سے دوچار کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ مہنگائی پر لاگتی دباؤ مالی سال 19ء میں سارا سال برقرار رہنے کی توقع تھی: جاری کھاتے کے خسارے کی بڑھی ہوئی سطح اور زرِ مبادلہ کے ذخائر کی کمزور صورتِ حال کا نتیجہ یہ تھا کہ شرح مبادلہ (اور ملکی مہنگائی پر اس کے اثرات کی منتقلی) پر مختصر مدت کا دباؤ بدستور سخت تھا۔ اسی طرح مالیاتی محاذ پر محاصل کی کمی اور سلامتی کے توقع سے زائد اخراجات سے اجناس کی قیمتوں کے فرق کو جذب کرنے کی حکومتی گنجائش کم رہ گئی؛ جس سے خسارے کے ہدف کا تجاوز کرنا پہلے سے ہی نظر آ رہا تھا۔ ان خدشات کے پس منظر میں اسٹیٹ بینک کی قریبی مدت مہنگائی کے حوالے سے پیش گوئی کی زیریں حد بھی چھ فیصد کے ہدف سے زائد رہی۔ لہٰذا معاشی استحکام کے لیے سخت زری حالات کا تسلسل درکار تھا۔

ان پیش رفتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) نے مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران منعقدہ اپنے دو اجلاسوں میں پالیسی ریٹ مجموعی طور پر مزید 75 بیسز پوائنٹس بڑھا دیا۔ جب سے زری سختی کا حالیہ دور شروع ہوا ہے، پالیسی ریٹ میں اضافے کے سبب مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے آخر تک اس میں مجموعی طور پر 500 بیسز پوائنٹس کا اضافہ ہو چکا ہے۔ یہ امر اہم ہے کہ اگرچہ معیشت کی اضافی طلب کم کرنے کی خاطر کیے جانے والے استحکامی اور دیگر ضوابطی اقدامات سے سخت زری پالیسی کو تقویت ملی، لیکن بینکاری نظام میں بھاری میزانی لین دین کے سبب اس کا نفاذ پیچیدگی اختیار کر گیا۔ شبینہ ریپو منڈی تغیر پذیر رہی جس سے مرکزی بینک کی بار بار مداخلت ضروری ہو گئی (**جدول 3.1**)۔

سب سے اہم پیش رفت حکومت کی جانب سے کمرشل بینکوں کو قرضے کی بلند ترین خالص واپسی اور اس کا متبادل اسٹیٹ بینک کے قرضوں کو بنانا تھا۔ خاص طور پر مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 6.0 ٹریلین روپے کے حکومتی قرضے (تمام ٹی بلز) کی عرصیت مکمل ہونا طے تھا، لیکن بینکوں نے اس کا اجرائے ثانی محض 60 فیصد ہی کیا–کیونکہ وہ شرح سود بڑھنے کی توقعات پر حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری سے گریزاں تھے۔ خصوصاً جنوری 2019ء ایک دشوار گذار مہینہ تھا کیونکہ اس میں حکومت نے خالص بنیادوں پر کمرشل بینکوں کو 2.4 ٹریلین روپے کے قرضے واپس کیے؛ جبکہ سرکاری اداروں نے 69.0 ارب روپے اس کے علاوہ واپس کیے۔ بازار سے اضافی سیالیت کے انجذاب کی خاطر اسٹیٹ بینک کو اس مہینے کے دوران بازارِ زر کے 29 سودے (تقریباً ہر روز) کرنا پڑے۔ اگرچہ سیالیت کے انجذاب کے

اقدامات سے بین البینک سیالیت پر ان کے اثرات کم کرنے میں مدد ملی، لیکن جنوری 2019ء کے دوران شبینہ ریٹس پالیسی ریٹ سے اوسطاً 16 بی پی ایس کم رہے۔ آئندہ مہینوں میں صورتِ حال بہتر ہوئی کیونکہ شبینہ شرحیں پالیسی ریٹ کے قریب رہیں۔ فی الحقیقت، مارچ 2019ء کے زیادہ تر ایّام کے دوران ان کا حجم پالیسی ریٹ سے بلند رہا(**سیکشن 3.2**)۔ تاہم ان دو مہینوں کے دوران بھی منڈی میں استحکام کی غرض سے اسٹیٹ بینک کو اوسطاً ہر دوسرے روز مداخلت کرنا پڑی۔

جدول 3.1 : انتظامِ سیالیت کے اظہاریے

		بازارِ زر کے سودوں کی تعداد	ایس بی پی کی سہولت سے استفادہ			بازارِ زر کے سودوں کے واجبات کی اوسط (ارب روپے)	شبینہ ریٹ اور پالیسی ریٹ کا اوسط انحراف (بیسز پوائنٹس)
			دوروں کی تعداد	بالائی حد (ارب روپے)	زیریں حد (ارب روپے)		
جنوری	2018ء	7	1	0	12.4	1135.8	-5
	2019ء	29	5	49.9	162	-1148.2	-16
فروری	2018ء	8	2	12.4	0	1338.3	-2
	2019ء	18	4	109.4	4.7	-183.6	-1
مارچ	2018ء	9	4	47	47.8	917.3	+3
	2019ء	11	5	57.3	16.2	-547.3	0

اعداد و شمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

بین البینک سطح پر اس قدر فاضل سیالیت کی وضاحت ناموافق معاشی حالات کے باعث نجی شعبے کو قرضے کے بہاؤ میں کمی سے ہوتی ہے۔ بالخصوص، مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران نجی شعبے کے قرضوں کے استعمال میں اچانک خاصی سُست روی دیکھنے میں آئی، خاص طور پر اُس وقت جب گذشتہ سہ ماہی کے دوران اس میں خاطر خواہ اضافہ ہوا تھا۔ سب سے زیادہ کمی جاری سرمائے کے جز میں واقع ہوئی کیونکہ ٹیکسٹائل صنعت اور کھاد سازی کے اداروں کی جانب سے قرضوں کی طے شدہ واپسی سے چینی، ڈیری اور مشروبات کے شعبوں کی قرض گیری کا بڑی حد تک اثر زائل ہو گیا۔ یاد رہے کہ قدرِ اضافی مصنوعات کی برآمدی طلب میں اضافے اور اس کے ساتھ ساتھ کپاس / دھاگے کی قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں پیدا کنندگان نے گذشتہ سہ ماہی میں بھاری قرض گیری کی تھی؛ خصوصاً مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں ان کی قرض واپسی کا حجم کافی زیادہ تھا۔ غیر اشیاساز شعبوں میں بجلی ساز اداروں کے قرضوں میں کمی واقع ہوئی کیونکہ حکومت کی طرف سے توانائی سے متعلق صکوک کے اجرا کے بعد ان کے نقدی کے بہاؤ میں بہتری آئی تھی۔ اس سہ ماہی کے دوران بجلی کی پیداوار میں سال بسال کمی کے سبب ان کی مالکاری کی ضروریات میں مزید کمی واقع ہوئی۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مالی سال کے آغاز سے ہی کاروباری ادارے مشکل دور سے گذر رہے ہیں کیونکہ روپے کی قدر گھٹنے، خام مال کی لاگت میں اضافے، ملکی طلب میں تخفیف، سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام میں کٹوتیوں، ضوابطی سختی، اشیا کے نامطلوب فاضل ذخائر، ان سب کی وجہ سے صنعتی پیداوار متاثر ہوئی۔ مالی سال 19ء کے آغاز سے ہی بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں کمی واضح تھی لیکن خام مال کی لاگتوں میں اضافے اور نقدی کے بہاؤ میں رکاوٹوں نے دوسری سہ ماہی تک قرضے کی نمو برقرار رکھی۔ تاہم نمو کے حوالے سے رکاوٹیں بڑھنے کے اثرات اب کاروباری اداروں کے قرض لینے کی رغبت پر اثرانداز ہونا شروع ہوگئے ہیں، خاص طور پر بلند شرح سود کے تناظر میں۔ معین سرمایہ کاری قرضوں کے حوالے سے موجودہ غیر یقینی کیفیت کے باعث اگرچہ زیادہ تر فرمیں، بالخصوص بجلی کے شعبے میں، معیشت کا طویل مدتی منظرنامہ ملحوظِ خاطر رکھنے سے گریزاں ہیں، تاہم چند بڑے کارپوریٹس بجلی کے شعبے میں اپنے طے شدہ سرمایہ جاتی اخراجات کے منصوبے پر قائم ہیں۔

3.2 اسٹیٹ بینک کا سیالیت کا انتظام

مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بین البینک منڈی میں بالخصوص تین بنیادی عوامل سیالیت کی تغیر پذیر کیفیت کی وضاحت کرتے ہیں:

(i) کمرشل بینکوں کا بلند شرح سود کی مسلسل توقع رکھنا جس کے وجہ سے وہ حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری سے پہلو تہی کرتے رہے۔ نتیجتاً، سہ ماہی کے دوران حکومت نے کمرشل بینکوں کو 2.0 ٹریلین روپے کے قرضے واپس کیے؛

(ii) اگرچہ بینکوں نے سہ ماہی کے دوران پی آئی بی نیلامیوں (معین اور رواں دونوں) میں 496.1 ارب روپے کی سرمایہ کاری کی، لیکن یہ جزوی طور پر بیمہ کمپنیوں اور بازارِ زر کے فنڈز میں منتقل ہوگئی، جس سے سیالیت بینکاری نظام میں واپس آگئی؛ اور

(iii) نجی شعبے کے قرضے کے استعمال میں بہت سُست روی پیدا ہوئی۔

ان پیش رفتوں نے مالی سال 19 کی تیسری سہ ماہی کے دوران کمرشل بینکوں کی امانتوں (غیر حکومتی) میں ہونے والی خاطر خواہ کمی کا ازالہ کر دیا۔ اس کے نتیجے میں اسٹیٹ بینک بین البینک منڈی میں باقاعدگی سے مداخلت کرتا رہا، جس کا مقصد استحکام برقرار رکھنا اور زری پالیسی کا ہموار نفاذ تھا۔ اسٹیٹ بینک نے عملی ہدف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تیسری سہ ماہی کے دوران اضافی سیالیت کا انجذاب کرنے کے لیے بازارِ زر کے 52 سودے کیے۔ ان سودوں میں انجذاب کا مجموعی حجم تاریخ کا بلند ترین تھا (**شکل 3.2**)۔ اس کے نتیجے میں مارچ کے آخر میں انجذاب کا واجب الادا حجم 1.1 ٹریلین روپے رہا، جبکہ مالی سال 18ء کے اختتام پر خالص ادخال 1.5 ٹریلین روپے کا ہوا تھا۔

اس بھاری انجذاب کے باعث جنوری 2019ء سے مارچ 2019ء کے دوران سیالیت کے حالات میں قدرے سختی آگئی (**شکل 3.3**)۔ یہ امر اس حقیقت سے عیاں ہے کہ جنوری 2019ء کے صرف 3 یوم میں بہ وزن اوسط شبینہ ریٹ (WAON)، پالیسی ریٹ سے زائد رہا، جبکہ فروری 2019ء اور مارچ 2019ء میں یہ تعداد بڑھ کر بالترتیب 11 اور 21 ایّام تک پہنچ گیا۔

شکل 3.2: انجذاب کی تعداد اور حجم

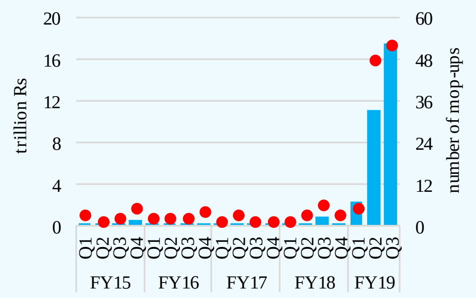

Data source: State Bank of Pakistan

3.3 زری مجموعے

سال کی پہلی ششماہی میں زری توسیع بڑھی پھر مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں اس کی رفتار سُست ہوگئی۔ اس رجحان کو بینکاری نظام سے مجموعی میزانی قرض گیری میں معتدل اضافے کے ساتھ ساتھ نجی شعبے کی جانب سے قرضے کے کم استعمال سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں (این ڈی اے) میں محدود توسیع واضح تھی (**جدول 3.2**)۔

یہ امر اہم ہے کہ گذشتہ چار سہ ماہیوں سے مسلسل کمی کے بعد بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔ یہ اضافہ دوطرفہ ذرائع سے حاصل شدہ سرکاری قرضوں کے اثر کا عکاس ہے، بالخصوص مارچ 2019ء میں، اس کی مدد سے حکومت کو بینکاری نظام کو قرضوں کی جزوی واپسی کا موقع ملا۔

شکل 3.3: سیالیت کے کلیدی اظہاریے

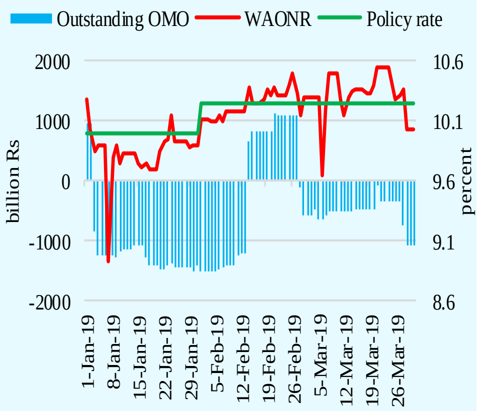

Data source: State Bank of Pakistan

واجبات کے زمرے میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران امانتوں کے مقابلے میں زیرِ گردش کرنسی کا کردار خاصا غالب رہا (**شکل 3.4**)۔ سہ ماہی کے دوران تقریباً 88 فیصد کی زری توسیع زیرِ گردش کرنسی پر مشتمل تھی اور اس کے نتیجے میں کرنسی تا امانت تناسب 39.6 فیصد کی سطح پر جا پہنچا۔ قومی بچت اسکیموں کے تمسکات کی شرح منافع کو اس رجحان کی جزوی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے، جن میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 229.9 ارب روپے کی خالص سرمایہ کاری کی گئی۔ سیونگ سرٹیفکیٹس پر یکم جنوری 2019ء سے نافذ العمل شرح

جدول 3.2: زری مجموعے

ارب روپے

	م س18ء			م س19ء		
	پہلی ششماہی	تیسری سہ ماہی	جولائی تا مارچ	پہلی ششماہی	تیسری سہ ماہی	جولائی تا مارچ
زری رسد (ایم ٹو)	**336.4**	**366.0**	**702.4**	**577.3**	**235.6**	**812.9**
خالص بیرونی اثاثے	-174.4	-308.6	-483.1	-681.2	67.4	-613.7
خالص ملکی اثاثے	510.8	674.7	1185.5	1,258.4	168.2	1,426.6
خالص میزانی قرض گیری	313.2	457.4	770.6	650.6	178.2	828.8
اسٹیٹ بینک	-2.7	2,164.2	2,161.5	1257.1	2,187.8	3,444.9
جدولی بینک	315.9	-1,706.8	-1,390.9	-60;6.5	-2,009.6	-2,616.1
نجی شعبے کے قرضے	296.3	177.4	473.7	570.4	41.1	611.5
سرکاری کاروباری اداروں (پی ایس ایز) کو قرضے	66.0	107.6	173.6	145.1	165.1	310.2
دیگر اجزا (خالص)	-152.5	-26.7	-179.3	-25.3	-135.1	-160.4
زیرِ گردش کرنسی	15.6	171.6	187.3	143.3	206.4	349.7
کُل امانتیں	**320.8**	**194.0**	**514.8**	**433.8**	**29.0**	**462.8**

اعداد و شمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

منافع میں 200 بی پی ایس سے زائد اضافہ ہوا۔ زری سختی کے آغاز کے بعد سے ان تمسکات پر منافع کی شرح مجموعی طور پر 500 بی پی ایس سے زائد بڑھ چکی ہے، جبکہ اس کے مقابلے میں بینکوں کی امانتوں پر صرف 277 بی پی ایس کا اضافہ ہوا۔ ممکن ہے کہ شرح سود کی وجہ سے کچھ امانت گزاروں نے اپنی بچتی رقوم بینکوں سے نکال کر قومی بچت اسکیموں میں منتقل کر دی ہوں۔

شکل 3.4: زری رسد- واجبات کے زمرے میں

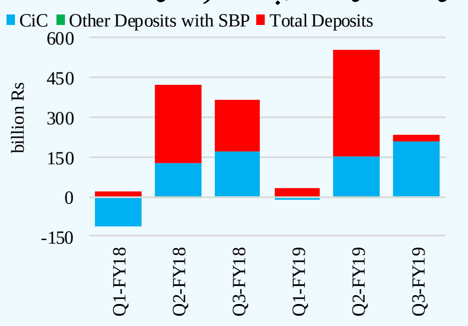

Data source: State Bank of Pakistan

امانتیں مجتمع ہونے میں سُست روی کے پیچھے ایک اور وجہ شرحِ مبادلہ میں مزید کمی کی توقع تھی۔ منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس نے اپنی قوت خرید برقرار رکھنے کے لیے ڈالر ذخیرہ کرنے کا راستہ اختیار کیا (جیسا کہ بڑھتے ہوئے کرب پریمیم سے ظاہر ہے-باب 5)۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اپریل 2018ء میں نان فائلر پر اپنے بیرونی کرنسی کھاتوں میں نقد ڈالر جمع کرانے کی ممانعت تھی؛ لہٰذا عوام کی اکثریت نے انہیں اپنے پاس نقد کی صورت میں رکھنے کی راہ اپنائی۔

شکل 3.5: بینکاری نظام سے اعانت میزانیہ (ذخائر)

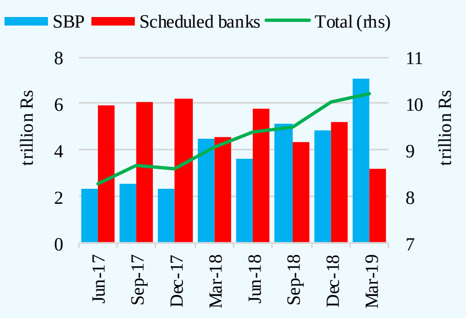

Data source: State Bank of Pakistan

لہٰذا، معیشت میں بے ضابطگی اور نقدی کی جانب جھکاؤ کو کم کرنے کے لیے درستگی کے اقدامات کی ضرورت ہے، جو بچت کے باضابطہ ذرائع استعمال کرنے کی ترغیب دلا سکیں۔ اس امر کی نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ حکومت نے حال ہی میں فائلرز کو نقدی نکلوانے پر ودہولڈنگ سے چھوٹ دے دی ہے؛ تاہم اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے 17-2016ء کے مطابق امانتوں کے مجتمع ہونے پر ودہولڈنگ ٹیکس کا اثر (شماریاتی لحاظ سے) نہ ہونے کے برابر تھا۔ کرنسی کی نمو اور کرنسی تا امانت تناسب پر بڑا اثر غیر نقد بینکاری لین دین پر ودہولڈنگ ٹیکس سے پڑا، جو اب بھی نان فائلرز پر برقرار ہے۔

حکومت کی میزانی قرض گیری

مالی سال 19 کی تیسری سہ ماہی کے دوران بینکاری نظام سے میزانی قرض گیری میں سُست روی آئی، جس کی وجہ نان بینک اور بیرونی فنڈنگ کی بڑھتی ہوئی دستیابی تھی۔ بینکاری نظام کے اندر حکومت نے اسٹیٹ بینک سے بھاری قرض گیری کی، اور جدولی بینکوں کو خاصے قرضے واپس کیے (**شکل 3.5**)[1]۔ اس رجحان کو بین البینک منڈی کے اندر شرح سود میں اضافے کی توقعات سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جس کے باعث بینکوں نے قرضے کی عرصیتوں کے اجرائے ثانی سے احتراز کیا۔ گذشتہ چند سہ ماہیوں کے رجحان کی طرح مالی سال 19 کی تیسری سہ ماہی کے دوران سہ ماہی مدت کے ٹی بلز کی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا، جس سے تمام ٹی بلز اسٹاک میں سہ ماہی مدت کے حامل ٹی بلز کا حجم 99.9 فیصد تک جا پہنچا۔

سہ ماہی کے دوران طویل مدتی قرض میں منڈی کی دلچسپی کا دوبارہ پیدا ہونا ایک اہم پیش رفت تھی (**جدول 3.3**)۔ یہ امر ممکنہ طور پر دسمبر 2018ء کی نیلامی میں پی آئی بی کی قطع شرح سود بڑھنے سے رونما ہوا، جس کے نتیجے میں منڈی کو پی آئی بیز کے حق میں حکومتی حکمتِ عملی کی تبدیلی کا اشارہ ملا۔ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 450 ارب روپے کے ہدف کے مقابلے میں پی آئی بیز (رواں شرح اور معین شرح دونوں) کے لیے کُل پیشکشیں 1.2 ٹریلین روپے تک جا پہنچیں جس میں سے 496.1 ارب روپے کی پیشکشیں قبول کر لیں گئیں۔

[1] مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی تک بینکاری نظام سے اعانتِ میزانیہ کا مجموعی حجم گذشتہ برس کے مقابلے میں دگنے سے بھی زیادہ تھا۔

سرکاری کاروباری اداروں (پی ایس ایز) کو قرضوں کی فراہمی اور اجناسی مالکاری

مالی سال 19 کی تیسری سہ ماہی کے دوران سرکاری کاروباری اداروں کو قرضوں کی فراہمی گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں خاصی بڑھی۔ تقریباً تمام قرض گیری اسلامی بینکوں کی وزارتِ توانائی کے جاری کردہ 200 ارب روپے کے صکوک میں سرمایہ کاری پر مشتمل تھی۔ یہ رقم وزارت نے شعبہ توانائی میں سیالیت کے مسائل دور کرنے کی غرض سے پاور ہولڈنگ پرائیوٹ لمیٹڈ (پی ایچ پی ایل) کے ذریعے حاصل کی۔ اطلاعات یہ ہیں کہ پی ایچ پی ایل نے آئی پی پیز اور او ایم سیز کو ادائیگیاں کردی ہیں، جس سے ان کے نقدی کے بہاؤ میں کچھ بہتری آئی۔

جہاں تک اجناسی مالکاری کا تعلق ہے مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران قرضوں کی خالص بلند واپسی کی بڑی وجہ گندم کی خریداری کے لیے قرضوں کی واپسی تھی (**جدول 3.4**)۔ ملک کے اندر گندم کی فروخت اور برآمدات سے پروکیورمنٹ ایجنسیوں کو اس عرصے میں قرضے بڑی حد تک واپس کرنے کا موقع ملا۔[2]

جدول 3.3: حکومتی تمسکات کا خاکۂ نیلامی (عرفی مالیت)

ارب روپے

	ٹی بلز			پی آئی بی معین شرح			پی آئی بی رواں شرح		
	ہدف	پیشکش کردہ*	منظور شدہ	ہدف	پیشکش کردہ*	منظور شدہ	ہدف	پیشکش کردہ*	منظور شدہ
خام تناسب میں									
سہ1م س18ء	3,900.0	4,511.2	4,406.3	300.0	104.1	55.6	–	–	–
سہ2م س18ء	3,600.0	4,586.5	3,601.2	200.0	54.3	0.0	–	–	–
سہ3م س18ء	5,375.0	5,396.5	4,214.7	200.0	55.7	0	–	–	–
سہ1م س19ء	5,450.0	5,119.0	4,687.0	150.0	64.1	20.6	150.0	151.5	108.3
سہ2م س19ء	4,600.0	5,779.7	5,431.4	150.0	45.3	22.5	150.0	93.4	0.0
سہ3م س19ء	6,050.0	3,775.6	3,690.6	200.0	945.5	397.9	250.0	232.6	98.2
عرصیت سے منہا									
سہ1م س18ء	218.5	829.7	724.8	-296.6	-492.5	-541.0	–	–	–
سہ2م س18ء	-5.0	981.5	-3.8	200.0	54.3	0.0	–	–	–
سہ3م س18ء	315.8	337.3	-844.5	-326.8	-471.1	-526.8	–	–	–
سہ1م س19ء	-210.6	-541.6	-973.6	-311.1	-397.1	-440.6	150.0	151.5	108.3
سہ2م س19ء	198.5	1,378.2	1,030.0	150.0	45.3	22.5	150.0	93.4	0.0
سہ3م س19ء	30.5	-2,243.9	-2,328.9	200.0	945.5	397.9	250.0	232.6	98.2

* پیشکش کردہ رقم میں غیر مسابقتی بولیاں شامل نہیں

اعدادوشمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

[2] گذشتہ برس کی پہلی ششماہی کے 0.2 ہزار میٹرک ٹن کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 461.3 ہزار میٹرک ٹن گندم برآمد کی گئی، جبکہ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 96.2 ہزار میٹرک ٹن گندم برآمد کی گئی، اس کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 307.2 ہزار میٹرک ٹن گندم برآمد ہوئی تھی۔ مزید برآں مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کی نسبت مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پروکیورمنٹ ایجنسیوں نے گندم کی تقریباً دگنی فروخت کی۔

3.4 نجی شعبے کو قرضے کی فراہمی

پہلے نو ماہ میں نجی شعبے کو قرضے کی فراہمی حوصلہ افزا رہی، یعنی جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں قرضے کا استعمال بڑھ کر 611.5 ارب روپے تک جا پہنچا جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس کا حجم 473.7 ارب روپے رہا تھا۔ تاہم اگر صرف مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی پر توجہ مرکوز رکھی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نجی شعبے کو قرضے کی فراہمی میں خاصی کمی واقع ہوئی، کیونکہ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے 177.4 ارب روپے کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران قرضوں کا استعمال کم ہو کر صرف 41.1 ارب روپے رہ گیا (**شکل 3.6**)۔ ٹیکسٹائلز اور کھاد سازی کے شعبے جنہوں نے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں خاصی قرض گیری کی تھی، ان شعبوں نے زیرِ جائزہ سہ ماہی کے دوران قرضوں کی بھاری واپسی کی۔

شکل 3.6 : نجی شعبے کو قرضے کی فراہمی (سال بسال نمو)

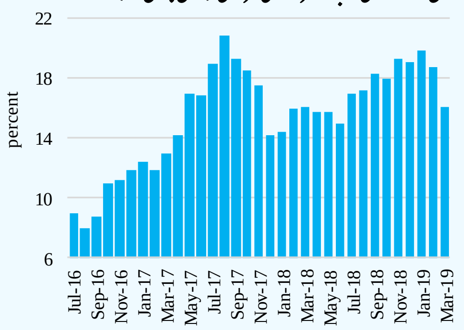

Data source: State Bank of Pakistan

جدول 3.4: صارفی مالکاری

ارب روپے

	م س 18ء			م س 19ء		
	پہلی ششماہی	3 سہ	جولائی تا مارچ	پہلی ششماہی	3 سہ	جولائی تا مارچ
گندم	-11.2	-44.3	-55.4	-91.8	-82.3	-174.1
کپاس	0.0	0.0	0.0	0.0	0.0	0.0
چاول	0.1	0.0	0.2	0.0	0.0	0.1
چینی	-2.1	0.3	-1.8	2.1	0.6	2.7
یوریا	-1.5	0.1	-1.4	4.2	0.9	5.1
کُل	-14.6	-43.9	-58.4	-85.5	-80.7	-166.1

اعداد و شمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

ٹیکسٹائل، کھاد سازی اور خوردنی تیل کے شعبوں میں خالص واپسی سے جاری سرمائے کے قرضوں کا سلسلہ تھم گیا

ٹیکسٹائل شعبے میں برآمدات سے متعلق سرگرمی کے ساتھ خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت نے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری سرمائے کے قرض کو بڑھا دیا، جس کے دوران اس شعبے نے 187.4 ارب روپے کے قرضے لیے۔ چونکہ اس شعبے کی سہ ماہی کے دوران برآمدی محاصل روپے کے لحاظ سے 25.2 فیصد زائد رہے، اس لیے اس نے مالی سال 19 کی پہلی سہ ماہی کے دوران 32.5 ارب روپے کے مختصر مدتی قرضے واپس کیے، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس شعبے نے 4.0 ارب روپے کے قرضے لیے تھے۔ مزید برآں، شرح سود کی بلند لاگت کے باعث کچھ فرموں کے لیے بینکوں کے قرضوں کا اجرائے ثانی دشوار ہو سکتا تھا۔

کھاد سازی کے شعبے میں قلیل مدتی قرضوں کی خالص واپسی کی بنیادی وجہ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران چند بڑے اشیا سازوں کے پلانٹس کی مرمت کے لیے معمول سے زائد دورانیے تک بندش تھی۔ سہ ماہی کے دوران بلند قیمتوں، بڑی فصلوں کے لیے کم

جدول 3.5: تیسری سہ ماہی کے دوران (بہاؤ) نجی شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضے

ارب روپے

	مجموعی قرضے		جاری سرمایہ *		معین سرمایہ کاری	
	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
نجی کاروباری ادارے	**159.8**	**47.9**	**85.5**	**1.8**	**74.2**	**46.1**
اشیاسازی	104.4	66.1	83.8	50.6	20.6	15.5
چینی	93.3	94.3	86.4	83.1	6.9	11.2
بنیادی کیمیکلز	-7.6	20.1	-5.2	11.3	-2.4	8.8
ڈیری	12.4	11.0	2.1	10.9	10.4	0.1
سافٹ ڈرنکس اور مشروبات	4.1	9.2	1.3	7.0	2.8	2.2
سیمنٹ	20.4	6.2	2.6	5.1	17.7	1.1
لوہااور فولاد	7.5	3.4	5.3	4.0	2.3	-0.6
صاف شدہ پیٹرولیم مصنوعات	5.6	0.6	7.4	2.7	-1.8	-2.1
خوردنی تیل اور گھی	-2.3	-6.5	-2.2	-6.9	-0.1	0.4
کھاد	-27.8	-13.5	-19.2	-12.3	-8.6	-1.3
ٹیکسٹائلز	-8.6	-28.6	4.0	-32.5	-12.6	3.9
بجلی کی پیداوار، ترسیل و تقسیم	46.2	10.7	26.0	-21.0	20.2	31.7
کان کنی و کوہ کنی	3.1	6.8	-0.7	4.5	3.7	2.4
رئیل اسٹیٹ اور متعلقہ شعبے	10.9	1.2	1.2	0.2	9.7	1.0
تجارت و کاروبار	-6.1	2.7	-13.4	-7.3	7.3	9.9
تعمیرات	11.5	-5.6	8.2	2.4	3.2	-8.0
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ خانہ اور مواصلات	2.3	-9.2	-6.2	-6.0	8.5	-3.2
زراعت	-5.9	-10.7	-4.0	-7.6	-1.8	-3.1
جہاز شکنی وغیرہ	-3.8	-14.0	-3.6	-14.0	-0.2	-0.1

* بشمول تجارتی مالکاری

اعدادوشمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

زیرِ کاشت رقبہ اور بوائی کے موسم میں بارشوں کی وجہ سے کھاد کا استعمال بھی کم رہا، اس سب کے نتیجے میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پیداوار میں کمی دیکھنے میں آئی۔ اسی طرح مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران خوردنی تیل کی فرموں نے 6.9 ارب روپے کے قرضوں کی موسمی واپسی کی، ان میں زیادہ تر قرضے درآمدی مالکاری کے لیے حاصل کیے گئے تھے۔

چینی کے شعبے میں خام مال کی بلند قیمتوں نے مالکاری کی ضروریات بڑھادیں

چینی کی پیداوار میں سال بسال بنیاد پر کمی کے باوجود اس شعبے نے مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران گذشتہ برس کے مساوی قرض لیا۔[3] تاہم گذشتہ برس کے برخلاف جب زیادہ تر قرض سرگرمیوں کی بنیاد پر لیا گیا تھا، مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران لیا

[3] خریف کے موسم کے دوسرے تخمینے سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں گنے کی پیداوار میں 15.9 فیصد کمی واقع ہوئی۔

جدول 3.6: صارفی مالکاری (بہاؤ)

ارب روپے

	جولائی تا مارچ		سہ1		سہ3		سہ3	
	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
کُل	**57.2**	**43.0**	**18.4**	**15.3**	**17.1**	**14.5**	**21.7**	**13.2**
برائے ٹرانسپورٹ: کار	34.6	17.7	11.2	5.0	9.6	6.8	13.9	5.9
ہاؤس بلڈنگ	15.1	8.3	6.3	5.4	6.1	2.9	2.7	0.0
ذاتی قرضے	1.8	9.8	0.8	3.5	-4.6	2.1	5.6	4.2
کریڈٹ کارڈز	4.7	4.0	1.6	1.1	2.5	2.5	0.6	0.3
صارفی پائیدار اشیا	1.0	3.2	-1.5	0.3	3.5	0.1	-1.1	2.8

اعداد و شمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

گیا قرض دراصل فرموں کی سیالیت کے مسائل کا آئینہ دار ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ گذشتہ سہ ماہی کے دوران متعدد چینی ساز ادارے بینکوں کے قرضے ادا نہیں کر سکے تھے کیونکہ ملکی منڈی میں قیمتیں پست تھیں اور حکومت بر آمدات پر زرِ اعانت کی رقم کی پوری ادائیگی سے قاصر تھی۔ تیسری سہ ماہی میں گنے کی قیمتیں 16.6 فیصد سال بسال بڑھنے کے اضافی دباؤ میں تھیں، جبکہ گذشتہ برس ان میں 4.2 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اس شعبے کا امانتی رقوم نکلوانا مالی تنگی کا غماز تھا۔

چینی کے علاوہ دیگر اشیا سازوں نے بھی اپنی موسمی ضروریات پوری کرنے کے لیے قلیل مدتی قرضے لیے۔ جن میں ڈیری، سافٹ ڈرنکس اور مشروبات کے شعبے شامل ہیں جنھوں نے گذشتہ برس کے 3.4 ارب روپے کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 17.9 ارب روپے کا مجموعی قرض لیا۔ تاہم ٹیکسٹائل، کھاد سازی اور خوردنی تیل اور گھی کے شعبوں کی طرف سے خالص واپسی کی بنا پر اس کا اثر دھیما ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں اشیا سازی کے شعبے میں جاری سرمائے کے قرضوں میں صرف 50.6 ارب روپے کی نمو ہوئی تھی جبکہ گذشتہ برس اسی عرصے کے دوران یہ حجم 83.8 ارب روپے رہا تھا (**جدول 3.5**)۔

بجلی کی ترسیل کے شعبوں میں سرمایہ جاتی اخراجات سے معین سرمایہ کاری قرضوں کی نمو میں مدد ملی مالی سال 19ء کی پہلی دو سہ ماہیوں کے برخلاف جن میں جاری سرمایہ نجی کاروباری اداروں کو قرضوں کی فراہمی میں اضافے پر حاوی رہا، نجی شعبے کو قرضے کی فراہمی میں اضافے میں معین سرمایہ کاری قرضوں کا حصہ سب سے زیادہ رہا۔ اس کے بڑے استفادہ کنندگان میں بجلی سازی، چینی اور خام مال کے طور پر استعمال ہونے والے کیمیکلز کے شعبے شامل ہیں۔ ان قرضوں کا بڑا حصہ بجلی سازی کے شعبے نے لیا، کیونکہ کے الیکٹرک (کے ای) اپنے پاور گرڈز اور مجموعی ترسیلی نیٹ ورک کی توسیع کر رہی ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بجلی کی تقسیم کاری کا یہ ادارہ بجلی کی رسد اور عملی کارکردگی بڑھانے کی غرض سے بھاری سرمایہ کاری کر رہا ہے۔

شکل 3.7: عمومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت (سال بسال)

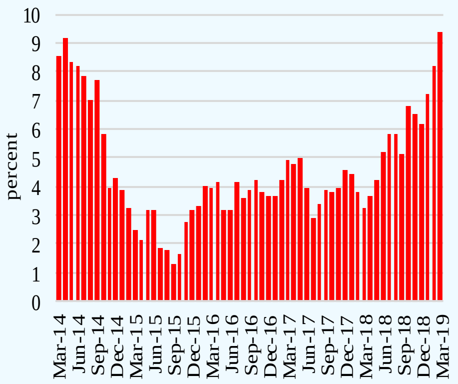

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

صارفی مالکاری پست رہی

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران صارفی مالکاری میں 43.0 ارب روپے کی نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس اس کا حجم 57.2 ارب روپے رہا تھا، تاہم تمام سہ ماہیوں کے دوران اس میں تسلسل کے ساتھ کمی ہوتی رہی۔ اس میں سب سے زیادہ فرق آٹو اور مکاناتی مالکاری جیسے اجزا کے باعث پڑا۔ نان فائلرز کے کار خریدنے / رجسٹر کرانے پر پابندی اور اس کے ساتھ ساتھ مارک اپ کی بڑھتی لاگت کو کار مالکاری میں کمی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مزید برآں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مکاناتی مالکاری حقیقتاً منجمد ہوگئی جبکہ گذشتہ برس اسی عرصے کے دوران اس میں 2.7 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا (**جدول 3.6**)۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اسٹیٹ بینک نے مارچ 2019ء میں کم آمدنی والے افراد اور معاشرے کے مستحق طبقوں جیسے بیواؤں، شہدا کی اولادوں، خواجہ سراؤں اور دہشت گردی سے متاثرہ علاقوں کے افراد کے لیے پست لاگتی مکاناتی مالکاری کو فروغ دینے کی غرض سے ایک پالیسی متعارف کرائی ہے۔ مرکزی بینک نے بینکوں / ترقیاتی مالی اداروں کے لیے چند ضوابط میں نرمی کی ہے۔ قرض تا مالیت 90:10 کے تناسب کے ساتھ 30 لاکھ روپے تک کے مکاناتی یونٹ / اپارٹمنٹ پر ساڑھے بارہ سال تک 5 فیصد کی خاصی پست شرح سود پر مالکاری فراہم کی جاسکتی ہے۔ اسٹیٹ بینک قرضوں کی نومالکاری کرے گا، اور بینک پست لاگتی مکانات کے اکتشاف کے حوالے سے رئیل اسٹیٹ پر عائد 10 فیصد کی حدِ اکتشاف سے بھی مستثنیٰ ہوں گے۔

3.5 مہنگائی

مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت (سال بسال) سہ ماہی بنیادوں پر مسلسل بڑھتی ہوئی مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اوسطاً 8.3 فیصد تک جا پہنچی (**شکل 3.7**)۔ اس کے نتیجے میں اوسط عمومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت مالی سال 12ء کے بعد سے تیسری سہ ماہی کے دوران 8.3 فیصد کی بلند ترین سطح پر رہی جبکہ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران یہ شرح 3.8 فیصد تھی (**جدول 3.7**)۔

جدول3.7: تیسری سہ ماہی کے دوران اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت اور حصہ

نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجوں میں

	وزن	نمو		حصہ	
		م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
عمومی صارف اشاریہ قیمت	**100.0**	**3.8**	**8.3**	**3.8**	**8.3**
غذا جس میں	**37.5**	**2.0**	**5.2**	**0.8**	**2.1**
گوشت	2.4	8.4	13.6	0.3	0.4
سگریٹ	1.4	-19.8	14.5	-0.5	0.3
ٹماٹر	0.4	-14.9	136.5	0.0	0.3
دودھ	6.7	4.0	4.1	0.3	0.3
چینی	1.0	-16.6	14.0	-0.2	0.1
توانائی جس میں	**9.0**	**3.3**	**20.9**	**0.3**	**1.7**
گیس	1.6	0.0	85.3	0.0	1.0
بجلی	4.4	0.0	8.5	0.0	0.4
ایندھن	3.0	12.9	14.9	0.3	0.3
غیر غذائی غیر توانائی جس میں	**53.5**	**5.4**	**8.6**	**2.7**	**4.5**
مکانوں کے کرائے	21.8	5.4	8.2	1.0	1.6
ٹرانپورٹ خدمات	2.7	1.3	15.1	0.0	0.4
تعلیم	3.9	14.0	8.7	0.6	0.4
ذاتی آلات	0.8	9.1	12.4	0.1	0.2
فٹ ویئر	1.6	0.6	7.9	0.0	0.1
ادویات	1.3	2.0	7.9	0.0	0.1
تعمیرات کا خام مال	0.6	4.9	12.0	0.0	0.1
موٹر گاڑیاں	0.7	5.7	12.8	0.0	0.1

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفترِ شماریات

مہنگائی میں اضافے کی بڑی وجوہ یہ ہیں: (i) جڑواں خسارے پر مستقل دباؤ، جس کی بنا پر حکومت کو انتظامی قیمتیں بڑھانے اور درآمدات پر ریگولیٹری ڈیوٹی بھی بڑھانے کی ترغیب ملی؛ (ii) کچھ غذائی اجزا کی رسد میں رکاوٹیں اور سگریٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کا نفاذ؛ (iii) ایندھن کی قیمتوں میں اضافے کے دورِ ثانی کے اثرات اور شرح مبادلہ میں تخفیف، اور (iv) مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اساسی اثر کے باعث مکانوں کے کرائے میں سال بسال اضافہ۔ جیسا کہ پہلے تذکرہ کیا گیا ہے، پورے مالی سال 19ء کے دوران مہنگائی کا دباؤ وسیع البنیاد رہا، کیونکہ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران تقریباً 70 فیصد ذیلی اشاریوں میں مہنگائی کی شرح چھ فیصد (ہدف) سے زائد رہی۔ مزید برآں، تقریباً ایک تہائی ذیلی اشاریوں میں 10 فیصد سے زائد کی نمو ہوئی۔

سرکاری قیمتوں میں ردوبدل نے توانائی کی مہنگائی میں اضافہ کیا

مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اشیا کی سرکاری قیمتوں، جن میں بنیادی طور پر توانائی اور اہم غذائی اشیا شامل ہیں، میں اضافہ ہوا (**شکل 3.8**)۔ اس اضافے کی عکاسی سہ ماہی کے دوران قدرتی گیس (85.3 فیصد)، بجلی (8.5 فیصد)، موٹر ایندھن (14.9 فیصد) کی

قیمتوں میں بلند مہنگائی سے ہوتی ہے۔ سہ ماہی کے دوران قیمتوں میں اس اضافے نے عمومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت میں مجموعی طور پر 20 فیصد (1.7 فیصدی درجے) حصہ ڈالا۔ گذشتہ برس صارف اشاریہ قیمت کے ذیلی اشاریوں نے عمومی مہنگائی میں صرف سات فیصد حصہ ڈالا تھا۔

بالخصوص حکومت کے لیے اپنے جاری اخراجات پورے کرنے اور گیس کی تقسیم کار کمپنیوں کے نقصانات کم کرنے کے لیے گھریلو استعمال کی گیس کی قیمتوں میں ردوبدل کرنا ضروری تھا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ قدرتی گیس کی قیمتوں میں اضافہ کافی عرصے سے متوقع تھا کیونکہ اتنے برسوں کی کم قیمت کے باعث نہ صرف اس کی کھپت ضرورت سے زیادہ ہوئی بلکہ قومی خزانے پر بھی اس سے خاصا بوجھ پڑا۔ اگرچہ تقسیم کاری کی سطح پر کارکردگی میں بہتری سے مدد تو ملے گی لیکن اس بات کا اعادہ بھی اہمیت کا حامل ہے کہ گیس کی قیمت بالائی شعبوں کے ہم پلہ ہونی چاہیے، تاکہ ان گیس فیلڈز کو بروئے کار لایا جاسکے جن سے گیس کا حصول فی الوقت کمرشل اعتبار سے قابلِ عمل نہیں ہے۔[4]

شکل 3.8: ایندھن کی ملکی اور عالمی قیمتیں

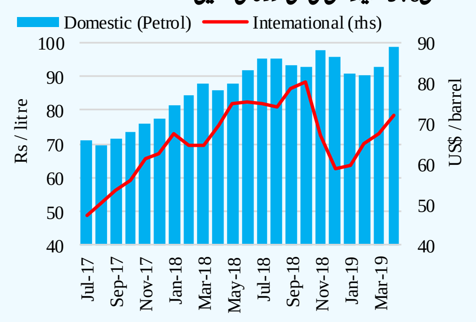

Data source: Pakistan Bureau of Statistics and Bloomberg

جہاں تک موٹر ایندھن کا تعلق ہے یہ قابل ذکر ہے کہ مالی سال 18ء میں اس کی قیمتیں مسلسل بڑھتی رہیں جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی ملکی قیمتیں مستحکم رہیں۔[5] اس استحکام کی وجہ جولائی 2018ء کے بعد سے موٹر ایندھن کی ملکی قیمتوں پر سیلز ٹیکس میں کمی اور اس کے ساتھ ساتھ مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران خام تیل کی عالمی قیمتوں میں یکدم کمی ہے۔ اگرچہ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران خام تیل کی عالمی قیمتوں میں دوبارہ اضافہ ہوگیا، لیکن سہ ماہی کے دوران اس کا اثر موٹر ایندھن کی ملکی قیمتوں پر نہیں پڑا۔[6]

[4] اس سے گیس کی تلاش کے لیے بھی ترغیب ملے گی، جس سے ملک میں گیس کے مجموعی ذخائر بڑھ سکتے ہیں اور وسط مدت میں گیس کی خردہ قیمت پر دباؤ کا تدارک ہو سکتا ہے۔

[5] مالی سال 18ء میں پیٹرول کی قیمتیں 72.8 روپے فی لیٹر کی سطح سے مسلسل بڑھ کر آخر جون 2018ء میں 92 روپے فی لیٹر تک جا پہنچی تھیں۔ مالی سال 19ء کے پہلے نو ماہ میں پیٹرول کی اوسط قیمت 93.8 روپے کی سطح پر رہی ہے۔

[6] مئی 2019ء میں تاخیر کے ساتھ یہ اثر اس وقت سامنے آیا جب حکومت نے پیٹرول کی قیمتیں 9.5 روپے فی لیٹر اور ہائی اسپیڈ ڈیزل میں 4.9 روپے فی لیٹر کا اضافہ کیا۔

شکل 3.9: اشاریہ کرایہ مکان (سال بسال)

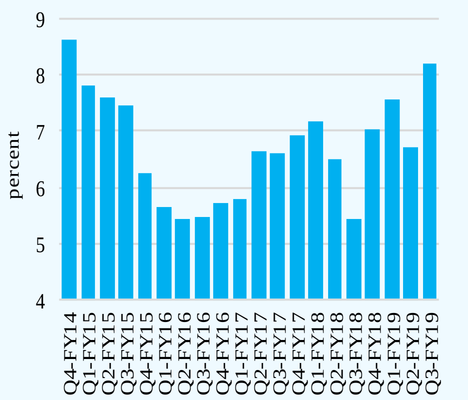

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

غذائی مہنگائی بڑھنے لگی

مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران غذائی مہنگائی مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کی 2.0 فیصد شرح کے مقابلے میں دگنی سے بھی زیادہ یعنی 5.2 فیصد ہوگئی۔ اگرچہ یہ اضافہ وسیع البنیاد تھا مگر خاص طور پر ٹماٹر، چینی اور سگریٹ کی قیمتوں میں اضافہ تیزی سے ہوا۔ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ٹماٹر کی قیمتوں میں اضافہ ملکی سطح پر اس کی پیداوار میں کمی کی بنا پر رسد گھٹنے اور بھارت کے ساتھ کشیدگی کے باعث ہوا جس سے اس کی درآمد کم ہوگئی تھی۔ اکتوبر 2018ء کے بعد سے سگریٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی عائد ہونے کے نتیجے میں اس کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔

گنے کی کچل کاری کے موجودہ موسم کے آغاز سے چینی کی قیمتوں میں اضافہ واضح رہا ہے، جبکہ گذشتہ چند برسوں میں اس کی قیمتیں مستحکم یا پست تھی۔ مارچ 2019ء کے آخر تک ملکی منڈیوں میں چینی کی قیمت سال کے آغاز کی 54 روپے فی کلو کی سطح سے بڑھ کر 61.1 روپے فی کلو تک جا پہنچی۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ زرِ اعانت نہ ہونے کے سبب اس سال چینی کی برآمدات پہلے سے کم ہوگئی ہیں؛ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں ایک ملین ٹن چینی برآمد کی گئی تھی، اس سال صرف 123000 ہزار ٹن چینی برآمد کی گئی۔ لیکن ملک میں اس کی قیمتوں کو قابو میں رکھنے کے لیے اب حکومت اس کی برآمد پر پابندی لگانے پر غور کررہی ہے۔

غیر غذائی غیرتوانائی اجزا کی قیمتیں بلند رہیں

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران مکانوں کے کرائے، ایندھن کی قیمتوں پر دورِ ثانی کا اثر اور شرح مبادلہ میں متواتر کمی نے غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں اہم کردار ادا کیا۔ صارف اشاریہ قیمت میں 21.8 فیصد کے بلند ترین وزن کے توسط سے مکانوں کے کرائے نے مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت میں مضبوط کردار ادا کیا۔ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اس کے سبب عمومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت میں 1.6 فیصدی درجے کا اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں یہ اضافہ 1.0 فیصدی درجے تھا۔ خصوصاً مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران مکانوں کے کرائے میں (سال بسال) اضافے کی شرح 8.2 فیصد رہی جو مالی سال 14ء کی چوتھی سہ ماہی کے بعد سے بلند ترین سطح ہے؛ واضح رہے کہ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران مکانوں کے کرائے میں اضافہ گذشتہ تین برس کے رجحان کے مقابلے میں خاصا پست تھا (**شکل 3.9**)۔ شہروں کی بنیاد پر اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ 40 میں سے 9

شہروں میں مکانوں کے کرائے میں دوہندسی شرح سے اضافہ ہوا، جبکہ 23 شہروں میں چھ فیصد سے زائد اضافہ دیکھا گیا، جو مجموعی صارف اشاریہ قیمت کا مقرر کردہ ہدف ہے۔

شکل 3.10 : آمدنی گروپ کے لحاظ سے مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت

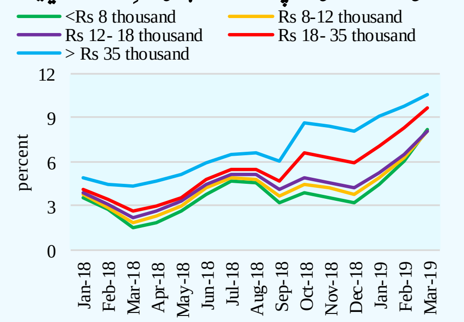

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ایندھن اور ٹرانسپورٹ خدمات کے نرخوں میں 15.1 فیصد اضافہ ہوا۔ مزید برآں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ٹرانسپورٹ کی لاگت میں اضافے کے بعد ڈاک کے نجی خدمات فراہم کنندگان نے بھی اپنی قیمتیں بڑھادیں۔

اس کے ساتھ ساتھ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران درآمدی خام مال پر منحصر اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہوا؛ ان میں موٹر گاڑیاں (12.8 فیصد)، موٹر گاڑیوں کے پرزے (10.3 فیصد)، ادویات (7.9 فیصد)، طبی آلات (6.3 فیصد)، اور ٹیلی فون سیٹ (9.8 فیصد) شامل ہیں، اس کے نتیجے میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں 8.6 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران یہ 5.4 فیصد بڑھی تھی۔

آمدنی گروپ کے لحاظ سے مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت

اگرچہ مالی سال 19ء کے آغاز سے ہی مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ شروع ہو گیا لیکن دوسری سہ ماہی کے آخر تک اس کا اثر کم آمدنی والے گروپوں (12 ہزار روپے سے کم) پر خاصا بے ضرر رہا (**شکل 3.10**)۔ تاہم، مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران کم آمدنی والے ان گروپوں پر مہنگائی کا اثر زیادہ ہوا، کیونکہ دسمبر 2018ء میں مہنگائی کی شرح 4.0 فیصد سال بسال سے دگنی ہو کر مارچ 2019ء تک 8.0 فیصد سال بسال سے تھوڑی سی زائد ہو گئی۔ چونکہ کم آمدنی والے گروپوں کی اشیائے صرف میں بڑی حد تک لازمی استعمال کی اشیا شامل ہوتی ہیں، اس لیے غذائی اشیا کی قیمتوں میں وسیع البنیاد اضافے نے اس گروپ کو متاثر کرنا شروع کر دیا ہے۔ مزید برآں، فروری اور مارچ 2019ء میں حساس اشاریہ قیمت (جس میں 53 اشیائے ضروریہ شامل ہیں) میں مہنگائی کی شرح دوہندسی ہو جانے سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں پست آمدنی والے گروپوں کا مہنگائی کے دباؤ سے متاثر ہونے کا امکان زیادہ تھا۔

4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

4.1 عمومی جائزہ

مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں مالیاتی اظہاریوں میں خاصی ابتری آئی۔ خاص طور پر تیسری سہ ماہی میں جاریہ اخراجات میں بڑی توسیع اور محاصل کی وصولی میں جمود سے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے مجموعی مالیاتی خسارے میں 2.3 فیصدی درجے کا اضافہ ہوگیا۔ نتیجتاً جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران بجٹ خسارہ بڑھ کر خام ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کا 5.0 فیصد ہوگیا جو تاریخ کی بلند ترین سطح ہے (**شکل 4.1**)۔ اس مدت میں محصولاتی توازن اور بنیادی توازن میں بھی ابتری آئی۔

شکل 4.1: جولائی تا مارچ کے دوران مالیاتی توازن کے اظہاریے

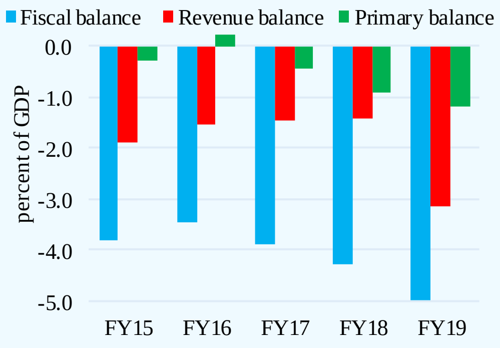

Data source: Ministry of Finance and SBP calculations

سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات میں بھاری کمی کے باوجود تخمینے سے زائد سودی ادائیگیوں اور سلامتی سے متعلق اخراجات کے بڑے حصے کے ساتھ جاریہ اخراجات میں وسیع البنیاد توسیع مجموعی مالیاتی استحکام کے لیے سازگار نہیں ہے۔ سہ ماہی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جاریہ اخراجات میں اضافے کی رفتار مزید بڑھی اور مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اس میں 1814.0 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں 1530.2 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ اس کے نتیجے میں، جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں جاریہ اخراجات مجموعی بنیاد پر بڑھ کر 4798.4 ارب روپے ہوگئے، جو جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں درج کردہ جاریہ اخراجات سے 17.7 فیصد بلند ہے۔

معاشی سرگرمی بالخصوص صنعتی شعبے میں کمی اور ٹیلی فون پر ٹیکسوں کی بندش، تنخواہوں پر ٹیکسوں میں ترامیم اور پیٹرولیم مصنوعات پر پست سیلز ٹیکس جیسے اقدامات سے ٹیکس محاصل کی وصولی میں نمو کم رہی۔ تاہم، پاکستانی روپے کی قدر میں کمی اور بلند ریگولیٹری ڈیوٹیوں کی وجہ سے فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی (ایف ای ڈی) اور کسٹم ڈیوٹی کی وصولی میں دوہندسی نمو درج کی گئی۔ نان ٹیکس محاصل میں بڑی کمی، جس کی

وجہ بنیادی طور پر اساسی اثر اور ٹیکس محاصل میں سست روی تھی، سے محاصل تا جی ڈی پی کی شرح جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے 10.3 فیصد سے کم ہو کر جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں 9.3 فیصد ہو گئی (**جدول 4.1**)۔ مالی سال 14ء سے اب تک یہ محاصل تا جی ڈی پی کی پست ترین شرح ہے۔[1]

مالکاری کی اضافی ضروریات کے ساتھ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے نتیجے میں سرکاری قرضہ بڑھ گیا، اور جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں بیرونی قرضہ اور ملکی قرضہ دونوں ہی میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ بیرونی قرضے میں اضافے کی بڑی وجہ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی تھی کیونکہ مالکاری جز تقریباً گذشتہ برس کی ہی سطح پر رہا (**جدول 4.2**)۔ چونکہ بیرونی ذرائع سے ملنے والے نئے قرضے ناکافی تھے اس لیے حکومت کو ملکی ذرائع پر انحصار کرنا پڑا جس کے نتیجے میں زیرِ جائزہ مدت میں ملکی قرضے تیزی سے بڑھ گئے۔ بیشتر ملکی قرضے مرکزی بینک کے قرض پر مشتمل تھے، کیونکہ مستقبل میں بلند سودی شرح کی توقعات کی وجہ سے کمرشل بینک حالیہ شرحوں پر حکومت کو قرضہ دینے میں متذبذب تھے۔ ملکی قرضے کی حالیہ ہیئتِ ترکیبی قرضے کے بہتر انتظام کی حکمتِ عملی کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے تاکہ قلیل مدتی قرض کی نوقیمت بندی اور اجرائے ثانی کے خطرات

جدول 4.1: مالیاتی سرگرمیوں کا خلاصہ (جولائی تا مارچ)

ارب روپے اور فیصد

	حقیقی		نمو	
	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
الف۔ کُل محاصل	3,582.4	3,583.7	13.9	0.0
ٹیکس محاصل	3,076.2	3162.1	14.2	2.8
غیر ٹیکس محاصل	506.2	421.6	12.2	-16.7
ب۔ کُل اخراجات*	5077.9	5482.5	16.0	8.0
جاریہ	4,075.4	4798.4	13.0	17.7
سودی ادائیگیاں	1,172.8	1459.2	7.2	24.4
دفاع	623.8	774.7	16.5	24.2
ترقیاتی	993.3	655.9	23.6	-34.0
خالص قرض گاری	9.2	28.3	-126.8	208.0
ج۔ شماریاتی فرق	-14.6	23.7	-265.6	-262.3
مالیاتی توازن (الف–ب–ج)	-1480.9	-1922.5		
محاصل کا توازن	-493.0	-1214.6		
ابتدائی توازن	-308.1	-463.3		
مالکاری	1,480.9	1922.5		
بیرونی ذرائع	524.3	524.5		
ملکی ذرائع	956.6	1398.0		
بینک	813.5	787.7		
نان بینک	143.1	610.4		
نجکاری	–	–		
جی ڈی پی کا فیصد				
کُل محاصل	10.3	9.3		
ٹیکس محاصل	8.9	8.2		
غیر ٹیکس محاصل	1.5	1.1		
کُل اخراجات	14.6	14.3		
جاریہ	11.8	12.4		
ترقیاتی	2.9	1.7		

* شماریاتی تفرق شامل نہیں ہے

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

[1] جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران نان ٹیکس محاصل میں 16.7 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 12.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ مالی سال 18ء میں ہونے والے اضافے کی وجہ بڑی حد تک صوبائی نان ٹیکس محاصل میں اضافہ — پن بجلی کے منافع کی صوبوں کو منتقلی تھی۔

سے احتراز برتا جاسکے۔ مزید یہ کہ مرکزی بینک سے قرض میں نمایاں اضافہ معیشت کے لیے ساز گار نہیں ہے کیونکہ اس میں مہنگائی کے دباؤ کا خطرہ مضمر ہے۔

جدول 4.2: ایف بی آر ٹیکس کے عاملین (جولائی تا مارچ)

ارب روپے

	ہدف م س19ء	وصولی		مطلق تبدیلی	نمو فیصد میں	
		م س18ء	م س19ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
بلاواسطہ ٹیکس	1,727.0	1,001.4	993.2	-8.2	12.2	-0.8
بالواسطہ ٹیکس	2,671.0	1,626.4	1,709.1	82.7	18.9	5.1
کسٹم ڈیوٹی	735.0	428.4	506.5	78.1	24.8	18.2
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی	266.0	144.3	162.9	18.6	13.5	12.9
سیلز ٹیکس	1670.0	1,053.7	1,039.7	-14.0	17.4	-1.3
مجموعی ٹیکس	**4,398.0**	**2,627.8**	**2,702.3**	**74.5**	**16.2**	**2.8**

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

4.2 محاصل

نان ٹیکس محاصل میں تیزی سے کمی اور ٹیکس محاصل میں محدود نمو کی وجہ سے محاصل کی مجموعی وصولی تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر رہی (**شکل 4.2**)۔ ٹیکس اساس میں اضافے کے لیے ٹیکس حکام کے مختلف اقدامات کے باوجود ٹیکسوں کی وصولی تقریباً جامد رہی۔ ٹیکس محاصل کی نمو جی ڈی پی کی نامیہ نمو سے کم ہونے کے پیشِ نظر محاصل کی وصولیوں کو مہمیز کرنے کے لیے مزید سخت اقدامات کی ضرورت ہے۔[2]

شکل 4.2: جولائی تا مارچ کے دوران محاصل کی وصولی میں نمو

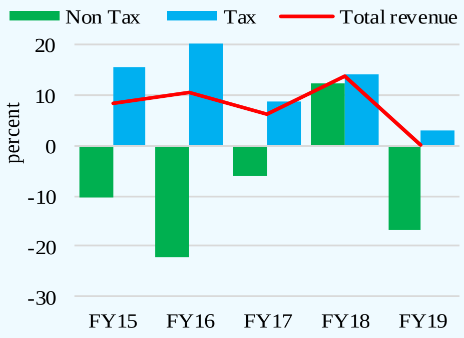

Data source: Ministry of Finance

ایف بی آر ٹیکس

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران ایف بی آر ٹیکسوں کی وصولی میں صرف 2.8 فیصد نمو آئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 16.2 فیصد کی دوہندسی نمو ہوئی تھی (**جدول 4.2**)۔ ایف بی آر ٹیکس وصولیوں میں مجموعی سست روی کی وجہ سیلز ٹیکس اور بلاواسطہ ٹیکسوں (بالخصوص ودہولڈنگ ٹیکسوں) میں کمی کے ساتھ کسٹم ڈیوٹیوں اور ایف ای ڈی کی نمو میں کمی تھی۔

[2] مالی سال 19ء میں ٹیکس تا جی ڈی پی کی شرح کم ہو کر 8.2 فیصد ہوگئی جبکہ مالی سال 18ء میں یہ 8.9 فیصد تھی۔

تیسری سہ ماہی کے اختتام پر سالانہ ہدف کا 61.4 فیصد ایف بی آر ٹیکس جمع کیا جاچکا ہے اس لیے تقریباً 38.6 فیصد آخری سہ ماہی کے لیے بچتا ہے۔ مطلق لحاظ سے چوتھی سہ ماہی میں تقریباً 1700 ارب روپے جمع کرنا ضروری ہیں؛ تاہم تاریخی رجحان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس ہدف کا حصول دشوار دکھائی دیتا ہے۔[3]

کچھ پالیسی اقدامات کے باعث بلاواسطہ ٹیکس میں کمی آئی

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران ایف بی آر کی مجموعی ٹیکس وصولی میں 37.0 فیصد حصہ رکھنے والے بلاواسطہ ٹیکسوں میں 0.8 فیصد کمی درج کی گئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 12.2 فیصد کا اضافہ ہوا تھا (**جدول 4.3**)۔ بلاواسطہ ٹیکسوں میں اس کمی کی وجہ بعض اقدامات ہیں، جیسے موبائل ٹاپ اپس پر ٹیکس کی معطلی، تنخواہوں پر انکم ٹیکس کے نظام میں ترامیم، منافع منقسمہ پر ودہولڈنگ ٹیکس کی شرح میں تخفیف اور سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات میں کمی۔

جدول 4.3 بلاواسطہ ٹیکسوں میں تبدیلی کے عاملین (جولائی تا مارچ)

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

	جولائی تا مارچ		مالی سال 19ء میں تبدیلیاں	
	م س18ء	م س19ء	مطلق	فیصد
الف۔ ودہولڈنگ ٹیکس	**749.7**	**684.5**	**-65.2**	**-8.7**
جس میں				
ٹیلیفون / موبائل	38.0	5.3	-32.7	-86.1
تنخواہیں	95.2	53.5	-41.7	-43.8
معاہدے	194.6	164.8	-29.8	-15.3
درآمدات	159.8	168.2	8.4	5.3
بینکوں کے سود اور تمسکات	34.5	44.0	9.5	27.5
ب۔ رضاکارانہ ادائیگیاں	**240.0**	**274.3**	**34.3**	**14.3**
ج۔ عندالطلب وصولی	**68.4**	**74.4**	**5.9**	**8.6**
د۔ متفرق	4.0	2.0	-2.0	-50.0
مجموعی انکم ٹیکس (الف+ب+ج+د)	1062.1	1035.2	-26.9	-2.5
خالص بلاواسطہ ٹیکس	**1001.4**	**993.2**	**-8.2**	**-0.8**

اعدادوشمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

بلاواسطہ ٹیکسوں کو بڑا دھچکا ودہولڈنگ ٹیکسوں (بلاواسطہ ٹیکس کے سب سے بڑے حصہ دار) کی مد میں لگا، جن میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران 8.7 فیصد کمی آئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 16.1 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ مجموعی ودہولڈنگ ٹیکسوں میں کمی کا نصف ٹیلی فون / موبائلز کے زمرے سے آیا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران ٹیلی فون سے ہونے والی وصولی صرف 5.3 ارب روپے تھی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 38.0 ارب روپے وصول کیے گئے تھے۔ سپریم کورٹ کی جانب سے موبائل فون ٹاپ اپس پر ٹیکسوں کی معطلی کے باعث ٹیلی فون / موبائل فونز کی جانب سے پست وصولی حیران کن نہیں تھی۔

[3] چوتھی سہ ماہی کی اوسط وصولی 964.8 ارب روپے اور گذشتہ پانچ برسوں کے دوران زیادہ سے زیادہ 1214.2 ارب روپے ہے۔

تنخواہوں پر ٹیکس کی وصولی بھی گذشتہ برس کی نسبت کافی پست رہی۔ مطلق لحاظ سے زیرِ جائزہ مدت میں تنخواہوں پر ٹیکس میں 41.7 ارب روپے کمی آئی جس کی بڑی وجہ انکم ٹیکس کے تمام مدارج (slabs) میں تبدیلیاں تھیں۔ معاہدات سے وصولیاں بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں پست تھیں جن کی بڑی وجہ سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات میں تخفیف تھی۔[4] جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران رضاکارانہ ادائیگیوں میں 34.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔[5] یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مالی سال 18ء کے دوران رضاکارانہ ادائیگیاں اوسط سے کافی پست رہی تھیں۔[6] عند الطلب وصولی میں 5.9 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 8.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ یہ معمولی کمی بظاہر مالی سال 19ء کے دوران ٹیکس گوشواروں کی ای فائلنگ کی مقررہ میعاد میں توسیع کا نتیجہ ہے۔ ویسے مقررہ میعاد عموماً مالیاتی سال کی دوسری سہ ماہی تک ہوتی ہے تاہم، مالی سال 19ء کے دوران اس کی میعاد مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی تک بڑھادی گئی۔

صنعتی شعبے کی سست روی کی وجہ سے بالواسطہ ٹیکسوں کی پست وصولی

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران بالواسطہ ٹیکسوں میں ہونے والی 18.9 فیصد نمو کے مقابلے میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران محض 5.1 فیصد نمو ہوئی۔ بالواسطہ ٹیکسوں کے تجزیہ شدہ اعداد و شمار جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران سیلز ٹیکس میں 1.3 فیصد کمی ظاہر کر رہے ہیں جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 17.4 فیصد نمو ہوئی تھی۔ سیلز ٹیکس کے دونوں زمروں یعنی ملکی اور درآمدی، میں منفی نمو درج کی گئی۔ پست صنعتی نمو، مجموعی معاشی سرگرمی میں اعتدال اور کم درآمدی طلب کے نتیجے میں سیلز ٹیکس میں کمی آئی۔

سیلز ٹیکس میں بڑی کمی پیٹرولیم مصنوعات کے زمرے میں آئی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران بعض پیٹرولیم مصنوعات پر پست ٹیکس شرحیں اور پست درآمدی حجم ٹیکس کی وصولی میں کمی کی بنیادی وجوہات ہیں۔[7] اسی طرح، زیرِ جائزہ مدت کے دوران محدود ملکی طلب اور پست درآمدی حجم کے باعث لوہے اور فولادی مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی وصولی میں کمی آئی۔[8] فروخت کے پست حجم کی وجہ سے سیمنٹ پر سیلز ٹیکس کی وصولی میں بھی کمی درج کی گئی۔[9]

---

[4] سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات کا حجم مالی سال 18ء کے 931.4 ارب روپے کے مقابلے میں مالی سال 19ء میں 562.3 ارب روپے تھا۔

[5] رضاکارانہ ادائیگیاں PAYE (کماؤ اور ادا کرو) کے اصول پر خود جائزہ کردہ متوقع آمدنی کی بنیاد پر منافع کی ادائیگیوں اور پیشگی ٹیکس ادائیگیوں پر مشتمل ہیں۔

[6] بنیادی طور پر کارپوریٹ ٹیکس ریٹ اور بینکوں کی پست نفع آوری کی وجہ سے مالی سال 18ء کے دوران رضاکارانہ ادائیگیوں میں کمی آئی۔

[7] جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کا درآمدی حجم کم ہو کر 7.5 ملین میٹرک ٹن ہو گیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 11.1 ملین میٹرک ٹن تھا۔

[8] جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران لوہے اور فولاد کا درآمدی حجم کم ہو کر 2.3 ملین میٹرک ٹن ہو گیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی میں 2.8 ملین تھا۔

[9] جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران سیمنٹ کی فروخت میں 0.5 فیصد کمی آئی (ماخذ: اے پی سی ایم اے)۔

کسٹم اور ایکسائز ڈیوٹی کی وصولیوں میں دو ہندسی نمو درج کی گئی

پاکستانی روپے کی قدر میں کمی، ریگولیٹری ڈیوٹی عائد کرنے اور ایکسائز ڈیوٹیوں میں اضافے کے نتیجے میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران کسٹم اور ایکسائز کی وصولی میں دو ہندسی نمو ہوئی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران ایف ای ڈی اور کسٹم ڈیوٹی میں بالترتیب 12.9 فیصد اور 18.2 فیصد کی سال بسال نمو درج کی گئی۔ جیسا کہ دوسری سہ ماہی رپورٹ میں واضح کیا گیا تھا، اگرچہ درآمدی حجم کی نمو میں سست روی آئی تاہم روپے کی قدر میں کمی سے بلحاظ قدر نمو برقرار رکھنے میں مدد ملی۔ ماسوا گاڑیاں، دیگر اہم زمروں جیسے لوہا اور فولاد، اور برقی مشینری و آلات پر کسٹم وصولی میں زیرِ جائزہ مدت کے دوران نمایاں اضافہ ہوا (**جدول 4.4**)۔ ایف ای ڈی وصولی میں 18.7 ارب روپے اضافہ ہوا جس میں سے 16.3 ارب روپے سگریٹوں پر وصول کیے گئے جس کی بڑی وجہ مقامی طور پر تیار کیے گئے سگریٹوں پر ایف ای ڈی میں اضافہ تھا۔[10]

جدول 4.4: ایکسائز اور کسٹم ڈیوٹی میں تبدیلی کے عاملین (جولائی تا مارچ)

ارب روپے اور فیصد

	م س18ء	م س19ء	مطلق تبدیلی	نمو
<u>کسٹم ڈیوٹی</u>				
گاڑیاں	70.3	66.1	-4.2	-6.0
معدنی ایندھن، تیل و دیگر مصنوعات	46.9	59.2	12.3	26.2
لوہا اور فولاد	30.3	35.5	5.2	17.2
کُل	**428.4**	**506.5**	**78.1**	**18.2**
<u>فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی</u>				
سگریٹ اور تمباکو	41.9	58.2	16.3	38.9
سیمنٹ	38.5	42.6	4.2	10.9
تمام خدمات	32.4	30.7	-1.7	-5.2
مشروبات اور گاڑھے مشروبات	13.6	13.8	0.2	1.5
کُل	**144.3**	**162.9**	**18.7**	**12.9**

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

نان ٹیکس محاصل

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران نان ٹیکس محاصل کی نمو پست رہی جبکہ گذشتہ برس بیشتر زمروں میں بلند وصولی ہوئی تھی (**جدول 4.5**)۔ اسٹیٹ بینک کے منافع میں کمی اور صوبوں کو آبی (ہائیڈل) منافع کی منتقلی میں تاخیر سے نان ٹیکس محاصل کو بڑا دھچکا پہنچا۔ دفاع، پاسپورٹ اور دیگر فیس، تیل اور گیس پر رائلٹی میں اضافہ اور خام تیل پر ونڈفال لیوی اس کمی کا اثر زائل کرنے کے لیے کافی نہیں تھی۔

جدول 4.5: نان ٹیکس محاصل (جولائی تا مارچ)

ارب روپے اور نمو فیصد میں

	م س18ء	م س19ء	نمو
مارک اپ	21.7	14.4	-33.8
منافع منقسمہ	33.6	32.2	-4.2
ڈاکخانے / پی ٹی اے سے حاصل شدہ منافع	8.8	16.2	83.9
اسٹیٹ بینک کا منافع	143.2	138.2	-3.5
دفاع	9.3	10.7	15.5
پاسپورٹ و دیگر فیس	11.9	16.3	37.1
خام تیل پر بچت	6.5	10.4	60.2
تیل و / گیس پر رائلٹیز	42.4	61.8	45.7
ایل پی جی پر پٹرولیم لیوی	2.3	6.1	163.5
* دیگر	225.4	112.5	-50.1
کُل	**506.2**	**421.6**	**-16.7**

* بشمول صوبائی نان ٹیکس محاصل

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ

[10] حکومت نے سگریٹ کے مختلف برانڈز پر ایف ای ڈی میں ردوبدل کی جس کا نفاذ 18 ستمبر 2018ء سے ہوا۔

4.3 اخراجات

سودی ادائیگیوں اور دفاعی اخراجات کے نتیجے میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران جاریہ اخراجات میں نمایاں اضافہ درج کیا گیا۔ تاہم، ترقیاتی اخراجات میں خاصی تخفیف سے اس کا اثر زائل ہو گیا۔ نتیجتاً، جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران مجموعی مالیاتی اخراجات کی نمو 8.0 فیصد تک محدود رہی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 16.0 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ جی ڈی پی کی فیصد کے لحاظ سے، جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران مجموعی اخراجات 12.6 فیصد درج کیے گئے تھے جو جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے 14.8 فیصد سے کم ہے (**جدول 4.6**)۔

جدول 4.6: مالیاتی اخراجات کا تجزیہ

ارب روپے

	جولائی تا مارچ		مطلق تبدیلی	نمو فیصد میں	
	م س18ء	م س19ء		م س18ء	م س19ء
اخراجاتِ جاریہ	**4,075.4**	**4,798.4**	**723.0**	**13.0**	**17.7**
وفاقی جس میں	2,653.3	3,180.9	527.6	8.8	19.9
سودی ادائیگیاں	1,172.8	1,459.2	286.4	7.2	24.4
(i) ملکی قرضے کی واپسی	1,071.4	1,276.8	205.4	6.1	19.2
(ii) بیرونی قرضے کی واپسی	101.4	182.4	81.0	19.9	79.9
دفاع	623.8	774.7	150.9	16.4	24.2
امنِ عامہ اور سلامتی	94.0	106.1	12.1	14.8	12.9
دیگر	762.7	131.2	-631.5	4.9	-82.8
صوبائی	1,422.1	1,617.4	195.3	22.0	13.7
ترقیاتی اخراجات	**993.3**	**655.9**	**-337.4**	**23.6**	**-34.0**
سرکاری شعبے میں ترقیاتی منصوبے	931.4	578.5	-352.9	24.7	-37.9
وفاقی	353.6	302.4	-51.2	9.1	-14.5
صوبائی	577.8	276.0	-301.8	36.7	-52.2
دیگر (بشمول بینظیر انکم سپورٹ پروگرام)	61.9	77.4	15.5	8.2	25.0
خالص قرض گاری	**9.2**	**28.3**	**19.1**	**-126.9**	**207.6**
*** مجموعی اخراجات**	**5,077.9**	**5,482.5**	**404.5**	**16.0**	**8.0**

* شماریاتی تفرق شامل نہیں ہے

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ

سودی ادائیگیوں میں اضافے کی وجہ قرضے کا بلند تر اسٹاک، شرح سود میں اضافہ، اور شرح مبادلہ میں کمی تھی۔ سہ ماہی اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران سودی اخراجات میں 582.5 ارب روپے کا ضخیم اضافہ درج کیا گیا جبکہ مالی سال

18ء کی تیسری سہ ماہی میں 421.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔[11] نتیجتاً، جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران جی ڈی پی کے فیصد کے لحاظ سے سودی ادائیگیاں 3.8 فیصد تک پہنچ گئیں جو 17 برسوں کی بلند ترین سطح ہے۔ ملک میں سلامتی سے متعلق ضروریات کے بڑھنے سے دفاعی اخراجات میں بھی اضافہ ہوا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران، 24.2 فیصد اضافے کے ساتھ دفاعی اخراجات بڑھ کر 774.7 ارب روپے ہو گئے۔[12]

تاہم جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران جاریہ اخراجات کے دیگر اجزا بھی بلند سطح پر رہے۔[13] مثلاً جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں سودی ادائیگیوں کے علاوہ جاریہ اخراجات جی ڈی پی کا 8.8 فیصد تھے، جو مالی سال 02ء (جب سے سہ ماہی مالیاتی کھاتوں کے بارے میں معلومات دستیاب ہیں) سے اب تک کی بلند ترین سطح ہے۔ اسی طرح، جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران سودی ادائیگیوں اور دفاعی اخراجات ان دونوں کے علاوہ جاریہ اخراجات جی ڈی پی کا 6.8 فیصد ہو گئے، جو مالی سال 02ء سے اب تک کی بلند ترین سطح ہے۔

زائد جاریہ اخراجات کی بنا پر مالیاتی یکجائی کا بوجھ ترقیاتی اخراجات پر پڑا، جس کی عکاسی گذشتہ برس کے مقابلے میں سرکاری شعبے میں ترقیاتی اخراجات کی مد میں رقوم کے اجرا میں کمی سے ہوتی ہے۔ سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات کے تجزیہ شدہ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ یہ کمی بنیادی طور پر کارپوریشنز (این ایچ اے، این ٹی ڈی سی /پیپکو)، خصوصی شعبوں، اور دیگر مخصوص پروگرامز کی رقوم میں کمی سے آئی۔ دوسری جانب وفاقی وزارتوں کے لیے سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات کی رقوم جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں بڑھ کر 173.9 ارب روپے ہو گئیں جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران یہ 138.9 ارب روپے تھیں۔

4.4 صوبائی مالیاتی کارروائیاں

صوبائی محاصل کی پیداوار میں بھی نمایاں کمی درج کی گئی

صوبوں کی جانب سے بھی محاصل کی نمو میں نمایاں سست روی نظر آئی جن میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران 1.5 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 24.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔ ایف بی آر کے محاصل کی وصولی میں سست روی کے باعث وفاقی محاصل میں صوبوں کے حصہ میں کمی دکھائی دی اور جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران اس میں 7.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ جولائی تا مارچ مالی

[11] جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران ملکی سرکاری قرضوں میں 1754.3 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ رقم 1224.8 ارب روپے تھی۔ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں حکومت نے 634.9 ارب روپے قرض لیے جو گذشتہ دو سہ ماہیوں کے مقابلے میں بلند ترین مقدار ہے۔

[12] جی ڈی پی کی فیصد کے لحاظ سے جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران دفاعی اخراجات 2.0 فیصد پر پہنچ گئے ہیں جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران یہ 1.8 فیصد تھے۔

[13] دیگر اہم اجزا میں وظیفہ جاتی الاؤنسز اور پنشن، عطیات (صوبوں کے علاوہ)، دیگر عمومی سرکاری خدمات، امن عامہ و سلامتی کے معاملات، اقتصادی امور شامل ہیں۔

سال 18ء کے دوران 16.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ صوبوں کے اپنے محاصل کی وصولی بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں پست رہی، جو صوبائی سطح پر محاصل کی مجموعی نمو میں سست روی بڑھانے کا باعث بنی (**جدول 4.7**)۔

جدول 4.7: صوبائی مالیاتی کارروائیاں (جولائی تا مارچ)

ارب روپے

	پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان	کُل	نمو
مالی سال 19ء						
الف۔ مجموعی محاصل	**1,046.4**	**598.1**	**355.6**	**198.2**	**2,198.3**	**1.5**
وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	866.6	441.9	290.4	180.3	1,779.1	7.9
صوبوں کے اپنے محاصل (I+II)	167.5	133.6	41.1	10.8	353.0	-13.2
I۔ ٹیکس	141.1	126.7	13.4	6.5	287.7	2.8
II۔ نان ٹیکس محاصل	26.4	6.9	27.7	4.3	65.3	-48.4
وفاقی قرضے اور منتقلیاں	12.3	22.6	24.1	7.1	66.1	-40.3
ب۔ مجموعی اخراجات	**889.1**	**545.7**	**316.8**	**154.5**	**1,906.0**	**-5.2**
جاریہ	769.8	466.4	252.3	141.6	1,630.0	13.8
ترقیاتی	119.3	79.3	64.5	12.9	276.0	-52.2
فرق (الف-ب)	157.3	52.4	38.8	43.7	292.3	87.4
مالکاری* (مجموعی بقایاجات)	**-172.5**	**-57.4**	**-16.7**	**-45.0**	**-291.6**	**52.6**
مالی سال 18ء						
الف۔ مجموعی محاصل	**1,036.0**	**584.9**	**361.3**	**184.1**	**2,166.3**	**24.8**
وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	801.7	418.1	269.3	159.9	1,649.0	16.0
صوبوں کے اپنے محاصل (I+II)	190.5	131.5	69.9	14.8	406.6	40.3
I۔ ٹیکس	141.2	119.3	13.0	6.5	280.0	21.5
II۔ نان ٹیکس محاصل	49.3	12.2	57.0	8.3	126.6	113.6
وفاقی قرضے اور منتقلیاں	43.9	35.3	22.1	9.4	110.7	357.3
ب۔ مجموعی اخراجات	**1,018.8**	**529.1**	**321.4**	**141.2**	**2,010.5**	**25.8**
جاریہ	659.5	413.9	237.7	121.6	1,432.7	21.8
ترقیاتی	359.3	115.2	83.7	19.6	577.8	36.7
فرق (الف-ب)	17.3	55.8	39.9	42.9	155.9	13.3
مالکاری* (مجموعی بقایاجات)	**-62.8**	**-50.0**	**-24.5**	**-53.8**	**-191.0**	**-16.1**

* مالکاری میں منفی علامت سے مراد فاضل ہیں

اعدادوشمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

صوبائی محاصل کے ذرائع کے تجزیہ شدہ اعدادوشمار نان ٹیکس محاصل میں خاصی کمی کا اظہار کرتے ہیں جن میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران 48.4 فیصد کمی دیکھی گئی جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں 113.5 فیصد نمو ہوئی تھی۔ نان ٹیکس محاصل میں آنے والے اس زوال کی بڑی وجہ وفاقی حکومت کی جانب سے پن بجلی منصوبوں کے منافع کی منتقلی میں کمی تھی۔

ٹیکس محاصل کے ضمن میں، خدمات پر جنرل سیلز ٹیکس (جی ایس ٹی ایس)، جو صوبائی ٹیکس وصولی کے تقریباً 50 فیصد حصے پر مشتمل ہے، میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران 142.3 ارب روپے کا اضافہ درج کیا گیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 149.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ مالی سال 19ء میں شعبۂ خدمات کی جی ڈی پی میں سست نمو کو حالیہ مدت کے دوران ان نسبتاً پست محاصل کی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔[14] دیگر اہم جزا، جیسے اسٹیمپ ڈیوٹیاں اور موٹر گاڑیوں کے ٹیکس میں بھی جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران کچھ کمی نظر آئی۔ مثال کے طور پر، اسٹیمپ ڈیوٹیوں کی وصولی، جو صوبائی ٹیکس محاصل کے 15 فیصد حصے پر مشتمل ہے، اس میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں 11.7 فیصد نمو ہوئی جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران اس میں 62.7 فیصد نمو ہوئی تھی۔ صوبوں کے لحاظ سے ٹیکس محاصل کا تجزیہ سندھ میں 6.5 فیصد کی نسبتاً بلند نمو ظاہر کرتا ہے جبکہ دیگر صوبوں میں ٹیکس کی وصولیاں کافی حد تک گذشتہ برس کی سطح پر ہی رہیں۔

صوبائی ترقیاتی اخراجات میں بھی بڑی کمی آئی

وفاقی مالیاتی کھاتوں کے رجحانات کے مطابق جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں صوبائی سطح پر بھی ترقیاتی اخراجات میں بڑی کمی درج کی گئی۔ خاص طور پر، جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران 52.2 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 36.7 فیصد نمو ہوئی تھی۔ گو جاریہ اخراجات قائم رہے، تاہم، صوبوں میں ان میں معمولی سست روی دکھائی دی اور موجودہ مدت میں 13.8 فیصد نمو ہوئی جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں 21.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔ چنانچہ، صوبائی سطح پر مجموعی مصارف میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں 5.2 فیصد کمی آئی جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران 25.8 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

جاریہ اخراجات میں نمو کے لحاظ سے، پنجاب اور بلوچستان میں 16.8 فیصد کی بلند ترین نمو درج کی گئی، ان کے بعد سندھ میں 12.6 فیصد اور خیبر پختونخوا میں 6.0 فیصد نمو ہوئی۔ گو کہ تمام صوبوں میں ترقیاتی اخراجات میں کمی درج کی گئی تاہم پنجاب میں یہ زیادہ نمایاں (منفی 66.9 فیصد) تھی اس کے بعد بلوچستان (منفی 33.7 فیصد)، سندھ (منفی 31.4 فیصد) اور خیبر پختونخوا (منفی 23.5 فیصد) میں کمی آئی۔

[14] عبوری اعدادوشمار کے مطابق، مالی سال 19ء میں شعبۂ خدمات میں 4.7 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 18ء میں 6.2 فیصد ہوئی تھی۔

جولائی تا مارچ مالی سال19ء کے دوران مجموعی اخراجات میں ترقیاتی اخراجات کا حصہ خیبر پختونخوا میں سب سے زیادہ (20.2 فیصد) تھا اس کے بعد سندھ (14.5 فیصد)، پنجاب (13.4 فیصد) اور بلوچستان (8.4 فیصد) کا حصہ تھا۔[15]

نتیجتاً، ترقیاتی اخراجات میں نمایاں کمی اور مصارف جاریہ کی نمو میں کچھ اعتدال کی وجہ سے صوبوں نے جولائی تا مارچ مالی سال19ء کے دوران 291.6 ارب روپے کی ایک مشترکہ فاضل رقم حاصل کی جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال18ء کے دوران 191.0 ارب روپے کی فاضل رقم حاصل کی گئی تھی۔ صوبوں کی حاصل کردہ فاضل رقوم میں بالترتیب 172.5 ارب روپے اور 57.4 ارب روپے کے ساتھ پنجاب اور سندھ کا حصہ سب سے زیادہ رہا۔

4.5 سرکاری قرضہ

آئی ایم ایف سے بات چیت کے دوران حکومت دو طرفہ اور کثیر فریقی ذرائع سے مناسب قرضے حاصل کرنے کے لیے کوششیں کرتی رہی، لہٰذا حکومت کو ملکی ذرائع سے بھی قرض لینا پڑا۔ ملکی قرضے کے حوالے سے، حالیہ زری سختی کے منظر نامے میں کمرشل بینکوں نے قرضے دینے میں ہچکچاہٹ کا اظہار کیا اس لیے مرکزی بینک سے لیے جانے والے قرضے بڑھ گئے۔ بظاہر بیرونی قرضے میں 1.8 ٹریلین روپے اضافہ ہوا (**جدول 4.8**)۔ تاہم، یہ زیادہ اثر روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے ہوا کیونکہ مالکاری جز گذشتہ برس کی سطح پر تھا۔

جدول4.8: پاکستان کے سرکاری قرضے

ارب روپے

	عرصے کے اختتام پر صورتِ حال		بہاؤ				
			جولائی تا مارچ		مالی سال19ء		
	جون18ء	مارچ19ء	م س18ء	م س19ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی
خام سرکاری قرضہ	24,952.9	28,607.5	2,667.7	3,654.6	830.6	1,672.4	1,151.6
حکومت کا ملکی قرضہ	16,416.3	18,170.6	1,224.8	1,754.3	503.6	615.9	634.9
حکومت کا بیرونی قرضہ	7,795.8	9,625.7	1,350.9	1,829.9	327.1	978.2	524.6
آئی ایم ایف سے قرضہ	740.8	811.2	91.9	70.4	-0.1	78.3	-7.8
حکومت کا مجموعی قرضہ *	23,024.0	26,368.1	2,424.3	3,344.1	668.0	1,546.2	1,129.9

* حکومت کے مجموعی قرضے سے بینکاری نظام میں اس کی امانتیں منہا ہیں۔

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک اور اقتصادی امور ڈویژن

15 جولائی تا مارچ مالی سال19ء کے دوران پنجاب کا حصہ سب سے زیادہ یعنی 35.3 فیصد تھا۔ اس کے بعد سندھ (21.8 فیصد)، خیبر پختونخوا (26.0 فیصد)، اور بلوچستان (13.9 فیصد) کا حصہ تھا۔

ملکی قرضہ

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے 1.75 ٹریلین روپے کے اضافے سے مارچ 2019ء کے اختتام پر ملکی قرضہ 18.2 ٹریلین روپے تک جا پہنچا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1.22 ٹریلین اضافہ ہوا تھا۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا، ملکی قرضے کی ہیئتِ ترکیبی کمرشل بینکوں کو قرضے واپس کرنے کے لیے مرکزی بینک سے لیے گئے قرضوں پر بہت زیادہ انحصار کی عکاسی کرتی ہے (**جدول 4.9 اور شکل 4.3**)۔

ملکی قرضے کی بلحاظ عرصیت ہیئتِ ترکیبی بتاتی ہے کہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی تک بینکوں نے زیادہ تر سہ ماہی وثیقوں میں سرمایہ کاری کی، جو پالیسی شرح میں مزید اضافے کی توقعات کا ایک نتیجہ تھا۔ سہ ماہی کے علاوہ دیگر ایم ٹی بیز غیر متاثر کن رہے۔

جدول 4.9: حکومت کے ملکی قرضے میں مطلق تبدیلی

ارب روپے

	جولائی تا مارچ		مالی سال 19ء		
	م س 18ء	م س 19ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی
ملکی قرضہ	**1,224.8**	**1,754.3**	**503.6**	**615.9**	**634.9**
مستقل قرضہ	-999.2	143.6	-290.2	12.8	421.0
جس میں					
پی آئی بیز	-1,067.7	183.0	-332.3	22.5	492.8
پرائز بانڈ	68.5	97.2	42.1	35.5	19.6
رواں قرضہ	2,174.7	1,381.5	778.7	619.9	-17.1
جس میں					
ایم ٹی بیز	-57.0	-2,265.1	-970.7	993.5	-2,287.9
ایم آر ٹی بیز	2,231.7	3,646.6	1,749.5	-373.7	2,270.8
غیر فنڈ قرضہ	49.0	228.4	14.8	-17.4	230.9
جس میں					
قومی بچت اسکیمیں	48.7	225.3	10.5	-15.1	229.9
ایف سی لونز	0.4	0.8	0.1	0.6	0.1

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

شکل 4.4: بلحاظِ عرصیت ملکی قرضے کی ہیئتِ ترکیبی

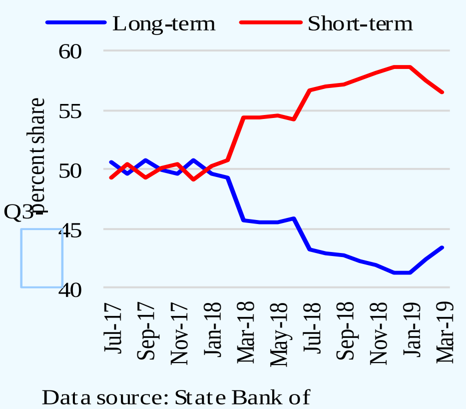

شکل 4.3: ملکی قرضے کے ذرائع

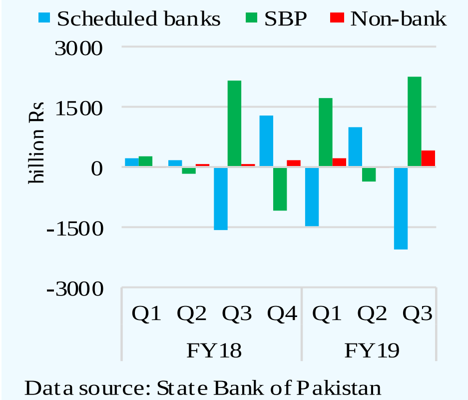

تاہم، مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پی آئی بیز میں دلچسپی دیکھی گئی؛ پیش کش کیے گئے 1215.1 ارب روپے میں سے ایک تہائی سے زائد بولیاں قبول کرلی گئیں جن کی رقم 496.1 ارب روپے بنتی ہے۔ چنانچہ، جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے لیے پی آئی بیز کا مجموعی حجم گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بلند رہا۔ یہ ایک مثبت پیش رفت تھی کیونکہ اس نے ملکی قرضے کے خاکۂ عرصیت کو بالخصوص تیسری سہ ماہی میں بہتر کردیا (**شکل 4.4**)۔

بلند منافع کی وجہ سے قومی بچت اسکیموں کے حجم میں اضافہ ہوا

علاوہ ازیں، غیر فنڈ قرضے میں بھی مثبت پیش رفت نظر آئی، کیونکہ قومی بچت اسکیموں کی خالص وصولیاں بڑھ کر 225.3 ارب روپے ہوگئیں، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 48.7 ارب روپے کی خالص وصولیاں درج کی گئی تھیں (**جدول 4.10**)۔ بیشتر اضافہ صرف تیسری سہ ماہی میں نظر آیا جس میں سب سے بڑا حصہ ریگولر انکم سرٹیفکیٹس (آر آئی سیز) کا تھا اس کے بعد بہبود سیونگ سرٹیفکیٹس (بی ایس سیز) اور ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس (ڈی ایس سیز) کا اہم حصہ تھا۔ اس کی وجہ ان وثیقہ جات (آلات) پر بلند شرحوں کی پیش کش تھی (بحوالہ **باب 3**)۔[16] تاہم، جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران سیونگ اور اسپیشل سیونگ اکاؤنٹس روبہ زوال نظر آئے۔

جدول 4.10: قومی بچت اسکیم کے تمسکات سے ہونے والی خالص وصولیاں* (جولائی تا مارچ)

ارب روپے

	م س 18ء	م س 19ء	مطلق تبدیلی
ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ (ڈی ایس سی)	8.3	44.6	36.3
اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹ (ایس ایس سی)	-38.5	33.1	71.6
ریگولر انکم سرٹیفکیٹ (آر آئی سی)	1.9	102.9	100.9
بہبود سیونگ سرٹیفکیٹ (بی ایس سی)	32.1	89.5	57.5
اسپیشل سیونگ اکاؤنٹس (ایس ایس اے)	27.5	-75.4	-102.9
سیونگ اکاؤنٹس	2.2	-1.1	-3.3
دیگر	15.3	31.7	16.5
کُل	**48.7**	**225.3**	**176.6**

* علاوہ از قلیل مدتی سیونگ سرٹیفکیٹس

اعداد و شمار کا ماخذ: مرکزی محکمہ قومی بچت

شکل 4.5: جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران بلحاظِ ادارہ قرضے کی ہیئتِ ترکیبی

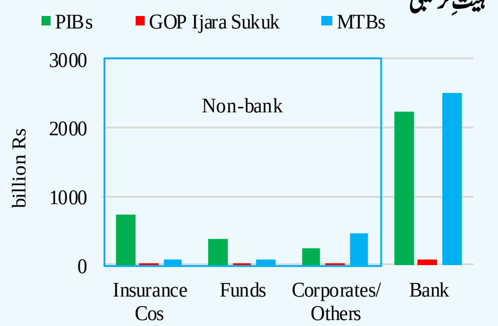

Data source: State Bank of Pakistan

نان بینک قرضے میں اضافہ نظر آیا جو بیشتر بیمہ کمپنیوں کی پی آئی بیز پر مشتمل تھا۔ نان بینک شعبے میں ایم ٹی بیز کے حجم میں اضافہ ہوا جو بنیادی طور پر کارپوریٹ شعبے کی طرف سے تھا (**شکل 4.5**)۔

[16] مرکزی محکمہ قومی بچت (سی ڈی این ایس) نے این ایس ایس کے تحت سیونگز کے آلات پر منافع کی شرح میں اضافہ کردیا جس کا اطلاق جنوری 2019ء سے ہوا۔ مزید تفصیلات کے لیے وزٹ کیجیے: savings.gov.pk/revised-rates-notification/

بیرونی سرکاری قرضہ اور واجبات

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران بیرونی سرکاری قرضے اور واجبات (ای ڈی ایل) میں 8.9 ارب ڈالر اضافہ ہوا جو مارچ 2019ء کے اختتام پر 84.2 ارب ڈالر کی سطح پر پہنچ گئے (**جدول 4.11**)۔ خاص طور پر قرضے اور واجبات دونوں میں تبدیلیوں کی وجہ سے تیسری سہ ماہی کے دوران 5.8 ارب ڈالر کا خالص اضافہ دیکھا گیا جو گذشتہ پانچ برسوں کے دوران ای ڈی ایل کا بلند ترین سہ ماہی اضافہ ہے (**شکل 4.6**)۔

شکل 4.6: بیرونی سرکاری قرضے اور واجبات میں تبدیلی

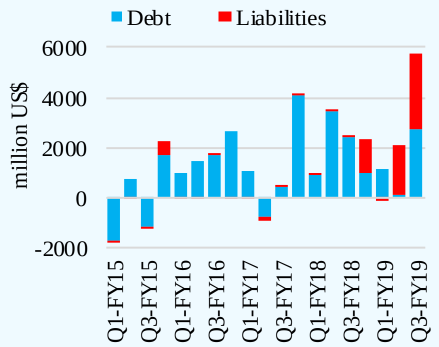

Data source: State Bank of Pakistan and Economic Affairs Division

جدول 4.11: سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات

ارب امریکی ڈالر

	ذخیرہ		بہاؤ				
	عرصے کا اختتام		جولائی تا مارچ		مالی سال 19ء		
	جون 18ء	مارچ 19ء	م س 18ء	م س 19ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی
سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات (i+ii+iii)	75.4	84.2	6.9	8.9	1.0	2.1	5.8
سرکاری بیرونی قرضے (i+ii)	70.2	74.2	6.7	3.9	1.0	0.1	2.7
I سرکاری قرضہ	64.1	68.4	6.5	4.3	1.2	0.2	2.8
جس میں؛							
پیرس کلب	11.6	11.3	0.4	-0.4	-0.1	-0.1	-0.1
کثیر فریقی	28.1	27.4	0.8	-0.7	-0.5	0.1	-0.3
دیگر دوطرفہ	8.7	12.5	1.4	3.8	2.2	0.5	1.1
یورو/صکوک بانڈز	7.3	7.3	2.5	0.0	0.0	0.0	0.0
کمرشل قرضے (ایل ٹی)	6.8	8.9	0.7	2.1	0.0	0.0	2.1
قلیل مدتی	1.6	1.1	0.8	-0.5	-0.3	-0.3	0.1
ii) آئی ایم ایف سے قرضہ	6.1	5.8	0.2	-0.3	-0.1	-0.1	-0.1
iii) زرِ مبادلہ واجبات	5.1	10.1	0.2	4.9	-0.1	2.0	3.1

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک اور اقتصادی امور ڈویژن

گو کہ قرضے کی بلند قسطوں اور باز قدر پیمائی فائدے سے سرکاری قرضے میں کمی (ڈالر کے لحاظ سے) میں مثبت طور پر مدد ملی، تاہم قرضوں کی خاصی مقدار میں ادائیگی کے نتیجے میں بیرونی قرضے میں تقریباً 12 فیصد نمو ہوئی۔ مطلق لحاظ سے، زیرِ جائزہ عرصے میں باز قدر پیمائی تبدیلیوں اور قرضے کی بلند اقساط دونوں ہی کا مشترکہ اثر تقریباً 800 ملین ڈالر تھا۔ خاص طور پر، امریکی ڈالر کے مقابلے میں اہم قرض

گیری کرنسیوں کی قدر میں کمی باز قدر پیمائی فوائد کی وجہ تھی۔ سرکاری اور سرکاری طور پر ضمانت یافتہ قرضے میں 34.3 فیصد حصے کے ساتھ قرضے میں تین کرنسیوں (ایس ڈی آر، یورو اور چینی یو آن) کا غالب حصہ ہے، جو جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران دیکھی گئی 92 فیصد باز قدر پیمائی تبدیلیوں کی وجہ بنیں۔[17]

قرض گیری کا انداز کمرشل قرضوں کی جانب مائل رہا

شکل 4.7: تیسری سہ ماہی کے دوران بیرونی قرضے کی مجموعی ادائیگی

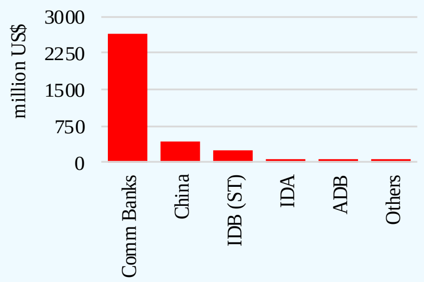

Data source: Economic Affairs Division

غیر ملکی کمرشل بینکوں کے 2.6 ارب ڈالر کی وجہ سے بیرونی قرضے کی فراہمی میں اضافہ ہوا (**شکل 4.7**)۔ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے مرکزی بینکوں کی جانب سے 3 ارب ڈالرز کے ڈپازٹس کی وجہ سے بیرونی قرضوں میں اضافہ ہو گیا۔ کمرشل بینکوں سے ملنے والی رقوم میزانیہ اعانت کے لیے تھیں، جبکہ متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب نے توازنِ ادائیگی میں مدد کے لیے قرضے دیے۔ سرکاری قرضے کے لحاظ سے مجموعی قرضوں میں منصوبہ جاتی امداد صرف ایک تہائی تھی جو ملک میں انفراسٹرکچر کی تیاری کے لیے چین کی جانب سے دی گئی۔ اس کے برعکس، زیر جائزہ مدت میں کثیر فریقی ڈونرز کو خالص قرضے واپس کیے گئے۔ تاہم، آئی ایم ایف کے پروگرام کے آغاز سے امکان ہے کہ یہ قرضے بحال ہو جائیں گے جو قرض واپسی کی لاگت کے لحاظ سے خوش آئند ہے، کیونکہ یہ قرضے اپنی نوعیت میں طویل مدتی اور رعایتی ہیں۔

شکل 4.8: سودی ادائیگی بمقابلہ سہ ماہی لائبور

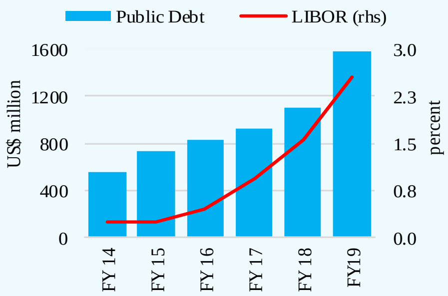

Data source: State Bank of Pakistan and www.macrotrends.net

بیرونی قرضوں کی واپسی میں اضافہ

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں بیرونی قرضوں کی واپسی 1.1 ارب ڈالر کی واپسی کے ساتھ 4.3 ارب ڈالر ہو گئی (**جدول 4.12**)۔ اس دوران قرضے کی بلند اقساط اور سودی ادائیگیوں دونوں کی وجہ سے یہ اضافہ ہوا۔ سرکاری قرضے میں تقریباً نصف واپسی کثیر فریقی ڈونرز کو کی گئی۔ مزید برآں، کمرشل قرض گاروں اور آئی ایم ایف کے ای ایف ایف قرضوں کی واپسی میں اس عرصے میں نمایاں اضافہ ہوا۔

[17] جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں ڈالر کے مقابلے میں یورو کی قدر میں 3.6 فیصد کمی آئی، جبکہ ایس ڈی آر اور چینی یو آن دونوں کی قدر ڈالر کے مقابلے میں 1.3 فیصد گھٹ گئی۔

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران 473.4 ملین ڈالر اضافے سے سودی ادائیگیاں بڑھ کر 1.6 ارب ڈالر ہو گئیں۔ حالیہ بیرونی قرض گیری رجحانات کے مطابق گذشتہ چند برسوں کے دوران سودی ادائیگیوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔ بالخصوص، اس مدت میں کمرشل قرض گاروں اور دوطرفہ ڈونرز کو کی گئیں سودی ادائیگیوں میں اضافہ ہو گیا۔ حالیہ برسوں میں بلند سودی ادائیگیوں کا سبب بیرونی قرضے کے بلند ذخائر کے ساتھ نشانیہ شرح (یعنی لائبور) میں اضافہ تھا (**شکل 4.8**)۔

قرضے کی پائیداری کے لحاظ سے، ملک کی قرض واپس کرنے کی استعداد کمزور پڑی، کیونکہ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران واپسیِ قرض اور مبادلہ آمدنی کی شرح بڑھ کر 14.0 فیصد ہو گئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 9.7 فیصد تھی۔ اسی طرح، سرکاری بیرونی قرضے اور زرِ مبادلہ کے ذخائر کی شرح کے لحاظ سے پیمائش کردہ قرضے کی برداشت کی استعداد بگڑ کر 4.8 فیصد ہو گئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 4.1 فیصد تھی۔

جدول 4.12: سرکاری بیرونی قرضے کی واپسی (جولائی تا مارچ)

ملین امریکی ڈالر

	م س18ء	م س19ء	تبدیلی
اصل رقم (طویل مدتی)			
I۔ حکومتی قرضہ	2,045.0	2,511.9	466.9
جس میں			
پیرس کلب	321.4	338.9	17.5
کثیر الفریقی	1,069.6	1,123.3	53.7
دیگر دوطرفہ	170.1	304.7	134.6
کمرشل قرضے	463.9	745.0	281.1
ii۔ آئی ایم ایف	43.6	250.5	206.9
iii۔ بیرونی واجبات	0	0.0	0.0
I۔ کُل (i+ii+iii)	2,088.5	2,762.4	673.9
سود			
I۔ حکومتی قرضہ	997.6	1,361.3	363.7
جس میں			
پیرس کلب	128.2	121.7	-6.5
کثیر الفریقی	273	333.0	60.0
دیگر دوطرفہ	190.6	297.0	106.4
یورو/صکوک بانڈز	171.9	284.2	112.3
کمرشل قرضے	155.2	275.5	120.3
ii۔ آئی ایم ایف	94.6	108.2	13.6
iii۔ بیرونی واجبات	16.3	112.4	96.1
II۔ کُل (i+ii+iii)	1,108.50	1,581.9	473.4
کُل مجموعہ (I+II)	**3,197.0**	**4,344.3**	**1,147.3**

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

5 بیرونی شعبہ

5.1 عمومی جائزہ

مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں پاکستان کے جاری کھاتے کے توازن میں مزید بہتری آئی کیونکہ درآمدات میں خاصی کمی نے برآمدات میں جمود کے اثرات کو کافی حد تک زائل کر دیا اور اس کے نتیجے میں تجارت کا خسارہ سکڑ گیا۔ مزید اعانت خدمات کے توازن میں خاصی بحالی اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں صحت مند نمو سے ممکن ہوئی۔ تاہم، اس کمی کے باوجود جاری کھاتے کا خسارہ بیرونی کھاتے کے استحکام کے تناظر میں ابھی تک بلند سطح پر ہے۔ مالی سال 11ء تا مالی سال 15ء کے دوران جاری کھاتے کا اوسط خسارہ صرف 2.6 ارب ڈالر تھا جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں یہ 10.3 ارب ڈالر کی سطح پر ہے (**شکل 5.1**)۔[1]

شکل 5.1 : جاری کھاتے کے خسارے کا سالانہ رجحان

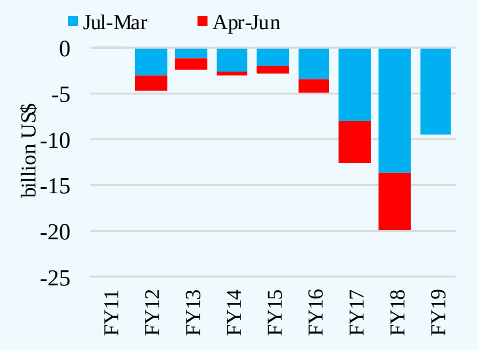

Data source: State Bank of Pakistan

پہلے کیے گئے معاشی استحکام کے اقدامات کا نتیجہ ملک کی معاشی سرگرمیوں میں سست رفتاری کی صورت میں برآمد ہوا۔ سی پیک کا ابتدائی مرحلہ مکمل ہونے کے بعد مشینری کی درآمدات میں بھاری کمی، توانائی کی کم درآمدی مقدار (علاوہ ایل این جی) کے ساتھ ساتھ دوسری اور تیسری سہ ماہی میں بجلی کی کم پیداوار اور تیل کی عالمی قیمتوں میں عارضی کمی نے درآمدی ادائیگیوں میں کمی کے ذریعے جاری کھاتے کے خسارے کو بہتر بنانے میں خاصا اہم کردار ادا کیا۔

خاص طور پر مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں درآمدی ادائیگیوں میں تیزی سے کمی ہوئی (**جدول 5.1**)۔ فیصدی تناسب کے لحاظ سے یہ گذشتہ 10 برسوں میں ہونے والی سب سے بڑی کمی تھی اور سہ ماہی کے دوران برآمدات میں معمولی کمی کی تلافی کے لیے کافی تھی۔

---

[1] عالمی مالی بحران کے بعد مالی سال 11ء تا 15ء کی مدت میں پاکستان کا بیرونی شعبہ قدرے زیادہ مستحکم تھا۔ مالی سال 11ء تا 15ء کے درمیان جی ڈی پی کے لحاظ سے جاری کھاتہ 1.1 فیصد جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں 4.7 فیصد تھا۔

تیسری سہ ماہی کے دوران توانائی اور غیر توانائی کی درآمدی ادائیگیوں دونوں میں کمی مجموعی درآمدات میں تیزی سے کمی کا باعث بنی۔ پہلی سہ ماہی میں توانائی کی درآمدات بلند ترین سطح پر پہنچ گئی تھیں اور پھر گذشتہ دو برسوں میں پہلی مرتبہ تیسری سہ ماہی کے دوران ان میں کمی واقع ہوئی۔ خام تیل کی درآمدی ادائیگیوں میں بھاری کمی، بجلی کی کم پیداوار کے باعث ایل این جی کی درآمدات میں اعتدال اور تیل کی عالمی قیمتوں میں عارضی کمی نے توانائی کی درآمدات کو کم کرنے میں کردار ادا کیا(**سیکشن 5.5**)۔ سال گزرنے کے ساتھ غیر توانائی، خاص طور پر مشینری اور ٹرانسپورٹ کی درآمدی ادائیگیوں میں کمی زیادہ نمایاں ہوتی گئی۔

جدول 5.1: پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن
ملین امریکی ڈالر

	تیسری سہ ماہی			جولائی تا مارچ		
	م س18ء	م س19ء	تبدیلی	م س18ء	م س19ء	تبدیلی
جاری کھاتے کا توازن	-4,560.0	-2,022.0	2,538.0	-13,589.0	-10,345.0	3,244.0
تجارتی توازن	-7,886.0	-5,820.0	2,066.0	-23,095.0	-21,813.0	1,282.0
برآمدات	6,463.0	6,170.0	-293.0	18,254.0	18,020.0	-234.0
درآمدات	14,349.0	11,990.0	-2,359.0	41,349.0	39,833.0	-1,516.0
خدمات	-1,299.0	-693.0	606.0	-4,320.0	-2,776.0	1,544.0
بنیادی آمدنی توازن	-1,103.0	-1,237.0	-134.0	-3,683.0	-3,872.0	-189.0
ثانوی آمدنی توازن	5,728.0	5,728.0	0.0	17,509.0	18,116.0	607.0
کارکنوں کی ترسیلات زر	4,939.0	5,065.0	126.0	14,803.0	16,095.0	1,292.0
مالی کھاتے کا توازن	-2,060.0	-5,486.0	-3,426.0	-9,395.0	-11,720.0	-2,325.0
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم کی آمد (خالص)	709.0	478.0	-231.0	2,622.0	1,274.0	-1,348.0
جزدانی سرمایہ کاری (خالص)	14.0	21.0	7.0	2,332.0	-398.0	-2,730.0
یوروبانڈ / صکوک	0.0	0.0	-	2,500.0	0.0	-
زرمبادلہ واجبات (خالص)	1,456.0	5,539.0	4,083.0	4,673.0	11,234.0	6,561.0
بینک دولت پاکستان کے ذخائر (آخر مدت)	11,602.0	10,492.0	-1,110.0	11,602.0	10,492.0	-1,110.0

اعداد و شمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

اس کے ساتھ ساتھ کارکنوں کی ترسیلات زر میں کافی اضافہ ہوا، خاص طور پر امریکہ اور برطانیہ سے، جس کا سبب ان ملکوں کے معاشی حالات میں بہتری اور اجرتوں کا بڑھنا ہے۔ مزید برآں، پاکستان ریمی ٹینس انی شیٹو (پی آر آئی) کی اضافی کوششوں سے بھی پاکستانی تارکین وطن سے بلند ترسیلات کے حصول میں مدد ملی۔

جاری کھاتے کے خسارے میں بہتری کے باوجود اس کے انتظام میں دشواریوں کا سامنا ہے کیونکہ برآمدات اور بیرونی سرمایہ کاریوں میں مطلوبہ اضافہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران بیرونی سرمایہ کاریوں میں اضافہ نہیں ہو سکا، جس کا جزوی سبب شرح مبادلہ میں ردوبدل اور آئی ایم ایف پروگرام کی حتمی شکل کے متعلق غیر یقینی صورت حال تھی، جس سے سرمایہ کاروں کے اعتماد کو

ٹھیس پہنچی ہو گی۔ علاوہ ازیں، دسمبر 2018ء میں کریڈٹ ریٹنگ ایجنسی فچ کی جانب سے ملک کو درپیش بیرونی فنانسنگ کے خطرے اور بگڑتی ہوئی مالیاتی پوزیشن کے باعث پاکستان کی قرضہ جاتی درجہ بندی میں کمی صورت حال کو مزید بگاڑنے کا باعث بنی۔

خاص طور پر تیسری سہ ماہی اور جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں کمی آ گئی۔ یہ کمی بجلی اور ٹیلی مواصلات کے شعبوں میں زیادہ نمایاں تھی۔ بجلی کا شعبہ سی پیک کا اہم حصہ ہے اور حالیہ برسوں کے دوران بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا اہم وصول کنندہ رہا ہے۔ اسی طرح، جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران نجی جزدانی سرمایہ کاری میں خالص بیرونی اخراج کی سطح بھی بلند رہی۔

جاری کھاتے کا فرق پورا کرنے کے لیے بیرونی سرمایہ کاری ناکافی تھی تاہم دو طرفہ (چین، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات) اور کمرشل ذرائع کی بیرونی مالکاری سے نہ صرف جاری کھاتے کا فرق پورا کرنے میں مدد ملی بلکہ اس سے تیسری سہ ماہی میں پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر کو بھی تقویت حاصل ہوئی۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں 3.3 ارب ڈالر کا اضافہ ہو گیا۔ اس کی وجہ سے تیسری سہ ماہی کے دوران نہ صرف بین البینک منڈی بلکہ اوپن مارکیٹ میں بھی پاکستانی روپے کی قدر میں نسبتاً استحکام دیکھا گیا۔

5.2 جاری کھاتہ

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران جاری کھاتے کا خسارہ نمایاں کمی کے ساتھ 10.3 ارب ڈالر پر آ گیا اور گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں اس میں 3.2 ارب ڈالر کمی دیکھی گئی۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ تیسری سہ ماہی میں نمایاں بہتری ہوئی اور خسارہ 4.6 ارب ڈالر سے گھٹ کر 2.0 ارب ڈالر رہ گیا جو مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں 2.6 ارب ڈالر کی بہتری کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کا سبب اشیائے تجارت اور خدمات کی درآمدی ادائیگیوں دونوں میں کمی تھی (**شکل 5.2**)۔

شکل 5.2 : جاری کھاتے کے سہ ماہی توازن میں سال بسال تبدیلی

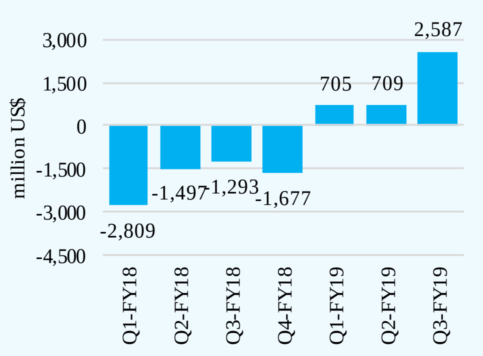

Data source: State Bank of Pakistan

سودی ادائیگیوں کی وجہ سے بنیادی آمدنی کھاتے پر دباؤ برقرار رہا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران بنیادی آمدنی خسارہ بڑھ کر 3.9 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 3.7 ارب ڈالر تھا(**شکل 5.3**)۔ منافع کی بیرون ملک منتقلی گذشتہ برس کے 1.4 ارب ڈالر سے کم ہو کر 0.9 ارب ڈالر رہ گئی، جس کی تلافی سودی ادائیگیوں میں اضافے سے ہو گئی جو کہ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران بڑھ کر 2.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جبکہ مالی سال 18ء کی اسی مدت میں 1.8 ارب ڈالر رہی تھیں۔ اس اضافے کا سبب قلیل مدتی کمرشل قرضوں پر ادائیگیاں ہیں۔ کمرشل قرضوں کو زیادہ تر نشانیہ لائبور کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے اور عالمی شرح ہائے سود میں اضافہ پاکستان کی بلند سودی ادائیگیوں کا سبب بنا۔

شکل 5.3 : منافع کی منتقلی اور سودی ادائیگیاں

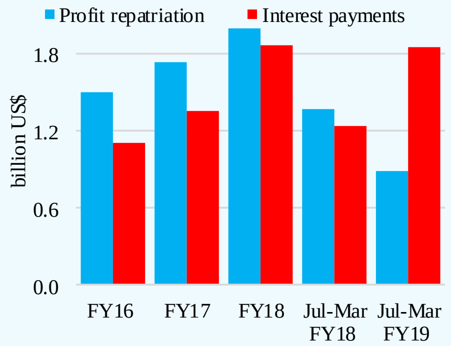

Data source: State Bank of Pakistan

کارکنوں کی ترسیلات زر

جاری کھاتے کے توازن کو مزید اعانت کارکنوں کی ترسیلات زر میں اضافے سے ملی جن میں بڑھنے کا رجحان جاری رہا۔ تیسری سہ ماہی میں اہم راہداریوں سے ترسیلات زر میں سست رفتاری کے باوجود پچھلی دو سہ ماہیوں کے دوران رفتار میں اضافے کے نتیجے میں مجموعی ترسیلات جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران بڑھ کر 16.1 ارب ڈالر کی ریکارڈ سطح پر پہنچ گئیں (**شکل 5.4**)۔ اس مدت میں رقوم کی آمد میں سال بسال 8.7 فیصد اضافہ ہوا جو گذشتہ برس کی شرح نمو کے مقابلے میں تقریباً دگنا ہے۔ اسی طرح، مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران سال بسال بنیادوں پر 2.6 فیصد کی کمزور نمو ہوئی۔

شکل 5.4 : اہم راہداریوں سے ترسیلات زر میں نمو

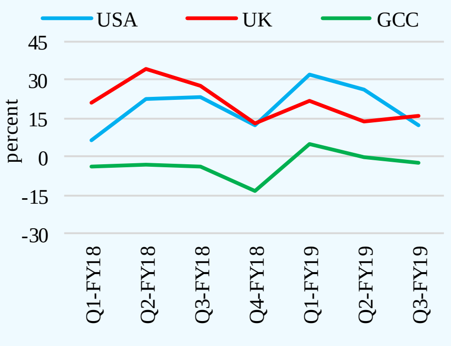

Data source: State Bank of Pakistan

پاکستان ریمی ٹینس انی شیٹو نے ترسیلات کے لیے مقامی اور ماخذ سے مخصوص بیرونی میڈیا میں مہموں کے ذریعے اپنی کوششوں کو تیز کیا ہے تاکہ بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو قانونی ذرائع سے ترسیلات بھیجنے کی حوصلہ افزائی کی جاسکے۔ مزید برآں، پی آر آئی نے رقوم کی منتقلی کے بین الاقوامی آپریٹرز کے ساتھ روابط بڑھانے کے لیے مقامی مبادلہ کمپنیوں کو سہولت فراہم کی۔ اس سے رواں مالی سال میں ترسیلات زر کی آمد کو بڑھانے میں مدد مل سکتی ہے۔

ملک سے مخصوص اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ اہم تحریک غیر جی سی سی راہداری خاص طور پر امریکہ، برطانیہ اور ملائشیا سے حاصل ہوئی (**جدول 5.2**) کیونکہ ان ممالک سے ترسیلات زر کی آمد میں بالترتیب 23.5 فیصد، 17.0 فیصد اور 39.0 فیصد اضافہ دیکھا گیا۔

امریکہ سے ترسیلات زر پہلی مرتبہ 2.5 ارب ڈالر کی حد عبور کر گئیں۔ اس نمایاں اضافے کا اہم سبب ملک میں معاشی سرگرمیوں کی بلند سطح تھی۔ امریکی حکام کی جانب سے نافذ العمل ٹیکس اصلاحات سے معیشت میں سرمایہ کاری کی سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہوا، جس سے بیروزگاری میں کمی آئی اور اجرتیں بڑھ گئیں۔[2] امریکہ میں بیروزگاری کی شرح مارچ 2019ء میں کم ہو کر 3.8 فیصد رہ گئی، جو گزشتہ 49 برسوں میں اس کی کم ترین سطح ہے۔

جدول 5.2: پاکستان کو بھیجی گئی کارکنوں کی ترسیلات زر

ملین امریکی ڈالر

	تیسری سہ ماہی			جولائی تا مارچ		
	م س18ء	م س19ء	مطلق تبدیلی	م س18ء	م س19ء	مطلق تبدیلی
کل	**4,939**	**5,066**	**127**	**14,803**	**16,096**	**1,293**
خلیج تعاون کونسل	2,825	2,732	-92	8,616	8,704	88
سعودی عرب	1,160	1,180	20	3,691	3,748	57
متحدہ عرب امارات	1,113	1,066	-47	3,277	3,415	137
دیگر	552	487	-65	1,648	1,542	-106
غیر جی سی سی	2147	2333	187	6,187	7,392	1,205
امریکہ	697	784	87	2,037	2,517	480
برطانیہ	714	828	114	2,117	2,476	358
ملائشیا	319	351	32	820	1,139	318
یورپی یونین	164	125	-39	481	438	-43
دیگر	252	245	-7	732	823	91

اعداد و شمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

[2] ماخذ: بلومبرگ، اس لنک پر دستیاب: https://www.bloomberg.com/news/articles/2019-02-28/u-s-gdp-grows-above-forecast-2-6-as-business-spending-picks-up

بریگزٹ کے معاملے پر برطانیہ میں غیر یقینی صورت حال کے باعث افرادی قوت کی طلب بڑھ رہی ہے۔ فرمیں برطانیہ میں طویل مدتی سرمایہ کاری کے معاملے پر محتاط ہیں کیونکہ برطانیہ کی کسی سمجھوتے کے بغیر یورپی یونین سے علیحدگی کے خطرات برقرار ہیں۔[3] موجودہ حالات میں برطانیہ میں افرادی قوت کی اجرتیں بڑھ رہی ہیں اور ملک سے ترسیلات کے بلند اخراج پر منتج ہو رہی ہیں۔[4]

دوسری جانب، جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں خلیج تعاون کونسل کے ممالک سے ترسیلات میں 1.0 فیصد کی معمولی بحالی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران ان میں 3.2 فیصد تک کمی ہوئی تھی۔ اس سے قطع نظر، پاکستان کے لیے ترسیلات کا سب سے بڑا ذریعہ خلیج تعاون کونسل سے بھیجی گئی ترسیلات ہیں۔ خلیج تعاون کونسل کے ممالک سے رقوم کی آمد میں معتدل بحالی کو سعودی عرب میں حکومتی اخراجات میں اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ سعودی حکومت نے 2019ء کے دوران حکومتی اخراجات کو 7.0 فیصد تک بڑھانے کا اعلان کیا تھا۔[5]

5.3 مالی کھاتہ

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں پاکستان میں بیرونی سرمایہ کاری کی صورت حال میں بہتری نہیں آسکی۔ اگرچہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سے رقوم کی آمد گذشتہ برس کے مقابلے میں خاصی کم رہی تاہم اصل میں جزدانی سرمایہ کاری کے اخراج میں اضافہ دیکھا گیا۔ اس کی وجوہات میں شرح مبادلہ میں ردوبدل اور آئی ایم ایف کے پروگرام کو حتمی شکل دینے کے بارے میں پائی جانے والی غیر یقینی صورت حال، ملک کی کمزور ہوتی بیرونی اور مالیاتی پوزیشن اور دسمبر 2018ء میں فچ کی جانب سے پاکستان کی قرضہ جاتی درجہ بندی میں کمی سے سرمایہ کاروں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچنا شامل ہے۔

ناسازگار حالات کے باوجود پاکستان نے اپنے دوست ممالک اور کمرشل بینکوں سے خاصی بیرونی فنانسنگ کے ذریعے اپنے جاری کھاتے کے فرق کی مالکاری کی۔ اس مالکاری میں سے بیشتر تیسری سہ ماہی میں حاصل ہوئی، جس سے ملک کے کم ہوتے ہوئے زرمبادلہ کے ذخائر کو تقویت حاصل ہوئی۔

[3] ماخذ: بلومبرگ، اس لنک پر دستیاب: https://www.bloomberg.com/news/articles/2019-04-16/u-k-labor-market-remains-robust-as-employment-surges

[4] مارچ 2019ء میں برطانیہ میں اجرتوں کی شرح نمو 3.3 فیصد تھی (ماخذ: قومی دفتر شماریات، برطانیہ)۔

[5] ماخذ: رائٹرز، اس لنک پر دستیاب: https://www.reuters.com/article/us-saudi-arabia-budget-instant-view/saudi-2019-state-budget-boosts-spending-idUSKBN1OH1SG

بیرونی براہ راست سرمایہ کاری

مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں ملک کی خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 32.6 فیصد کمی ہوئی۔ رواں مالی سال کے ابتدائی نو مہینوں میں خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری 51.4 فیصد کمی کے ساتھ 1.3 ارب ڈالر پر آگئی جو کہ مالی سال 18ء کی اسی مدت میں 2.6 ارب ڈالر تھی (**جدول 5.3**)۔

سی پیک سے متعلق بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا سب سے بڑا وصول کنندہ بجلی کا شعبہ رہا، جس میں سے 293.7 ملین ڈالر کا اخراج دیکھا گیا۔اس کا سبب اکتوبر 2018ء میں بجلی کے ایک ادارے کی جانب سے اپنی پیرنٹ کمپنی کو تقریباً 530.0 ملین ڈالر کے اندرونی قرضوں کی واپسی تھی۔

جدول 5.3: پاکستان میں شعبہ وار خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری

ملین امریکی ڈالر

	تیسری سہ ماہی		جولائی تامارچ	
	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
تعمیرات	176	97.6	527.3	385.4
تیل و گیس کی دریافت	122.2	95.9	295.4	253.2
مالی کاروبار	85	45.4	361.2	247.6
برقی مشینری	2.9	1.9	13.8	126.6
کیمیکلز	-3.4	33.1	27.6	113.9
مشروبات	-2.4	23.1	-7.2	86.3
ٹرانسپورٹ (گاڑیاں)	10.1	29.9	11.6	84.3
غذا	69	-20	82.9	-16.2
ٹیلی مواصلات	3.2	-20.1	-12.1	-157.4
بجلی	108.1	35.7	929.1	-293.7
دیگر	138.9	155.5	392.1	443.8
کل	**709.6**	**478**	**2,621.7**	**1,273.8**
جس میں سے سی پیک	69.7	27.5	829.1	-307.1
غیر سی پیک	639.9	450.5	1,792.6	1,580.8

اعدادو شمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

جہاں تک غیر سی پیک بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا تعلق ہے تو اس میں جولائی تامارچ مالی سال 19ء کے دوران ٹیلی مواصلات کے شعبے سے رقم کا اخراج مجموعی سرمایہ کاری میں کمی کا باعث بنا کیونکہ پاکستان میں آپریٹ کرنے والی ٹیلی کام فرموں نے بیرون ملک اپنی پیرنٹ کمپنیوں کو قرضوں کے اصل زر کی واپسی کی تھی۔

زیر جائزہ مدت کے دوران کیمیکلز، مشروبات اور گاڑیوں سمیت کچھ دیگر شعبوں پر سرمایہ کاروں کی جانب سے توجہ مرکوز کرنا ایک مثبت پیش رفت ہے۔ آٹو موٹیو ڈویلپمنٹ پالیسی برائے 2016ء تا 2021ء کے تحت اعلان کردہ ترغیبات کے بعد کچھ کار ساز اداروں نے اب پاکستان میں سرمایہ کاری شروع کردی ہے۔

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

جولائی تامارچ مالی سال 19ء میں مجموعی جزدانی سرمایہ کاری میں سے 398.0 ملین ڈالر کا اخراج دیکھنے میں آیا جبکہ گذشتہ برس حکومت کی جانب سے یوروبانڈ اور صکوک کی مد میں 2.5 ارب ڈالرز کے فنڈز جمع کرنے کے باعث اس مد میں 2.3 ارب ڈالر کی آمد ہوئی تھی۔

مالی سال 19ء میں پاکستان کی معاشی اور خاص طور پر بیرونی شعبے کی صورت حال نے حکومت کے لیے عالمی مالی منڈی سے سرمایہ جمع کرنے کو دشوار بنا دیا تھا۔ اس کے بجائے حکومت نے بیرون ملک مقیم پاکستانی سرمایہ کاروں کو متوجہ کرنے کے لیے 31 جنوری 2019ء کو امریکی ڈالر مالیت کے "پاکستان بناؤ سرٹیفکیٹس" متعارف کرائے تھے۔[6] تاہم سرمایہ کاروں کی جانب سے ابتدائی ردعمل اتنا حوصلہ افزا نہیں۔ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں پی بی سیز کی مد میں صرف 9.3 ملین ڈالر حاصل ہوئے۔ ملک کے بیرونی کھاتے کے بارے میں غیر یقینی صورت حال اور ممکنہ طور پر مارکیٹنگ کی کمزور حکمت عملی اس کمزور ردعمل کے پس پردہ کارفرما اہم عوامل ہو سکتے ہیں۔

ان سرکاری رقوم کی آمد کی عدم موجودگی میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران نجی ایکویٹی سرمایہ کاری کی مد میں 408.0 ملین ڈالر کا اخراج ہوا، جس سے مجموعی جزدانی سرمایہ کاری کا انداز متعین ہوا۔ جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران نجی ایکویٹی سے رقوم کا اخراج 118.6 ملین ڈالر کی قدرے پست سطح پر رہا تھا۔

شکل 5.5 : پاکستانی ایکویٹیز اور پی/ای تناسب کو بیرونی جزدانی رقوم کا بہاؤ

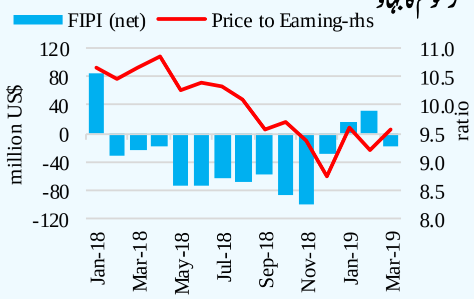

Data source: National Clearing Company of Pakistan Limited and Bloomberg

اس کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بیرونی خریداری کے دباؤ میں کمی آگئی کیونکہ نجی جزدانی سرمایہ کاری میں 10.3 ملین ڈالر کی آمد ہوئی تھی۔ جولائی تا دسمبر مالی سال 19ء کے دوران تقریباً 5000 پوائنٹس کی کمی کے باعث پاکستانی ایکویٹیز سرمایہ کاروں کے لیے پرکشش ہوگئی تھیں کیونکہ آخر 2018ء تک قیمت اور آمدنی کا تناسب کم ہو رہا تھا (**شکل 5.5**)۔

دیگر سرمایہ کاری

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران زرمبادلہ واجبات کی خالص آمد دگنی سے بھی زیادہ ہو کر 11.2 ارب ڈالر تک پہنچ گئی جو گذشتہ برس 4.7 ارب ڈالر تھی (**شکل 5.6**)۔ بیشتر رقوم کی آمد کمرشل اور دوطرفہ ذرائع سے ہوئی جن میں چین (6.3 ارب ڈالر)، سعودی عرب (3 ارب ڈالر) اور متحدہ عرب امارات (2 ارب ڈالر) شامل ہیں۔ ان میں سے بیشتر رقوم مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں موصول ہوئی تھیں۔

[6] 'پاکستان بناؤ سرٹیفکیٹس' سمندر پار پاکستانیوں کو اپنی بچتوں کو محفوظ انداز میں بلند منافع پر سرمایہ کاری کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ پی بی سی 3 اور 5 برس کی عرصیت کے ہوتے ہیں۔ ان پر منافع کی شرح، سال میں دوبار قابل ادائیگی، بالترتیب 6.25 فیصد اور 6.75 فیصد ہوتی ہے۔ مزید برآں، کم از کم سرمایہ کاری کی رقم 5000 ڈالر یا اس سے زیادہ 1000 ڈالر کے صحیح اضعاف کی شکل میں جبکہ اس کی کوئی زیادہ سے زیادہ حد نہیں ہے۔

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران حکومتی قرضوں میں خالص لحاظ سے 1.4 ارب ڈالر کا خاصا اضافہ ہوا۔ بیشتر سرگرمی طویل مدتی قرضوں میں دیکھی گئی، جن میں حکومت کو 4.9 ارب ڈالر موصول ہوئے تھے جبکہ 2.5 ارب ڈالر کے قرضے واپس کیے گئے۔ قلیل مدتی قرضوں کی واپسی اس کی وصولی سے تجاوز کر گئی کیونکہ حکومت نے 1.4 ارب ڈالر واپس کیے جبکہ گذشتہ برس 819 ملین ڈالر موصول ہوئے تھے۔

شکل 5.6 : آنے والے خالص واجبات

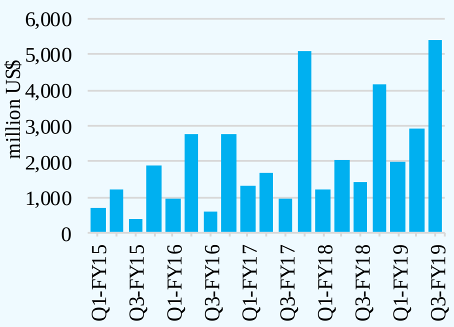

Data source: State Bank of Pakistan

5.4 شرح مبادلہ

گذشتہ چند سہ ماہیوں سے پاکستانی روپے اور امریکی ڈالر کی شرح مبادلہ پر بڑھتے ہوئے دباؤ میں بظاہر مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران کچھ کمی آئی ہے، جس کا سبب سہ ماہی کے دوران زرِ مبادلہ کی بھاری رقوم کی آمد ہے (**جدول 5.4**)۔ اسٹیٹ بینک کے زرِ مبادلہ کے ذخائر میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں 3.3 ارب ڈالر کا اضافہ ہو گیا۔

جدول 5.4: پاکستانی روپیہ بمقابلہ اہم کرنسیاں

*فیصد تبدیلی

	م س 18ء				م س 19ء		
	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی	چوتھی سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی
امریکی ڈالر	-0.5	-4.5	-4.4	-4.9	-2.2	-10.5	-1.4
یورو	-3.8	-6.0	-7.1	0.6	-1.8	-9.2	0.5
جاپانی ین	0.0	-4.5	-9.9	-0.9	0.2	-13.2	-0.8
برطانوی پونڈ	-3.4	-5.4	-8.2	1.5	-1.4	-8.3	-3.5

*مارک ٹو مارکیٹ شرح مبادلہ

اعداد و شمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

نتیجتاً، مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں مجموعی مقامی کرنسی نہ صرف بین البینک منڈی میں قدرے مستحکم رہی بلکہ اوپن مارکیٹ میں بھی استحکام دیکھا گیا (**شکل 5.7**)۔ مؤخر الذکر میں استحکام کا ایک جزوی سبب اسٹیٹ بینک کی جانب سے مبادلہ کمپنیوں کے لیے انسداد

منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی فنانسنگ سے نمٹنے کے نظام کو مضبوط بنانے کی کوششیں ہیں تاکہ مارکیٹ میں سٹے بازی پر قابو پاکر امریکی ڈالر کی ذخیرہ اندوزی کی حوصلہ شکنی کی جاسکے۔[7]

شکل 5.7 : پاکستانی روپے اور امریکی ڈالر کی مساوات

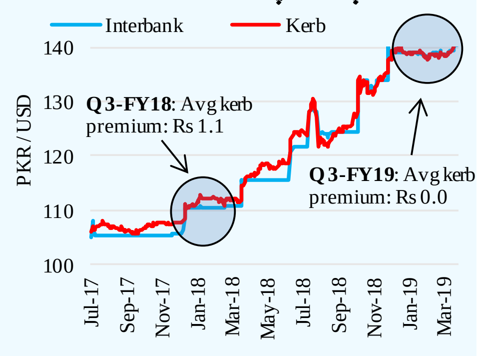

Data source: State Bank of Pakistan

حقیقی لحاظ سے مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں 2.1 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 6.3 فیصد کی بھاری کمی دیکھی گئی تھی۔ قدر میں اس اضافے کا سبب نسبتی قیمت اشاریے کی بلند سطح تھی کیونکہ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں مقامی کرنسی کی نامیہ مؤثر شرح مبادلہ میں معمولی کمی آئی۔ دیگر ابھرتی منڈیوں کی بیشتر کرنسیوں بشمول چینی یوآن، تھائی بھات، انڈونیشی روپیہ، ملائشیا کا رنگٹ اور بھارتی روپے کی قدر میں تیسری سہ ماہی میں اضافہ ہوا، جسے امریکہ چین تجارتی تنازع کی شدت میں عارضی کمی اور امریکی مرکزی بینک کی جانب سے شرح سود کو بڑھانے میں وقفے سے مزید تقویت ملی۔

5.5 تجارتی کھاتہ[8]

جولائی تامارچ مالی سال 19ء کے دوران تجارتی خسارہ 13.1 فیصد کمی کے ساتھ 23.6 ارب ڈالر پر آ گیا۔ اس کے مقابلے میں گذشتہ برس کی اسی مدت میں خسارہ 16.9 فیصد تک بڑھا تھا۔ خسارے میں یہ ساری بہتری درآمدات میں دیکھی گئی کیونکہ برآمدات گذشتہ برس کی سطح پر منجمد ہوگئی تھیں۔

[7] اسٹیٹ بینک نے ایف ای سرکلر نمبر 15 بتاریخ 12 دسمبر 2018ء میں کمپنی کے دفاتر میں سی سی ٹی وی کیمروں کی تنصیب کی اجازت دے کر مبادلہ کمپنیوں کی نگرانی کے طریقہ کار کو معیاری بنایا۔

[8] یہ سیکشن پاکستان دفترِ شماریات کے درج کردہ کسٹم اعدادوشمار پر مبنی ہے۔ اس سیکشن میں دی گئی معلومات کی **سیکشن 5.1** میں درج شدہ اسٹیٹ بینک کے اعدادوشمار سے مماثلت ضروری نہیں۔ ڈیٹا کی ان دونوں سیریز کے درمیان فرق کو سمجھنے کے لیے براہِ مہربانی دیکھیے ضمیمہ: اعدادوشمار کی توضیح۔

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران خسارے میں بیشتر کمی تیسری سہ ماہی میں ریکارڈ کی گئی، جب بیرون ملک سے بجلی پیدا کرنے والی مشینری، طیاروں اور ریلوے انجنوں کی خریداریوں میں نمایاں کمی، ایل این جی کی درآمدات (اور بجلی کی پیداوار) میں تکنیکی اور انتظامی دشواریوں اور تیل کی قیمتوں میں عارضی کمی کے باعث درآمدات تیزی سے گھٹ گئی تھیں۔[9]

شکل 5.8 : برآمدات، درآمدات اور تجارتی خسارے کی نمو (سال بسال)

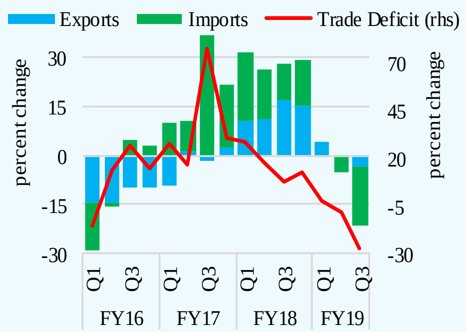

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مزید اعانت قبل ازیں کیے گئے ضوابطی اور معاشی اقدامات سے حاصل ہوئی، جس نے صنعتی کارکردگی کو متاثر کرکے درآمدی خام مال (جیسے لوہا اور فولاد) کی طلب کم کردی اور کاروں کے لیے بھی صارفین کی ضروریات کو کم (جس سے مکمل ساختہ یونٹوں کی درآمدات کم ہوگئیں) کردیا۔ تناسب کے لحاظ سے مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران درآمدات میں 18.1 فیصد کمی ہوئی جو گذشتہ 10 برسوں میں کسی سہ ماہی میں ہونے والی سب سے بڑی کمی تھی۔ یہ سہ ماہی کے دوران برآمدات میں ہونے والی 3.3 فیصد تخفیف کا اثر زائل کرنے کے لیے کافی تھا اور اس کے نتیجے میں تجارتی خسارے میں 27.6 فیصد کی بھاری کمی ہوئی (**شکل 5.8**)۔

دوسری جانب، جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران مجموعی برآمدی قدریں منجمد رہیں اور تیسری سہ ماہی میں ان میں سال بسال کمی آ گئی۔ اس کمزور کارکردگی کی وجوہات یہ ہیں: (i) تیار ملبوسات اور نٹ ویئر کی ڈالر پر مبنی اکائی قیمتوں میں کمی، جس نے ان برآمدات کی مقدار میں خاصے اضافے کا اثر زائل کردیا (ii) دھاگے کی برآمدی مقدار میں کمی کے ساتھ منجمد ملکی پیداوار اور مضبوط ملکی طلب اور (iii) چینی اور گندم کے برآمدی زر اعانت کا مرحلہ وار خاتمہ، جس کے نتیجے میں دوسری سہ ماہی کے بعد سے دونوں اجناس کی برآمدی مقدار کم ہوگئی۔

برآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران پاکستان کی برآمدات 17.1 ارب ڈالر رہیں۔ یہ سطح گذشتہ برس جتنی ہے (جب ان میں 13.0 فیصد نمو ہوئی تھی)۔ برآمدات کی نمو میں وسیع البنیاد سست رفتاری چینی اور غیر باسمتی چاول کی برآمدی مقدار میں کمی، اکائی قیمتوں میں

[9] مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں عرب لائٹ خام تیل کی قیمتوں میں اوسطاً 2.1 فیصد کمی ہوئی۔ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں خام تیل کی درآمدی مقدار میں سال بسال 26.4 فیصد کی بلند کمی ہوئی جبکہ پہلی اور دوسری سہ ماہی میں بالترتیب 11.2 فیصد اور 8.2 فیصد کمی ہوئی۔

عمومی کمی کے ساتھ مجموعی طور پر کمزور ٹیکسٹائل بر آمدات اور چمڑا اور کھیلوں کے سامان جیسے دیگر اجزا کی بر آمدات میں سست رفتاری شامل ہے (**شکل 5.9**)۔

ٹیکسٹائل برآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران پاکستان کی ٹیکسٹائل بر آمدات 10.0 ارب ڈالر مالیت کی تھیں، جو کسی تبدیلی کے بغیر گذشتہ برس کی سطح پر ہے۔

مجموعی ٹیکسٹائل بر آمدات (مالیت کے لحاظ سے) میں جمود کا سبب تیار ملبوسات اور نٹ ویئر اجزا کی بر آمدی نمو میں سست رفتاری اور سوتی کپڑے اور دھاگے کی بر آمدات میں کمی تھی۔ دھاگے کے علاوہ تمام اہم مصنوعات کی بر آمدی قدروں کو اکائی قیمتوں میں کمی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ ان کی بر آمدی مقدار میں خاصا اضافہ ہوا۔ امریکی ڈالر پر مبنی اکائی قیمتوں میں کمی کا اہم سبب امریکی ڈالر کے مقابلے میں شرح مبادلہ میں ردوبدل تھا کیونکہ پاکستانی روپے کے لحاظ سے بر آمدات میں خاصا اضافہ ہوا تھا۔[10]

شکل 5.9 : بر آمدی قدروں میں سال بسال مطلق تبدیلی، (جولائی تا مارچ)

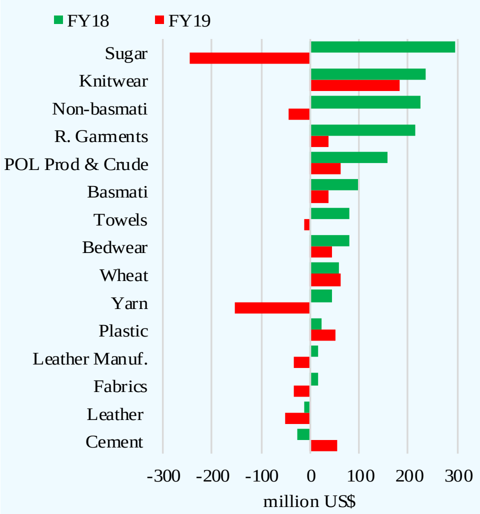

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 5.10 : پاکستان کی ملبوساتی بر آمدات کی مقدار میں نمو

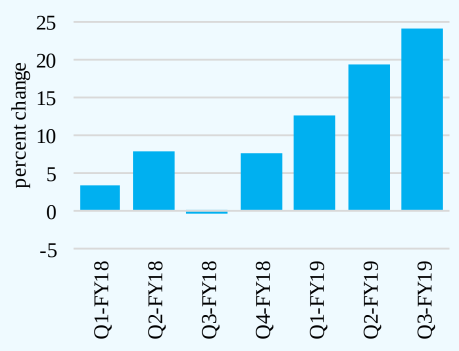

Data source: Pakistan Bureau of

(i) ملبوسات کی بر آمدات

ملبوسات کے معاملے میں بر آمدات کی مقدار میں تیز رفتاری سے مسلسل اضافہ ہو رہا ہے (**شکل 5.10**)۔ خاص طور پر مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں امریکہ اور یورپی یونین نے بر آمدی مقدار کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ یورپی بلاک میں ملبوسات کی درآمدی طلب میں سست

[10] پاکستانی روپے کے لحاظ سے جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران ٹیکسٹائل کی مجموعی بر آمدات میں 23.1 فیصد کی نمو ہوئی جبکہ امریکی ڈالر کے لحاظ سے 0.1 فیصد نمو ریکارڈ کی گئی۔ نٹ ویئر اور تیار ملبوسات کے لیے پاکستان کی بر آمدی قدروں میں اس سے بھی مضبوط بالترتیب 34.4 فیصد اور 25.7 فیصد کا مضبوط اضافہ ہوا ہے۔ پاکستانی روپے کی بر آمدی قدروں میں خاصے اضافے سے ٹیکسٹائل فرموں کو اپنے قرضوں کی بینکوں کو باسہولت واپسی کا موقع مل سکا (**باب 3**)۔

رفتاری کے باوجود پاکستانی برآمد کنندگان جولائی تا فروری مالی سال 19ء کے دوران گذشتہ برس کے مقابلے میں 4.3 فیصد زیادہ اجزا کی کھیپ بھجوانے میں کامیاب رہے۔

شکل 5.11 : پاکستان سے یورپی یونین کی ملبوساتی برآمدات میں نمو اور یورو اور ڈالر کی شرح مبادلہ

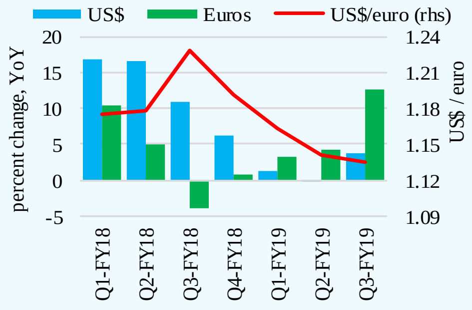

Data sources: Eurostat & Bloomberg

یورو کے لحاظ سے بھی برآمدی مالیت میں 4.7 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا۔ تاہم ڈالر کے لحاظ سے یہ اضافہ سکڑ کر صرف 0.4 فیصد رہ گیا(**شکل 5.11**) کیونکہ ڈالر کی قدر مالی سال 19ء کے بیشتر حصے میں یورو اور پاکستانی روپے دونوں کے مقابلے میں بڑھی تھی۔ یہ صورت حال گذشتہ برس سے مختلف ہے جب ڈالر یورو کے مقابلے میں کمزور ہو رہا تھا اور یورپی یونین کو پاکستانی ملبوسات کی برآمدات میں یورو(6.4 فیصد) کے مقابلے میں ڈالر کے لحاظ سے زیادہ مضبوط اضافہ (17.2 فیصد) ہوا تھا۔

یورپی یونین کو ملبوسات کی برآمدی مقدار کے لحاظ سے اس سال پاکستان، بنگلہ دیش، کمبوڈیا اور ترکی کی برآمدات میں بھی معتدل نمو دیکھی گئی۔ یورپی بلاک تک ڈیوٹی فری رسائی کے ساتھ یورو کے مقابلے میں کرنسی کی قدر میں بھاری کمی (پاکستان اور ترکی کے معاملے میں) نے ان ممالک کی ملبوساتی برآمدات کی اکائی قیمتوں (یورو میں) کو قابو میں رکھا اور یورپی بلاک کی طلب میں کمی کے باوجود زیادہ کھیپ بھجوانے میں اہم کردار ادا کیا(**شکل 5.12 الف،ب**)۔[11] اس سست رفتاری کا نقصان بھارت اور چین کو ہوا، جو اس مارکیٹ میں مؤثر انداز میں مسابقت نہیں کر سکے۔ تاہم یہ دونوں ممالک امریکی منڈی میں اپنے حصے کو بڑھانے میں کامیاب رہے۔

امریکہ کی ملبوساتی درآمدات کی مقدار میں گذشتہ برس کے مقابلے میں خاصا اضافہ ہوا ہے، جس کی وجوہات میں بلند حقیقی جی ڈی پی نمو، بیروزگاری میں کمی اور بڑھتی ہوئی خردہ فروخت شامل ہیں۔[12] امریکہ کو پاکستان سمیت ملبوسات کے تمام اہم رسد کنندگان کی برآمدات میں مقدار کے لحاظ سے اضافہ ہوا۔

[11] بنگلہ دیش کی برآمدات میں بیشتر نمو 2019ء کے اوائل میں کم از کم اجرت میں اضافے کے نفاذ سے قبل مالی سال 19ء کی پہلی (7.9 فیصد) اور دوسری سہ ماہی (11.3 فیصد) میں دیکھی گئی کیونکہ اس کے بعد پیداواری لاگت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ اس کے نتیجے میں جنوری تا فروری 2019ء کے دوران ملبوسات کی برآمدی مقدار میں نسبتاً کم 4.7 فیصد نمو ہوئی (ماخذ: یورواسٹیٹ)۔

[12] جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران امریکہ کی حقیقی جی ڈی پی میں اوسطاً 3.1 فیصد نمو ہوئی جو کہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں ہونے والی نمو سے 2.5 فیصد زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بیروزگاری کی شرح مارچ 2019ء تک گر کر 3.8 فیصد پر آ گئی جبکہ جون 2018ء میں یہ 4.0 فیصد تھی (ماخذ: ہیور اینالیٹکس)۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران امریکہ میں خردہ ملبوسات کی فروخت میں 3.0 فیصد کی بلند شرح سے اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 2.0 فیصد نمو ہوئی تھی (ماخذ: امریکی ادارہ مردم شماری)۔

شکل 5.12 الف: یورپی یونین کی ملبوساتی درآمدات کی اکائی قدر (جولائی تا مارچ)

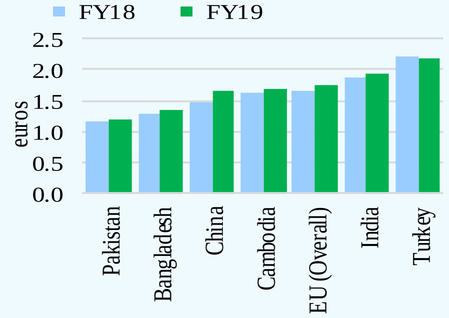

Data source: Eurostat

شکل 5.12 ب: اہم رسد کنندگان سے یورپی یونین کی ملبوساتی درآمدات کی مقدار میں نمو (جولائی تا مارچ)

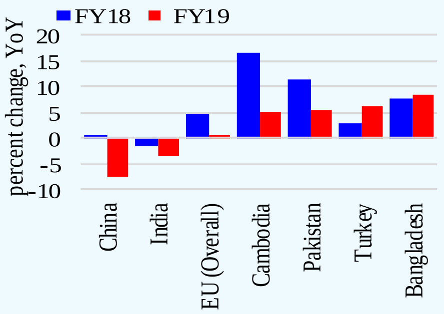

Data source: Eurostat

تاہم چین، بنگلہ دیش اور ویت نام کے مقابلے میں پاکستان زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکا۔ جہاں تک چین کا تعلق ہے تو اس کی برآمدات میں بیشتر نمو مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں ہوئی کیونکہ امریکی درآمد کنندگان نے امریکہ اور چین کے درمیان جاری تجارتی جنگ کی زد میں آنے سے قبل چینی ٹیکسٹائل اور ملبوساتی مصنوعات کی خریداریوں میں اضافہ کر دیا تھا،[13] اس کے ساتھ ساتھ امریکی درآمد کنندگان نے بھی اپنی کچھ طلب ویت نام اور بنگلہ دیش جیسے دیگر ممالک کو منتقل کر دی تھی، جن کے ملبوسات کی اس ملک کو برآمدات بڑھ گئی تھیں۔

(ii) سوتی دھاگہ

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں پاکستان کے سوتی دھاگے کی برآمدات 15.4 فیصد کمی کے ساتھ 835.7 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ اس کمی کا سبب کھیپوں میں 15.9 فیصد کمی تھی کیونکہ اکائی قیمتوں میں معمولی اضافہ ہوا تھا۔ اس مدت کے دوران ملکی اور بیرونی دونوں عوامل نے برآمدات کی کم مقدار میں کردار ادا کیا۔ ملکی محاذ پر دھاگے کی پیداوار کسی تبدیلی کے بغیر گذشتہ برس کی سطح 2.3 ملین میٹرک ٹن پر رہی۔ تاہم ملبوسات کے مقامی تیار کنندگان (بشمول برآمد کنندگان) کی بلند طلب کی وجہ سے اسپنرز کی دھاگے کی طلب بڑھ رہی ہے۔

[13] امریکہ اور چین کے تجارتی تنازع کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بے یقینی سے امریکی درآمد کنندگان کے تعینِ وقت کے فیصلے متاثر ہوئے ہیں اور اس کے نتیجے میں مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران چین سے خریداریوں کی فرنٹ لوڈنگ کی گئی۔ آخر جون 2019ء تک امریکہ اور چین دونوں نے درآمدات پر ٹیرف بڑھا دیے ہیں، جنہیں وہ 2018ء میں پہلے بھی ٹارگٹ کر چکے تھے۔

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران بلند طلب کے باوجود منجمد پیداوار کے باعث ملکی دھاگے کی قیمت میں 21.0 فیصد سال بسال کی اوسط سے اضافہ ہو گیا۔[14] اس کے نتیجے میں مقامی اسپنرز کے لیے برآمدات کے بجائے مقامی طلب کو پورا کرنا زیادہ فائدہ مند ہو گیا تھا۔[15]

عالمی سطح پر بنیادی مارکیٹ چین کی دشوار صورت حال کے باعث بھی برآمدات ناقابل عمل ہو گئی تھیں۔ چینی کسٹم اعداد و شمار کے مطابق 2018ء میں چین کی جانب سے کپاس اور دھاگے کی درآمدات میں 17.2 فیصد کی بھاری کمی ہوئی کیونکہ چین نے اپنے دھاگے کے سرفہرست رسد کنندہ امریکہ پر اضافی جوابی ٹیرف عائد (جولائی 2018ء میں) کر دیے تھے۔ اس کے نتیجے میں ہونے والی کمی کی تلافی کے لیے چین نے اپنے کپاس کے بھاری ذخیرے کو استعمال کرنا شروع کر دیا، جو اس نے اپنی جننگ کی صنعت کے لیے گذشتہ برسوں میں جمع کیا تھا۔[16] امریکہ کے محکمہ زراعت (یو ایس ڈی اے) کے مطابق اس کے ساتھ چین نے اپنی زیادہ تاروں والے دھاگے کی درآمدی طلب کا کچھ حصہ برازیل، آسٹریلیا اور بھارت کو منتقل کر دیا، جو اپنا حصہ بڑھانے میں کامیاب رہے۔ تاہم پروڈکٹ کی عدم مطابقت کی وجہ سے پاکستانی برآمد کنندگان چینی کی طلب میں اس تبدیلی کا فائدہ نہیں اٹھا سکے کیونکہ پاکستان کی جننگ صنعت کم تاروں والا دھاگہ تیار کرتی ہے جسے زیادہ تر ملبوسات کی تیاری میں استعمال نہیں کیا جاتا۔

غذائی برآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران مجموعی غذائی برآمدات 2.4 فیصد کمی کے ساتھ 3.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ گذشتہ برس ان میں 28.0 فیصد کا بھاری اضافہ ہوا تھا۔

(i) چینی اور گندم

غذائی برآمدات پر زیادہ اثر چینی نے ڈالا، جس کی برآمدات 68.2 فیصد کی بھاری کمی سے 115.1 ملین ڈالر رہ گئیں۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران چینی کی اوسط بین الاقوامی قیمتوں میں 12.4 فیصد کمی کے باعث زر اعانت کی عدم موجودگی میں پاکستانی

[14] ڈیٹا کا ماخذ: ابھرتی ہوئی ٹیکسٹائلز۔

[15] پاکستانی روپے کی قدر میں کمی بھی پاکستانی روپے کے لحاظ سے دھاگے کی برآمدی قیمتوں میں اضافے کا سبب بنی (جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران اوسطاً 28.1 فیصد)۔ اس صنعت سے وابستہ فریقوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنی پیداوار مقامی خریداروں کو اچھی قیمت پر فروخت کرنے کو ترجیح دی کیونکہ وہ اسے برآمد کرنے کے طریقہ کار کی پیچیدگیوں سے بچنا چاہتے تھے۔

[16] امریکہ کے محکمہ زراعت کے تخمینے کے مطابق اگست 2018ء اور جولائی 2019ء کے دوران چین کے پاس کپاس کے ذخیرے میں 13.0 فیصد کمی آئے گی (8.3 ملین ٹن سے 7.2 ملین ٹن پر)۔

برآمد کنندگان کے لیے چینی برآمد کرنا فائدہ مند نہیں رہا تھا۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں زر اعانت اور برآمدی کوٹے (مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں اعلان کردہ 2.0 ملین میٹرک ٹن) کے خاتمے کے ساتھ چینی کی برآمدات کم ہو گئیں (**شکل 5.13**)۔

شکل 5.13 : گندم اور چینی کی برآمدی مقدار کے رجحانات

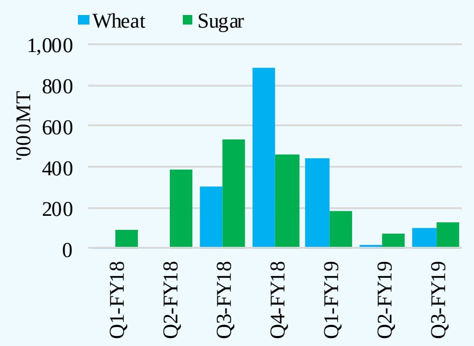

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

پھر دسمبر 2018ء میں اقتصادی رابطہ کمیٹی نے 1.1 ملین میٹرک ٹن چینی برآمد کرنے کی اجازت دی، تاہم اس نے برآمدی زر اعانت کے پیمانے اور تقسیم کے طریقہ کار کا تعین کرنے کا اختیار صوبائی حکومتوں کو دے دیا۔ جس کے بعد آخر جنوری 2019ء میں پنجاب حکومت نے صوبے میں چینی کے کارخانوں کے لیے متغیر پیمانے کی بنیاد پر 5.35 روپے فی کلوگرام زر اعانت کا اعلان کیا۔ اس کے لیے اخراجات کی حد 3 ارب روپے اور مقدار کی حد 0.572 ملین میٹرک ٹن رکھی گئی۔ اس کے نتیجے میں چینی کے کچھ برآمد کنندگان نے م س 19ء کی تیسری سہ ماہی میں چینی برآمد کی۔[17] تاہم اس کی سطح مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے مقابلے میں کافی کم رہی کیونکہ اس وقت کہیں زیادہ بلند سطح کا وفاقی زر اعانت دستیاب تھا۔[18]

اسی طرح، جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران گندم کی مجموعی برآمدات دگنے سے بھی زیادہ اضافے کے ساتھ بڑھ کر 121.9 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں، جن میں سے بیشتر برآمدات پہلی سہ ماہی میں کی گئیں جب زر اعانت کی سہولت دستیاب تھی (**شکل 5.13**)۔ ان کے خاتمے سے مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں گندم کی برآمدات میں کمی آ گئی۔ نومبر 2018ء میں اقتصادی رابطہ کمیٹی کی جانب سے 0.5 ملین میٹرک ٹن برآمدات کی اجازت دینے کے فیصلے کے بعد تیسری سہ ماہی میں برآمدات کی مقدار میں کچھ اضافہ ہوا۔ کمیٹی نے اس کوٹے کو پاسکو اور سندھ اور پنجاب کی حکومتوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ وفاقی اور صوبائی حکومتیں بالترتیب پاسکو اور نجی برآمد کنندگان کی برآمدات پر زر اعانت دینے کی ذمہ دار تھیں۔

[17] پنجاب کے محکمہ خزانہ کے نوٹیفکیشن نمبر ایف ڈی (ڈبلیو اینڈ ایم) 2018/3-2 بتاریخ 31 جنوری 2019ء کے ذریعے۔ اسی موضوع پر ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 04 برائے 2019ء بتاریخ 22 فروری 2019ء۔

[18] مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں مجموعی طور پر 377,678 میٹرک ٹن چینی برآمد کی گئی جو مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی سے 62.6 فیصد کم ہے۔ گذشتہ برس وفاقی حکومت نے 97 ڈالر فی میٹرک ٹن کے زر اعانت کا اعلان کیا تھا، جس کے تحت فی کلوگرام پر 10.65 روپے دیے گئے (مالی سال 18ء کی اوسط شرح مبادلہ 109.84 روپے پر)۔ اس کے مقابلے میں پنجاب حکومت نے مالی سال 19ء میں برآمدی زر اعانت دینے کا اعلان کیا اور اس کے لیے فی کلوگرام پر 5.35 روپے رکھے گئے۔

پاکستان کے تناظر میں گندم کے لیے عالمی ماحول بظاہر سازگار دکھائی دیتا ہے کیونکہ اہم برآمد کنندگان (یورپی یونین، روس اور چین) کی جانب سے کم پیداوار اور فلپائن میں اس کی مضبوط طلب کے باعث اس کی عالمی قیمتوں میں اضافہ ہو چکا ہے۔[19،20]

(ii) چاول کی برآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران چاول کی مجموعی برآمدات تقریباً 1.5 ارب ڈالر کی سطح پر رہیں۔ غیر باسمتی چاول کی برآمدات میں 4.2 فیصد کمی نے اس مدت میں باسمتی چاول کی برآمدات میں 10.0 فیصد اضافے کا اثر زائل کر دیا۔ دراصل پورے سال چاول کی برآمدات کا مجموعی رجحان غیر باسمتی چاول کے زیر اثر رہا ہے کیونکہ پہلی اور دوسری سہ ماہیوں میں اس کی مقدار میں تیزی سے کمی نے باسمتی چاول کی عمدہ کارکردگی کا اثر زائل کر دیا۔

شکل 5.14: چاول کی برآمدات میں مطلق سال بسال تبدیلی: مقدار اور قیمت کے اثرات کا حصہ

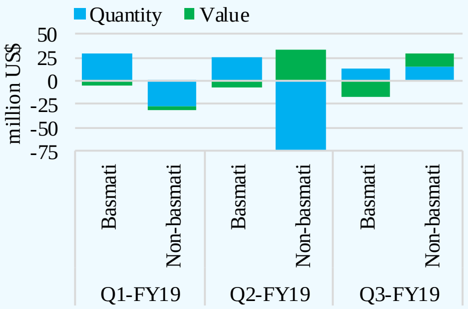

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

تاہم مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں رجحانات بدل گئے اور غیر باسمتی چاول کی برآمدی مقدار میں اضافے نے باسمتی چاول کی برآمدات میں قیمتوں کی وجہ سے ہونے والی کمی سے نمٹنے میں مدد دی (**شکل 5.14**)۔ تیسری سہ ماہی میں افغانستان اور چین کو غیر باسمتی چاول کی برآمدات میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔[21] صنعت کے ذرائع کے مطابق افغانستان کے معاملے میں جولائی تا دسمبر مالی سال 19ء کے دوران سرحد کی بار بار بندش برآمدات میں کمی کا باعث بنی اور جنوری 2019ء میں کراسنگ کے دوبارہ کھلنے کے بعد معمول کی تجارتی سرگرمیاں بحال ہوئیں۔

[19] جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران گندم کی بین الاقوامی قیمتیں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں اوسطاً 16.4 فیصد زیادہ تھیں (ماخذ: عالمی بینک)۔

[20] تخمینے کے مطابق فلپائن بڑھتے ہوئے صرف اور طوفان کے نتیجے میں ملکی پیداوار کو نقصان پہنچنے کے باعث 19-2018ء میں 7.0 ملین میٹرک ٹن کی ریکارڈ گندم درآمد کرے گا، جو گذشتہ برس کے 6.0 ملین میٹرک ٹن سے زیادہ ہے (ماخذ: اناج: عالمی منڈیاں اور تجارتی رپورٹ، یو ایس ڈی اے، اپریل 2019ء)۔ تاہم پاکستانی برآمد کنندگان نے ابھی تک اس طلب سے استفادہ کرنا ہے اور رواں سال میں ان کی زیادہ تر توجہ افغانستان اور انڈونیشیا پر مرکوز ہے۔

[21] مقداری لحاظ سے سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں پاکستان کی افغانستان کو غیر باسمتی چاول کی برآمدات میں 22.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ اس کی چین کو برآمدات میں 113.5 فیصد کا بھاری اضافہ ہوا۔

سیمنٹ کی برآمدات

اس مدت میں سیمنٹ کی برآمدات 32.8 فیصد سال بسال اضافے کے ساتھ بڑھ کر 221.3 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ برآمدات کی مقدار میں 55.5 فیصد کے بھاری اضافے نے کم قیمتوں کے اثر کی تلافی کر دی۔ فاضل پیداوار میں مسلسل اضافے اور ملکی معاشی سرگرمیوں میں سست رفتاری کی وجہ سے مقامی فروخت میں کمی کے باعث سیمنٹ سازوں نے اپنی توجہ افریقی منڈیوں پر مرتکز کر لی ہے۔[22] سیمنٹ کی کم قیمتوں سے برآمدی پیداوار کے آمیزے میں تبدیلی کی عکاسی ہوتی ہے: پاکستان کے سیمنٹ ساز تیار سیمنٹ کے بجائے کم مالیت کا کلنکر (جو خام مال کے طور پر استعمال ہوتا ہے) زیادہ برآمد کر رہے ہیں۔

درآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران مجموعی درآمدات 8.1 فیصد کمی کے ساتھ 40.7 ارب ڈالر پر آ گئیں جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 15.4 فیصد تک بڑھی تھیں۔ یہ ساری کمی غیر توانائی گروپ میں ہوئی جس میں 11.5 فیصد تخفیف نے جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں توانائی کی درآمدات میں 3.8 فیصد کے معمولی اضافے کا اثر زائل کر دیا۔

شکل 5.15 : درآمدات کی نمو میں حصہ (جولائی تا مارچ)

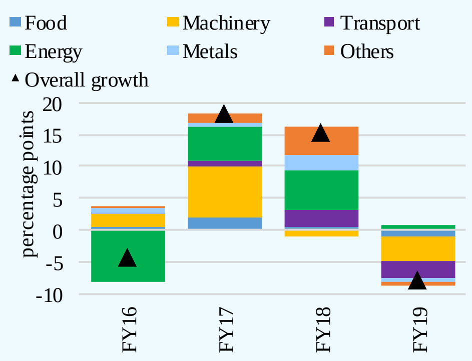

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

جہاں تک توانائی کی درآمدات کا تعلق ہے تو اس میں بیشتر اضافہ پہلی سہ ماہی میں ہوا جبکہ تیسری سہ ماہی کے دوران درآمدات میں 16.9 فیصد کمی واقع ہوئی۔ یہ مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد ہونے والی ایسی پہلی کمی ہے۔ ایل این جی اور خام تیل دونوں کی درآمدی مقدار میں کمی کے نتیجے میں ان کی درآمدی مالیتوں میں کمی ہوئی جس نے سہ ماہی میں توانائی کی مجموعی درآمدات میں ہونے والی کمی میں اہم کردار ادا کیا۔ مزید ریلیف تیل کی قیمتوں میں عارضی کمی نے مہیا کیا جو مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں اوسطاً 2.9 فیصد کم رہیں۔ توانائی کے منفی حصے کے باعث مجموعی درآمدات میں مالی سال 19ء کی پچھلی سہ ماہیوں کے مقابلے میں زیادہ کمی واقع ہوئی (**شکل 5.15**)۔

[22] آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن کے مطابق فاضل ملکی پیداواری گنجائش مالی سال 18ء کے 7.55 ملین ٹن سے بڑھ کر مارچ 2019ء میں 8.27 ملین ٹن پر آ گئی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران سیمنٹ کی مقامی ترسیلات میں 6 فیصد کمی ہوئی جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء ان میں 15.9 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔

شکل 5.16 : درآمدات میں سال بسال تبدیلی میں حصہ

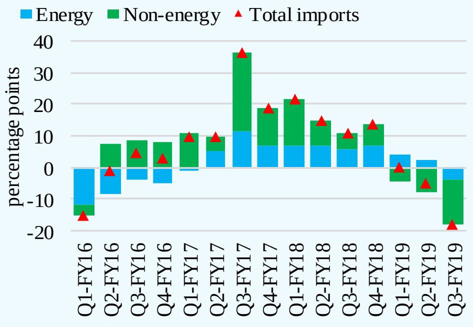

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

سال گزرنے کے ساتھ بجلی کی پیداوار (سی پیک کے ابتدائی مرحلے کی تکمیل کے بعد) کے لیے مشینری کی درآمدات میں کمی کی شدت بڑھ گئی اور جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران مجموعی درآمدات میں خاصی کمی کا سبب بنی (**شکل 5.16**)۔[23] اہم اعانت طیاروں اور ان کے پرزوں کی درآمدات کے معمول پر آنے سے ملی، جو گذشتہ برس ٹرانسپورٹ طیاروں کی درآمدات کو بڑھانے کا باعث بنی تھی۔

کچھ اعانت دسمبر 2017ء سے معاشی ردوبدل کی پالیسیوں پر مبنی اقدامات سے ملی جن میں شرح مبادلہ میں ردوبدل، ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی، پالیسی ریٹ میں اضافہ اور ضوابطی اقدامات شامل ہیں جو کئی صنعتوں (بالخصوص تعمیرات اور گاڑیوں) کی کارکردگی کو کمزور کرنے کا باعث بنے، جس سے ان کی درآمدی خام مال کی طلب کم ہوگئی۔ اس کے نتیجے میں لوہے اور فولاد (اسکریپ، جہاز شکنی کے لیے پرانے بحری جہاز اور تیار مصنوعات)، بھاری کمرشل گاڑیوں کے لیے ٹرانسپورٹ کے ایندھن (ڈیزل) اور کاروں (مکمل ساختہ اکائیوں) جیسے اجزا کی درآمدات میں کمی واقع ہوئی۔

توانائی کی درآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران توانائی کی درآمدات 3.8 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 10.6 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 31.8 فیصد کا اضافہ درج کیا گیا تھا۔ درآمدی مالیتوں میں ساری کمی تیل کی بلند بین الاقوامی قیمتوں کی بدولت ممکن ہوئی کیونکہ اس مدت کے دوران خام تیل اور پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات میں خاصی کمی دیکھی گئی۔[24]

[23] مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں مشینری کی درآمدات میں 24.7 فیصد کی بھاری کمی ہوئی جبکہ پہلی اور دوسری سہ ماہی میں بالترتیب 17.9 فیصد اور 19.3 فیصد کمی ہوئی تھی۔

[24] جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران عرب لائٹ خام تیل کی قیمتیں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 19.3 فیصد بلند تھیں۔

شکل 5.17 : ذریعے کے لحاظ سے بجلی کی پیداوار

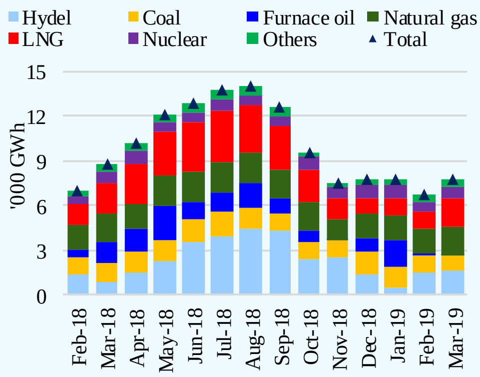

Data source: National Electric Power Regulatory

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں توانائی کی درآمدات میں نمو بلند سطح پر پہنچ چکی تھی اور تیسری سہ ماہی کے دوران ان میں دوہندسی کمی ہوئی۔ اہم عامل انتظامی اور تکنیکی مسائل سے متعلق تھا جو اس مدت میں ایل این جی درآمدی مقدار میں کمی کا باعث بنا۔[25] توانائی کی صنعت کے ذرائع کے مطابق حکومت نے سردیوں کے مہینوں (خصوصاً دسمبر 2018ء اور جنوری 2019ء) میں ایل این جی کی خریداری میں کمی کر دی تھی۔ ملک میں بجلی کی پیداوار کے لیے ایندھن کا اہم ذریعہ ہونے کی وجہ سے حکومت نے ان مہینوں میں بجلی کے شعبے کو ایل این جی کی کم رسد ملنے کی تلافی کے لیے بجلی کی پیداوار کا کچھ حصہ فرنس آئل اور کوئلے پر منتقل کر دیا تھا (**شکل 5.17**)۔

اس نے دو قسم کے اثرات مرتب کیے: ایک جانب ملک نے کم ایل این جی درآمد کر کے زرمبادلہ بچایا اور دوسری جانب آئل ریفائنریوں کے پاس جمع ہونے والے فرنس آئل (جو ان کی پیداواری صلاحیت کو محدود اور اہم ٹرانسپورٹ ایندھنوں کی پیداوار پر اثر انداز ہو رہا تھا) کو استعمال میں لایا گیا۔ پھر بھی فرنس آئل کے ذریعے بجلی کی پیداوار سے ایل این جی سے ہونے والی پیداوار میں کمی کی صرف جزوی تلافی ممکن ہو سکی۔

تکنیکی لحاظ سے دوسری اور تیسری سہ ماہی میں ایل این جی سے چلنے والے دو پاور پلانٹس کی رسد میں کمی اور فرنس آئل پر فوری منتقلی کی صلاحیت نہ ہونے کی وجہ سے اپنی مکمل پیداواری گنجائش کے مطابق کام نہیں کر سکے۔[26] اس کے نتیجے میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بجلی کی مجموعی پیداوار 6.5 فیصد تک گر گئی۔[27] چونکہ درآمدات میں ہونے والے اضافے میں ایل این جی کا اہم حصہ تھا، لہٰذا

---

[25] ایل این جی کی درآمدی مقدار کی شرح نمو مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے 44.3 فیصد سے گر کر دوسری سہ ماہی میں 19.1 فیصد ہو گئی۔ پھر ان درآمدات میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں 6.3 فیصد کمی ہوئی۔ مالی سال 16ء میں ایل این جی کی درآمدات شروع ہونے کے بعد پہلی بار اس میں کمی ہوئی ہے۔ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں ایل این جی کی اوسط اسپاٹ قیمتوں میں 27.3 فیصد کمی نے اس مدت میں درآمدی قدروں کو کم رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔

[26] مارچ 2019ء کے لیے ایندھن کی قیمت میں ردوبدل کا فیصلہ کرنے کی خاطر ہونے والے نیپرا کے اجلاس کے خلاصے میں یہ درج کیا گیا "مارچ 2019ء میں بجلی کے بعض مستعد پلانٹس کو جبری بندش کا سامنا رہا"۔ پیداواری گنجائش کے کم استعمال کا حوالہ دیگر مہینوں کے اجلاسوں کے خلاصوں میں بھی دیا گیا ہے۔

[27] مزید برآں، منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ایل این جی کی کم درآمدات بھی سردیوں کے مہینوں میں گھریلو صارفین کو گیس کی کم فراہمی کا باعث بنا۔

اس کی خریداری میں سست رفتاری نے مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی سے مجموعی کے ساتھ ساتھ توانائی کی درآمدات کو کم کرنے میں کافی اہم کردار ادا کیا۔[28]

کوئلے کی درآمدات بھی کم از کم دسمبر 2018ء تک ایل این جی جیسے رجحان پر عمل پیرا رہیں۔[29] مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں اس کی درآمدی قدروں میں اضافہ ہوگیا جس میں درآمدی مقداروں اور اکائی قیمتوں دونوں میں بھاری اضافہ شامل ہیں اور بعد ازاں دوسری سہ ماہی میں ان میں اعتدال آنا شروع ہوگیا۔[30] درآمدات کی مقدار میں سست رفتاری بھی سیمنٹ سازوں کی کم طلب کی عکاسی کرتی ہے جنہیں پیداواری استعداد کے کم استعمال اور اپنی مجموعی ترسیلات میں کمی کا سامنا تھا۔ تاہم مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں کوئلے کی درآمدی مقدار ایک بار پھر بڑھ گئی کیونکہ اس مدت میں بجلی کے شعبے کو ایل این جی کی کم رسد کی تلافی جزوی طور پر کوئلے سے کی گئی۔

پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی قدریں جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں 12.6 فیصد اضافے کے بعد جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران 15.3 فیصد سال بسال کمی کے ساتھ 4.6 ارب ڈالر پر آگئیں۔ فرنس آئل کی درآمدات پر پابندی (جنوری 2019ء میں نافذ العمل) کے نتیجے میں تیسری سہ ماہی کے دوران اس کی درآمدات صفر ہوگئی (**جدول 5.5**)۔ اگرچہ فرنس آئل کی مقامی پیداوار میں بھی کمی ہوئی تاہم ریفائنریوں کے پاس موجود ذخائر اور نئی پیداوار بجلی کے پیداکاروں کی جانب سے فرنس آئل کی پہلے سے کمزور طلب کو پورا کرنے کے لیے کافی تھی۔

جدول 5.5: توانائی کی مصنوعات کی درآمدی مقدار میں نمو

فیصد تبدیلی، سال بسال

	تیسری سہ ماہی		جولائی تا مارچ	
	م س 18ء	م س 19ء	م س 18ء	م س 19ء
ہائی اسپیڈ ڈیزل	-2.8	-15.4	8.8	-29.9
فرنس آئل	-82.5	-100.0	-36.0	-91.1
پیٹرول	2.3	7.8	4.2	2.1
مجموعی مصنوعات	-31.0	-12.3	-11.2	-36.5
خام تیل	31.7	-27.3	24.1	-13.9

اعداد و شمار کا ماخذ: او سی اے سی

دیگر مصنوعات میں ٹرانسپورٹ کے شعبے کی طرف سے کم طلب کی وجہ سے ہائی اسپیڈ ڈیزل کی درآمدات میں کمی واقع ہوئی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران ہائی اسپیڈ ڈیزل کی فروخت میں 18.9 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 10.2 فیصد بڑھی

[28] مالیت کے لحاظ سے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایل این جی کی درآمدات میں 136.3 فیصد نمو ہوئی، جس کے بعد دوسری سہ ماہی میں اس کی نمو کم ہو کر 60.8 فیصد پر آ گئی۔ آخر میں تیسری سہ ماہی کے دوران درآمدات میں 5.3 فیصد کمی ہوئی۔

[29] پاکستان دفتر شماریات اور اسٹیٹ بینک دونوں کے درآمدی ڈیٹا میں کوئلے کی درجہ بندی "دیگر تمام اجزا" کے تحت کی گئی ہے۔

[30] پہلی سہ ماہی میں کوئلے کی درآمدی مقدار میں نمو 70.8 فیصد سال بسال کی بلند سطح پر پہنچ گئی تھی جو دوسری سہ ماہی میں 13.5 فیصد پر اور مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں 14.3 فیصد تھی۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کوئلے کی عالمی قیمتیں سال بسال بنیادوں پر اوسطاً 22 فیصد زیادہ تھیں۔ دوسری سہ ماہی میں ان میں 3.5 فیصد کی خاصی محدود نمو ہوئی جبکہ تیسری سہ ماہی میں 6.7 فیصد کمی ہوئی (ماخذ: بلومبرگ)۔

تھیں۔ تعمیرات کی صنعت میں مجموعی سست رفتاری (بجلی کے نئے پلانٹس کی تعمیر سمیت) کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات قابل فہم ہے کیونکہ اس کی وجہ سے بھاری کمرشل گاڑیوں (جو ڈیزل پر چلتی ہیں) کی نقل و حرکت میں کمی آگئی۔ اس کے مقابلے میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران پیٹرول کی درآمدات 2.1 فیصد بڑھ گئیں اور ان میں بیشتر اضافہ تیسری سہ ماہی میں دیکھا گیا۔ یہ سہ ماہی میں اس کی مقامی پیداوار میں کمی سے مطابقت رکھتا ہے۔[31]

پیٹرول کی کم پیداوار مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے بعد ریفائنریوں کے پاس فرنس آئل کے موجود ذخائر میں دوبارہ اضافے کے ردعمل میں تھی جبکہ اس ایندھن سے بجلی کی پیداوار بھی کم ہو رہی ہے۔ صنعت کے ذرائع کے مطابق ریفائنریوں نے فرنس آئل کی مزید پیداوار سے بچنے کے لیے اپنی پیداواری صلاحیت میں کمی کر دی کیونکہ وہ یہ پیداوار بجلی سازوں کو منتقل نہیں کر سکے تھے۔ اس کے نتیجے میں ریفائنریوں میں خام تیل کی طلب بھی کم ہو گئی۔ ان مسائل کی وجہ سے خام تیل کی درآمدات میں دوہندسی کمی ہوئی۔ اس سے قطع نظر تیل کی بلند قیمتوں (مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران) نے مکمل طور پر اس کا اثر زائل کر دیا اور درآمدی قدروں کی 15.2 فیصد نمو پر منتج ہوا جو کہ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں بڑھ کر 3.4 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔

غیر توانائی درآمدات

شکل 5.18 : مشینری کی درآمدات میں مطلق تبدیلی (جولائی تا مارچ)

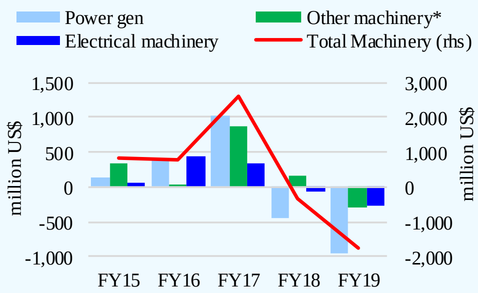

Data source: Pakistan Bureau of Statistics
*: mostly comprises parts and components related to power generation and electrical machinery

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران غیر توانائی درآمدات میں 11.5 فیصد سال بسال کمی کے ساتھ 30.1 ارب ڈالر پر آ گئیں جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 11.2 فیصد بڑھی تھیں۔ درآمدات میں کمی کا سب سے بڑا سبب بجلی پیدا کرنے والی مشینری تھی جس کی درآمدی قدروں میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران تقریباً 1.0 ارب ڈالر کی کمی ہوئی (**شکل 5.18**) اور غیر توانائی درآمدات میں ہونے والی پچیس فیصد کمی اس کی وجہ سے ہوئی۔ سی پیک کے بجلی کے منصوبوں کے ابتدائی مرحلے کی تکمیل سے بڑی حد تک اس رجحان کی وضاحت ہوتی ہے۔ سی پیک کے بجلی کے منصوبوں سے متعلق برقی اور 'دیگر مشینری' کے زمروں میں شامل دیگر اجزا اسی رجحان پر عمل پیرا رہے ہیں اور غیر توانائی درآمدات کو کم کرنے میں بھی انہوں نے بھی خاصا اہم کردار ادا کیا ہے۔

[31] پیٹرول کی پیداوار جولائی تا دسمبر مالی سال 19ء کے دوران 13.1 فیصد اضافے کے بعد تیسری سہ ماہی میں 1.7 فیصد کم ہوئی۔

دوسری سب سے بڑی کمی ٹرانسپورٹ گروپ میں ہوئی اور نو مہینوں کے دوران اس کی درآمدات 35.8 فیصد کمی کے بعد 2.1 ارب ڈالر رہ گئیں۔ جیسا کہ **جدول 5.6** میں دکھایا گیا ہے کہ کمی کا ایک بڑا حصہ طیاروں اور ریلوے کے پرزوں میں مرتکز رہا جس کی درآمدات گذشتہ برس بڑھ گئیں تھیں لیکن رواں سال معمول کی سطح پر آ گئیں۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران کاروں کی درآمدات (مکمل ساختہ اکائیوں اور الگ الگ پرزوں کی شکل میں دونوں) میں 13.8 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 23.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس سست رفتاری میں ایک بڑا حصہ مکمل ساختہ اکائیوں کی کم درآمدات کا تھا جو استعمال شدہ کاروں کی درآمدات کے ضوابط میں سختی کو ظاہر کرتا ہے۔[32] پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے پیش نظر کار سازوں کی جانب سے قیمتوں میں متعدد بار اضافہ، بڑھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں کاروں کی مالکاری کی کم سطح (**باب 3**) اور نان فائلرز پر نئی گاڑیوں کی خریداری پر پابندی نے بھی نئی کاروں کی ملکی فروخت کو متاثر کیا۔[33،34] بڑھتے ہوئے ذخائر کی وجہ سے گاڑی سازوں کو اپنی پیداوار میں کمی کرنا پڑی، جس سے الگ الگ پرزوں کی درآمدات کم ہو گئیں۔[35]

جدول 5.6: ٹرانسپورٹ درآمدات کے اجزائے ترکیبی (جولائی تا مارچ)

ملین امریکی ڈالر

	م س 18ء	م س 19ء	مطلق تبدیلی
طیارے، بحری جہاز اور کشتیاں	**757.5**	**222.0**	**-535.5**
* ٹینکر	281.6	0	-281.6
* طیارے (مکمل)	52.3	5.2	-47.1
* طیارے (پرزے)	47.8	48.7	0.9
* جہاز شکنی کے لیے بحری جہاز	350.5	135.5	-215.0
کاریں	**951.3**	**820.4**	**-130.9**
مکمل ساختہ اکائیاں	358.6	209.0	-149.6
الگ الگ پرزے	592.6	611.4	18.7
بسیں اور ٹرک	**464.9**	**370.0**	**-94.9**
مکمل ساختہ اکائیاں	195.4	108.5	-86.9
الگ الگ پرزے	269.5	261.5	-8.0
دیگر ٹرانسپورٹ آلات	**332.4**	**50.4**	**-282.0**
* ریلوے انجن	337.2	53.7	-283.5
ٹرانسپورٹ گروپ	**3,245.0**	**2,083.2**	**-1,161.8**

* برائے جولائی تا فروری

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[32] جنوری 2019ء میں وزارت کامرس نے ایس آر او نمبر 2019/(I)52 کے ذریعے تحفے اور ذاتی سامان کی اسکیموں کے تحت استعمال شدہ کاروں کی درآمد پر پابندی دوبارہ متعارف کرائی، جس کے تحت درآمد کنندگان کو زر مبادلہ میں درآمد کرنے پر قابل اطلاق ڈیوٹیوں اور ٹیکسوں کی ادائیگی کے ساتھ یہ دستاویزی ثبوت فراہم کرنا تھا کہ یہ زر مبادلہ بیرون ملک سے موصول ہوا ہے۔ اکتوبر 2017ء تا فروری 2018ء کے دوران بھی ایسی پابندی عائد کی گئی تھی۔

[33] جولائی تا مارچ مالی سال 19ء میں پاما کے ارکان کی جانب سے نئی کاروں کی فروخت منجمد ہو گئی اور اس میں 0.7 فیصد کی سال بسال کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 15.6 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ اس کے جواب میں اس مدت کے دوران کاروں کی پیداوار صرف 2.4 فیصد سال بسال بڑھ سکی جبکہ گذشتہ برس 15.9 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔

[34] آخر مارچ 2019ء تک نان فائلروں کو ایک مرتبہ پھر خزانہ ضمنی بل (دوسرا ترمیمی) 2019ء کے ذریعے نئی مقامی ساختہ کاروں کی خریداری کی اجازت دی گئی۔

[35] مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں الگ الگ پرزوں کی درآمدات میں 6.5 فیصد کمی ہوئی۔ مالی سال 16ء کی دوسری سہ ماہی کے بعد اس میں پہلی بار اتنی کمی آئی ہے۔

دیگر مصنوعات میں پام آئل کی درآمدات 10.2 فیصد سال بسال کمی کے ساتھ 1.4 ارب ڈالر پر آگئیں اور یہ ساری کمی کم اکائی قیمتوں کے نتیجے میں ہوئی کیونکہ درآمدی مقدار میں 9.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس جنس کی بین الاقوامی قیمتوں میں جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں اوسطاً 18.7 فیصد کمی واقع ہوئی، جس سے خوردنی تیل کے کارخانوں کی حوصلہ افزائی ہوئی کہ وہ اپنے ذخائر کو بڑھائیں۔ دسمبر 2018ء تک مسلسل کمی کے بعد اس کی عالمی قیمتوں میں بحالی ہوئی ہے، جس سے آگے چل کر درآمدات میں اضافے کا دباؤ پیدا ہو سکتا ہے۔ یو ایس ڈی اے کے تازہ ترین تخمینے کے مطابق آئندہ برس پام آئل کے ملکی صرف میں پانچ فیصد اضافہ متوقع ہے جس سے یہ 5.0 ملین میٹرک ٹن کی ریکارڈ سطح تک پہنچ جائے گی۔

لوہے اور فولاد کی مجموعی درآمدات (اسکریپ اور تیار مصنوعات دونوں) 8.0 فیصد کمی کے ساتھ 2.8 ارب ڈالر پر آگئیں اور اس میں بیشتر کمی تیار مصنوعات کی کم درآمدات کی بدولت ممکن ہوئی۔ ان دونوں زمروں میں کم مقدار نے اہم کردار ادا کیا، جس سے تعمیرات اور گاڑیوں کے شعبوں میں سست رفتاری کی عکاسی ہوتی ہے۔[36]

[36] جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران فولاد کی ملکی پیداوار میں 12.3 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس 27.9 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ تاہم فولادی چادروں (کاروں کی صنعت میں عام طور پر استعمال کی جانے والی) کی پیداوار میں 3.1 فیصد اضافہ ہوا لیکن فولادی سلاخوں کی پیداوار میں 24.7 فیصد کمی نے اس کی مکمل تلافی کر دی۔

خصوصی سیکشن 1: پاکستان میں بجلی کی قیمتیں مسلسل بلند کیوں رہتی ہیں؟

خ 1.1 تعارف

پچھلے پانچ برسوں کے دوران پاکستان میں بجلی سازی کے شعبے میں بڑی حد تک تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ جون 2013ء کے بعد بجلی سازی کی مجموعی پیداواری استعداد میں 40 فیصد سے زائد اضافہ ہوا، ساتھ ہی اس ضمن میں سستے ایندھن کی جانب پیش قدمی واضح نظر آتی ہے (**شکل خ 1.1**)۔ اس تبدیلی کے پیچھے کارفرما مقصد ملک میں بجلی کی بندش میں کمی لانا اور توانائی کے نرخ سستے کرنا تھا۔ اگرچہ گذشتہ پانچ برسوں میں لوڈ مینجمنٹ میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے لیکن بجلی مہنگی ہونے کا مسئلہ برقرار رہا۔ نیپرا کے مقرر کردہ بجلی کے نرخ کم ہونے کے بجائے بلند رہے، جس کی بنا پر حکومت زرِاعانت کے اخراجات با معنی انداز میں کم نہ کر سکی۔

شکل خ 1.1: ایندھن کے لحاظ سے بجلی کی پیداوار کا موازنہ

Figure S1.1: Fuel-wise Comparison of Power Generation

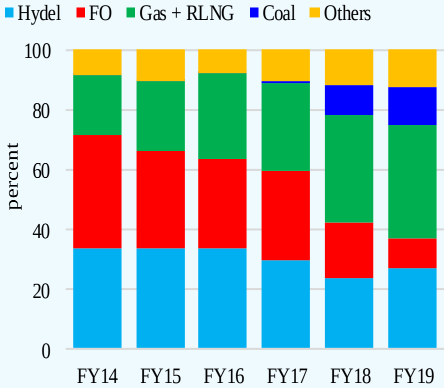

Data source: National Electric Power Regulatory Authority

اس سیکشن میں ملک میں بجلی کے نرخ طے کرنے کے طریقۂ کار کی تفصیلات فراہم کی جائیں گی، اور ان وجوہ کا احاطہ بھی کیا جائے گا جن کے سبب ایندھن کی قیمتوں میں واضح کمی کے باوجود بجلی کے نرخ کم نہ ہو سکے۔ تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک میں بجلی کے نرخوں میں استعدادی (کیپیسٹی) ادائیگیوں کا بڑا حصہ ہے اور حالیہ برسوں میں ان ادائیگیوں میں جو اضافہ ہوا اس نے ایندھن کی لاگت میں کمی کے فوائد کو مکمل طور پر زائل کر دیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جب تک بجلی کی ترسیل اور تقسیم کے نظام میں خاطر خواہ سرمایہ کاری نہیں ہوگی تب تک پیداواری استعداد میں اضافے کے سبب بجلی کے نرخ بلند سطح پر ہی رہیں گے۔ مزید برآں، اگر حکومت زرِاعانت سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہے تو اسے بجلی کے پورے نظام کی قدری زنجیر میں اصلاحات لازمی طور پر کرنا ہوں گی تاکہ گھریلو استعمال، برآمد کنندگان اور دیگر صارفین کو سستی بجلی کی فراہمی یقینی بنائی جا سکے۔

خ 1.2 بجلی کے نرخوں کا تعین کیسے ہوتا ہے؟

قبل اس کے کہ ہم اس معاملے کا باریک بینی سے جائزہ لیں، یہ سمجھنا اہم ہے کہ بجلی کے نرخوں کا تعین کیسے ہوتا ہے۔ اپنے ٹیرف اسٹینڈرڈ اینڈ پروسیجر رولز 1998ء کے تحت، نیپرا بجلی کی تمام پیداواری، تقسیم کار اور ترسیلی کمپنیوں کے لیے نرخ کا تعین کرتی ہے۔ اس کی تفصیلات

خ 1.1: بجلی کی قدری زنجیر کے مختلف مراحل پر نرخوں کے اجزا

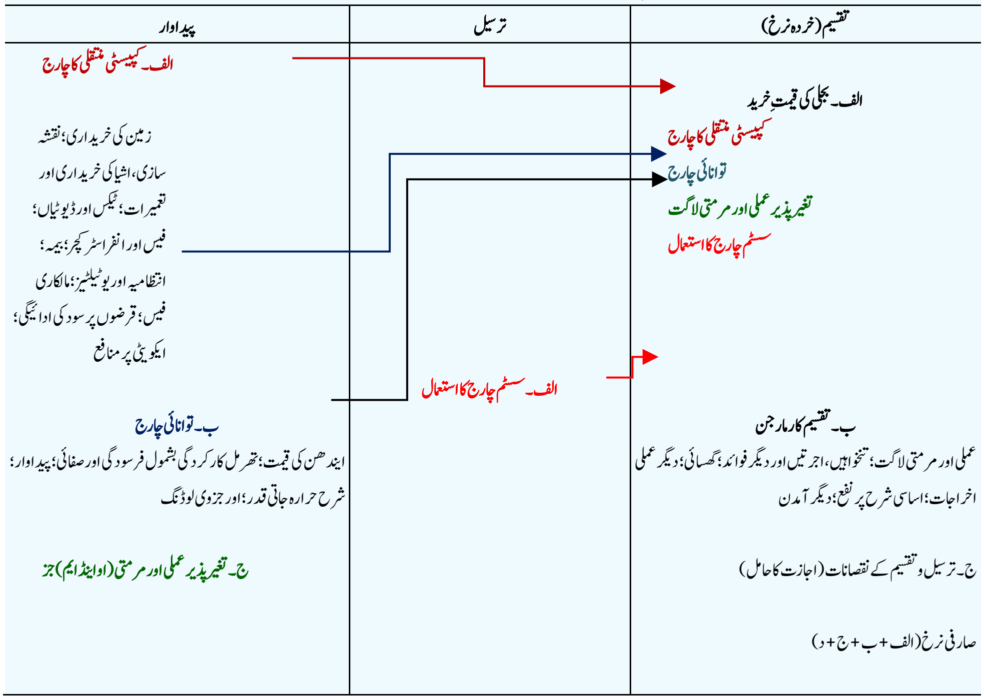

کا خلاصہ **جدول خ 1.1** میں درج ہے۔

پیداواری سطح پر نرخوں کا تعین بجلی خریدنے کے ان معاہدوں (پی پی اے) کی بنیاد پر ہوتا ہے جو بجلی کے پیداکنندگان (آئی پی پیز اور بجلی کی پیداکنندگان سرکاری کمپنیاں) اور واحد خریدار یعنی بجلی کی مرکزی خریدار ایجنسی (سی پی پی اے) کے درمیان ہوتا ہے۔ بجلی خریدنے کے معاہدوں سے درج ذیل عوامل کی بنیاد پر انفرادی پیداکنندگان کی آمدنی کی ضروریات کا حساب لگایا جاتا ہے، (i) کپیسٹی چارج، جس میں بجلی گھر کے نقشے اور تعمیر سے متعلق لاگت، ایکویٹی پر ضمانتی منافع، اور مع دیگر قرضے کی مالکاری کے چار جز شامل ہوتے ہیں؛ اور (ii) توانائی چارج، جو تغیر پذیر لاگت، بنیادی ایندھن (جو نیپرا کی طرف سے ایندھن کی قیمتوں کے نشانیے کی بنیاد پر طے ہوتا ہے) اور عملی اور مرمتی لاگت کا احاطہ کرتا ہے۔[1]

---

[1] یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ کپیسٹی ادائیگیاں تمام وقت بجلی کی مناسب دستیابی یقینی بنانے کا ذریعہ ہیں۔ اس طرزِ فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ "طلب پوری کرنے کے لیے خاطر خواہ رسد ہمیشہ دستیاب ہونی چاہیے لیکن اس سے حقیقی مدت کی طلب کو پورا کرنے کی غرض سے بجلی کے ذخائر کی ضرورت کم نہیں ہوتی"۔ کپیسٹی ادائیگیاں متعدد ملکوں بشمول برطانیہ، چلی، ارجنٹائن، برازیل، جنوبی کوریا اور انڈونیشیا میں بجلی کے شعبے میں سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ تاہم، مختلف ممالک میں ان کپیسٹی ادائیگیوں کے تعین کا طریق کار مختلف ہے۔ ماخذ: Report on Market Design for Capacity Markets in India, Published by GIZ.

یہ امر اہم ہے کہ کپیسٹی چارج کی وقتاً فوقتاً اشاریہ بندی کی جاتی ہے جس میں شرح مبادلہ، ملکی شرح سود، بیرونی شرح سود وغیرہ کے عوامل شامل ہیں۔ مزید برآں، بجلی کی (پیدا کردہ اور) فروخت کردہ مقدار سے قطع نظر پیدا کنندگان کو یہ کپیسٹی چارج عائد کرنے کی اجازت ہے۔[2] اس کے برخلاف، ان کی تغیر پذیر لاگت کا انحصار بجلی کی پیدا شدہ اور فروخت شدہ مقدار کے تخمینے اور مختلف ایندھنوں (مثلاً، فرنس آئل، آر ایل این جی، کوئلہ) کے استعمال اور ان کی قیمتوں کے موازنے پر ہے۔ ایندھن کی لاگت نیپرا کے نشانیے سے کم ہو یا زیادہ، اسے قیمتوں کے ردوبدل کے اثر (فیول پرائس ایڈجسٹمنٹ) کے طور پر صارفین کو منتقل کر دیا جاتا ہے، اور سابقہ مہینے میں استعمال شدہ یونٹس کی بنیاد پر یہ صارفین کے بجلی کے بلوں میں علیحدہ سے شامل نظر آتا ہے۔[3]

ترسیلی سطح پر، نرخوں میں سسٹم چارج کا استعمال (UoSC) شامل ہے جو این ٹی ڈی سی کو واجب الادا ہوتا ہے۔ اس چارج میں این ٹی ڈی سی کی محاصل کی ضروریات کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے، جس میں انتظامیہ، مارک اپ ادائیگیوں، کارپوریٹ ٹیکس، مرمت اور اس کے ساتھ ساتھ ایکویٹی پر منافع کے مجاز اخراجات شامل ہیں۔ ان اجزا کے حوالے سے گذشتہ میعاد کے ردوبدل کی بھی اجازت ہے۔ بعد ازاں سسٹم کے چارج کے استعمال کا تعین کلوواٹ آور کے حساب سے کرنے کے لیے محاصل کی ضروریات کو این ٹی ڈی سی کے ترسیلی نیٹ ورک سے منسلک تمام تقسیم کار کمپنیوں اور بجلی کے بڑے صارفین کی حد درجہ طلب کے اشاریے سے تقسیم کیا جاتا ہے۔

بالآخر تقسیم کے مرحلے پر بجلی کے خردہ نرخ کا تعین کیا جاتا ہے۔ یہاں پر ہر ایک تقسیم کار کمپنی کے لیے بجلی کی قیمتِ خرید کا حساب بلحاظِ کلوواٹ آور لگایا جاتا ہے، جس میں بجلی کے پیدا کنندگان کو ادا کردہ کپیسٹی اور توانائی چارج کے ساتھ ساتھ این ٹی ڈی سی کو ادا کردہ سسٹم چارج کا استعمال بھی شامل ہے۔ سب سے بڑھ کر نیپرا تقسیم کار کمپنیوں کو تقسیم کاری کی مد میں منافع کمانے کی اجازت دیتی ہے، جس کا مقصد ان کے آپریشنز، مرمت، تنخواہوں اور گھسائی کے ساتھ ساتھ اساسی شرح پر منافع کے حوالے سے آنے والی لاگت کا جزوی طور پر احاطہ کرنا ہے۔ نیپرا تقسیم کار کمپنیوں کے نقصانات کو ان کے نرخوں کا حصہ بنانے کی بھی اجازت دیتی ہے۔ صارف کے لیے نرخ کا تعین کرتے ہوئے پچھلے برس کے ردوبدل کو بھی زیرِ غور لایا جاتا ہے۔

[2] آئی پی پیز کے ساتھ بجلی خریدنے کے معاہدوں میں کپیسٹی ادائیگیوں کا طریقۂ کار طے کر دیا گیا ہے۔

[3] اس کا سبب مختلف ایندھنوں کا فی الواقع استعمال اور نیپرا کی طرف سے مختلف ایندھنوں (مثلاً، گیس کی قلت نے بجلی گھروں کو متبادل کے طور پر زیادہ مہنگے ہائی اسپیڈ ڈیزل کے استعمال پر مجبور کیا) کے مجوزہ استعمال میں تبدیلی ہو سکتا ہے؛ اور / یا عالمی منڈی میں ایندھن کی قیمتوں میں تبدیلی۔ یہ دونوں ہی پیداواری لاگت کو خود بخود بڑھا (یا کم) کر سکتے ہیں اور ایندھن کی قیمتوں میں ردوبدل کا اثر (ایف پی ایز) کے ذریعے صارفین تک منتقل کیا جاتا ہے۔

بجلی کے نرخوں کے بارے میں درج بالا بحث سے حاصل شدہ اہم معلومات درج ذیل ہیں:

(i) اگر کوئی بجلی کا پیدا کنندہ نیشنل گرڈ کو ایک یونٹ بجلی بھی فراہم نہ کرے، تب بھی اسے کپیسٹی چارج ادا کیا جائے گا (اس صورت میں ایندھن چارج صفر ہو گا) جسے بالآخر بجلی کی خردہ قیمت میں شامل کیا جائے گا؛

(ii) روپے کی قدر میں کمی اور / یا ملکی یا بیرونی شرح سود میں اضافے کے سبب کپیسٹی چارج اور خردہ قیمت میں اضافہ ہو جائے گا؛

(iii) کوئی نیا پیداواری پلانٹ لگایا جاتا ہے تو پھر کپیسٹی چارج کے لیے محاصل کی مجموعی ضروریات بڑھ جائیں گی۔ اگر یہ نیا پلانٹ سو فیصد استعداد کے ساتھ کام کرے اور پیدا کردہ بجلی کے تمام یونٹ فروخت کرنے کے قابل ہو تو پھر کپیسٹی چارج بحساب روپے فی کلوواٹ آور برقرار رہے گا۔ تاہم اگر یہ اپنی پوری استعداد پر کام نہیں کرتا تو پھر کپیسٹی چارج بحساب روپے فی کلوواٹ آور بڑھ جائے گا، اور صارف کے لیے بھی نرخ میں اضافے کا موجب بنے گا۔

(iv) اگر تھرمل بجلی کی ہئیت ترکیبی کا جھکاؤ مہنگے ایندھن سے بننے کی طرف جائے، مثلاً سستے ایندھن کی کمی کی بنا پر، پھر توانائی چارج بحساب روپے فی کلوواٹ آور بڑھ جائے گا۔

(v) اگر اہلیت کے معیار کو ملحوظِ خاطر نہ رکھا جائے اور بہتر کارکردگی کے حامل پلانٹس سے قبل نیم کارگر پلانٹس کو بجلی کی ترسیل کا موقع دیا جائے، تو اس سے توانائی چارج بڑھ جائے گا۔

(vi) اگر نیپرا تقسیم کار کمپنیوں کو ترسیل اور تقسیم کاری کے اور زیادہ نقصانات اپنے نرخ میں شامل کرنے کی اجازت دے، تو پھر صارف کے لیے نرخ بڑھ جائیں گے۔

(vii) اگر نیپرا توانائی کے شعبے کی قدری زنجیر کے کسی مرحلے پر مزید عملے کے تقرر کی اجازت دے، تو اس سے خردہ نرخ بڑھ جائیں گے۔

(viii) قابلِ تجدید (پن، پَوَن اور شمسی) ذرائع سے بجلی کی مجموعی پیداواری لاگت بنیادی طور پر کپیسٹی چارج ہے، کیونکہ اس میں ایندھن چارج (اگر کوئی ہو تو) نہ ہونے کے برابر ہے۔

تاہم، یاد رہے کہ اگرچہ صارف کے لیے نیپرا کی طرف سے متعین کردہ نرخوں میں درج بالا پیش رفتوں کے باعث تبدیلیاں ہوتی ہیں، حقیقی نرخ کا اعلان حکومت کرتی ہے تاکہ تمام تقسیم کار کمپنیوں کے نرخ یکساں رہیں۔ اس میں زرِ اعانت کا عنصر ہوتا ہے تاکہ بڑھتی ہوئی پیداواری اور / یا تقسیم کاری کی لاگت سے صارفین تحفظ فراہم کرتی ہے۔

خ 1.3 بجلی کے بڑھتے ہوئے موجودہ نرخ

جیسا کہ **شکل خ 1.2** سے ظاہر ہے، بجلی خریدنے کے نرخ صارف کے لیے نیپرا کے متعین کردہ نرخ کا اوسطاً 65 فیصد ہوتے ہیں۔ کچھ مؤثر تقسیم کار کمپنیاں جیسے گیپکو اور آئیسکو، کے صارفین کے لیے نیپرا کی طرف سے متعین کردہ نرخ میں بجلی کی قیمتِ خرید کا حصہ بالترتیب 76 اور 71 فیصد تک بلند ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حکومت کی جانب سے 200 یونٹ بجلی استعمال کرنے والے صارفین کے لیے اعلان کردہ نرخ اُس سطح سے بھی کم ہیں جن پر تقسیم کار کمپنیوں نے بجلی کی مرکزی خریدار ایجنسی (سی پی پی اے) سے بجلی حاصل کی تھی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ بجلی کی صارف کو منتقلی کے دوران زرِ اعانت کی سہولت دیتے ہوئے، حکومت نہ صرف تقسیم کار کمپنیوں کی نا اہلی کا مالی بار اٹھاتی ہے (خصوصاً حیدرآباد، سکھر اور پشاور ریجن میں کام کرنے والی)، بلکہ پیداواری شعبے کی کم کارکردگی اور فاضل استعداد کا بھی خمیازہ بھگتی ہے۔

شکل خ 1.2: نرخوں کی ہیئتِ ترکیبی بلحاظِ صارفین (2019ء کے اعلامیے کے مطابق)

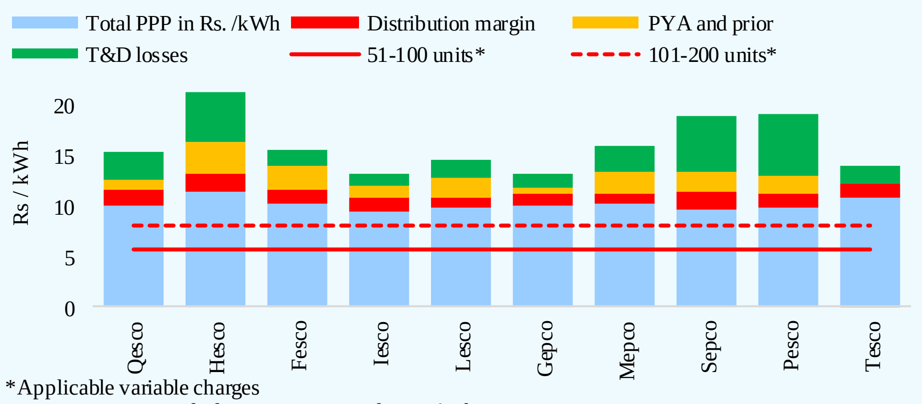

*Applicable variable charges
Data source: National Electric Power Regulatory Authority

مؤخر الذکر کی وضاحت اس حقیقت سے ہوتی ہے کہ بجلی کی قیمتِ خرید میں سب سے زیادہ حصہ کپیسٹی چارج کا ہوتا ہے (**شکل خ 1.3**)۔ مطلق معنوں میں مالی سال 19ء کے لیے کپیسٹی ادائیگیوں کا تخمینہ 664 ارب روپے ہے، جو گذشتہ برس سے تقریباً 60 فیصد زیادہ ہے۔ اس اضافے کے جزوی اسباب سال کے دوران سسٹم میں تقریباً 729 میگاواٹ اضافی بجلی کا شامل ہونا؛ بجلی کی رسد میں معتدل اضافہ؛ صوبائی حکومتوں کے لیے پن بجلی خالص منافع (این ایچ پیز) میں اضافہ؛ اور منسلکہ واجبات ہیں۔ جیسا کہ درج ذیل سیکشن میں بتایا گیا ہے، بڑے صارفین کے لیے بڑھتی ہوئی کپیسٹی ادائیگیوں کا بجلی کے نرخوں (نیپرا کے طے کردہ) میں مسلسل اضافے میں بڑا حصہ رہا ہے۔ اس تناظر میں، آگے چل کر ان نرخوں میں مزید اضافے کا امکان ہے۔

خ 1.4 بڑھتی ہوئی کپیسٹی ادائیگیوں نے ایندھن کی لاگت میں کمی کے فائدے کو زائل کر دیا

اگر ہم 2013ء سے 2018ء کے درمیان نرخوں کا موازنہ کریں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اگرچہ تیل کی پست قیمتوں اور ایندھن کی ملکی ہئیت ترکیبی بدلنے کے باعث ایندھن چارجز میں کمی تو یقیناً ہوئی لیکن کپیسٹی چارجز بڑھ گئے۔ تقریباً تمام تقسیم کار کمپنیوں کے لیے کپیسٹی چارج میں اضافہ ایندھن کی قیمتوں میں کمی کے فائدے کو زائل کرنے کا موجب بنا(**شکل خ 1.4**)۔ اس رجحان کی وجوہ درج ذیل ہیں:

شکل خ 1.3: بجلی کی قیمتِ خرید کی تفصیلات (جنوری 2019ء کے اعلامیوں کے مطابق)

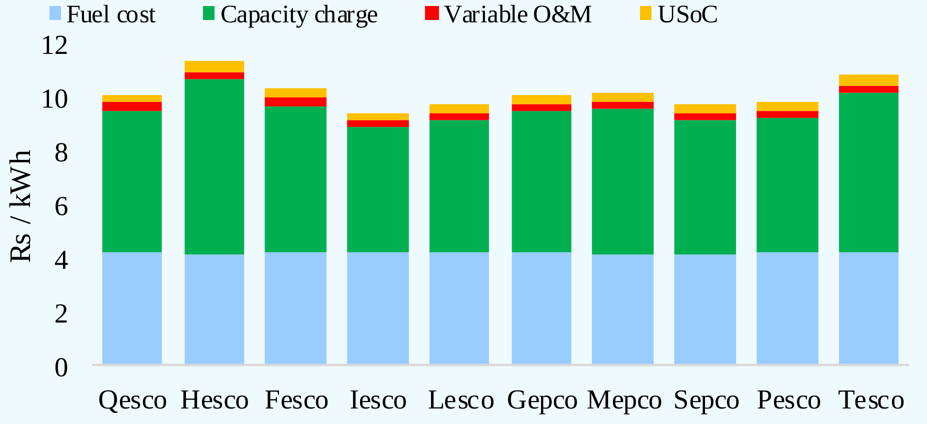

Data source: National Electric Power Regulatory Authority

(1) بجلی کی ترسیل استعداد میں اضافے کے مقابلے میں کم رہی

جون 2014ء سے مارچ 2019ء کے اختتام تک بجلی کی ملکی استعداد 45.7 فیصد (7.8 فیصد مرکب سالانہ شرح نمو) بڑھ کر 34282 میگاواٹ ہوگئی۔[4] اس سے بجلی کے شعبے اور اس کے ساتھ ساتھ سی پیک سے متعلقہ توانائی منصوبوں میں بھاری حکومتی سرمایہ کاری کی عکاسی ہوتی ہے۔ اگرچہ اس عرصے کے دوران پیدا کنندہ کمپنیوں کی جانب سے بجلی کی فروخت میں اضافہ ہوا، لیکن یہ اضافہ کپیسٹی لاگت کو برقرار رکھنے کے لیے ناکافی ثابت ہوا۔ معاملات کو درست تناظر میں دیکھنے کے لیے نیپرا کے تخمینے فائدہ مند ہیں: اس ضوابطی اتھارٹی کے مطابق جو توانائی فروخت کی گئی اس میں مالی سال 18ء اور مالی سال 19ء کے درمیان کم از کم 30 فیصد اضافہ درکار تھا تاکہ کپیسٹی لاگت کے جز کو مالی سال 17ء کی سطح پر برقرار رکھا جائے اور کپیسٹی لاگت کے جز کو مالی سال 16ء کی سطح پر رکھنے کے لیے 57 فیصد

[4] ماخذ: پاکستان کا اقتصادی سروے برائے 19-2018ء

اضافے کی ضرورت تھی ۔[5] در حقیقت فروخت کردہ بجلی میں سال کے دوران صرف 12 فیصد کی نمو ہوئی؛ چنانچہ، فی کلوواٹ آور استعدادی لاگت مسلسل بڑھتی رہی۔ بجلی کی ترسیل کی دھیمی نمو کی وضاحت درج ذیل متعدد عوامل سے ہوتی ہے:

ترسیلی اور تقسیم کاری کے نظام میں حائل رکاوٹیں

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ملک میں بجلی کی ترسیل اور تقسیم کاری کی استعداد نصب شدہ پیداواری استعداد سے بڑی حد تک کم ہے۔ ترسیلی سطح کے اعتبار سے دستیاب نظام صرف 25339 میگاواٹ (مالی سال 18ء کے اختتام تک) بجلی کی 220 کلوواٹ (یہ سطح این ٹی ڈی سی اور تقسیم کار کمپنیوں کے درمیان انٹر کنکشن وولٹیج کی سطح کی عکاس ہے) کی سطح ترسیل کر سکتا ہے (**جدول خ 1.2**)۔ لہٰذا این ٹی ڈی سی کو اپنے ٹرانسفارمروں پر اوور لوڈنگ سے بچنے کے لیے بجلی کی طے شدہ اوقات میں بندش کرنی ہوتی ہے۔ تقسیم کاری کی سطح پر بھی صورتِ حال مختلف نہیں ہے: بجلی کے کُل ٹرانسفارمروں میں سے 37 فیصد اور تقسیم کار کمپنیوں کے 11 کلوواٹ کے 29 فیصد فیڈرز اوور لوڈنگ کا شکار ہیں۔ فیڈرز کو ٹرپنگ اور نقصان سے بچانے کے لیے اکثر بند کرنا پڑتا ہے، چنانچہ، تقسیم کار کمپنیاں بجلی کی بلارکاوٹ فراہمی یقینی نہیں بنا سکتیں۔ لہٰذا، اگر ترسیل اور تقسیم کاری کی صورتِ حال بڑی حد تک تبدیل نہیں ہوتی اور اگر نیپرا کے تخمینوں پر تکیہ کیا جائے تو آئندہ برسوں میں بجلی کی فراہمی کو سالانہ 9 سے 10 فیصد تک بڑھانا ممکن نہیں ہے۔[6]

جدول خ 1.2: ترسیل و تقسیم کا انفراسٹرکچر

	ٹرانسفارمروں کی تعداد	فیصدی اضافی لوڈ
ترسیلی سطح:		
220/550 کے وی	33	39.0
132/220 کے وی	143	55.0
تقسیم کاری سطح:		
پاور ٹرانسفارمر	1,828	36.8
11 کے وی فیڈرز	8,454	29.0
ڈسٹری بیوشن ٹرانسفارمر	681,805	12.5

اعداد و شمار کا ماخذ: صنعت کی کیفیت پر رپورٹ برائے 2017ء، نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی

بجلی کی پیداوار اور طلب میں عدم مساوات ہے

مالی سال 20ء میں معاشی سرگرمیوں کی مجموعی رفتار بڑھنے کا امکان ہے، بالخصوص صنعتی شعبے میں (صرف 2.3 فیصد)۔ اس کے نتیجے میں اس سال کی جی ڈی پی نمو کا ہدف 4.0 فیصد مقرر کیا گیا ہے۔ دھیمی نمو کے ماحول کے ہمراہ بجلی کے نرخوں پر اضافے کے دباؤ کے باعث بجلی کی طلب میں اس قدر اضافہ محال ہوگا کہ اس سے کپیسٹی ادائیگیوں میں اضافے کا ازالہ ہو سکے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر نظام کی

[5] ماخذ: صنعت کی کیفیت پر نیپرا کی رپورٹ برائے 2017ء

[6] ماخذ: صنعت کی کیفیت پر نیپرا کی رپورٹ برائے 2017ء

پیداواری استعداد کو مزید بڑھایا گیا تو-این ٹی ڈی سی نے مالی سال 19ء تا مالی سال 25ء کے درمیان بجلی کی پیداوار میں 65 فیصد اضافے کی جو منصوبہ بندی کی ہوئی ہے[7]- تو اس سے کیپیسٹی ادائیگیاں اور ملک میں مجموعی طور پر بجلی کے نرخ مزید بڑھ جائیں گے۔

شکل خ1.4: بجلی کی قیمتِ خرید کے رجحانات

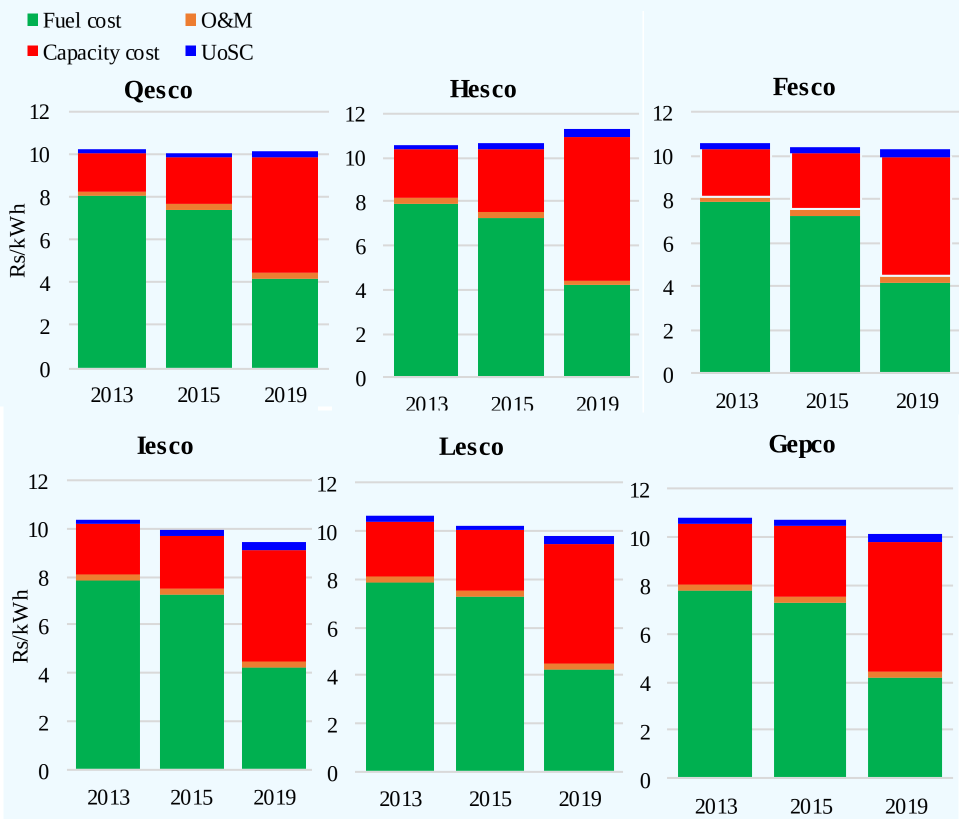

Data source: 2019 data: SRO No. 01(I)/2019 to SRO No. 12(I)/2019, dated January 01, 2019, Ministry of Water and Power; 2015 data: SRO No. 566 (I)/2015 to SRO No. 575(1)/2015 dated June 10, 2015, Ministry of Water and Power; 2013 data: SRO No. 911(I)/2013 to SRO No. 918(I)/2013, dated October 11, 2013, Ministry of Water and Power

(2) پن بجلی خالص منافع بڑھ گیا

حالیہ برسوں میں پن بجلی خالص منافع، جو وفاقی حکومت صوبوں کو پن بجلی کی تھوک مقدار میں پیداوار کے عوض ادا کرنے کی قانونی طور

[7] ماخذ: صنعت کی کیفیت پر نیپرا کی رپورٹ برائے 2017ء

پر ذمہ دار ہے، میں اضافہ ہوا ہے۔[8] 2015ء تک اس رقم کی سالانہ حد 6.0 ارب روپے مقرر کی گئی، اور وہ بھی صرف خیبر پختونخوا صوبے کے لیے۔ تاہم، وفاقی اور خیبر پختونخوا حکومت کے مابین کامیاب مذاکرات اور مشترکہ مفادات کونسل میں ان کی اظہارِ رضامندی کے بعد نیپرا نے 2016ء کے بعد سے اس منافع کی حد بندی کے خاتمے کی اجازت دیدی۔

بالخصوص، واپڈا کو پن بجلی خریدنے کے عوض بجلی کی مرکزی خریدار ایجنسی سے مالی سال16ء کے لیے 18.7 ارب روپے پن بجلی خالص منافع کی مد میں وصول کرنے کی اجازت دیدی گئی–اس رقم کو کیپیسٹی چارج میں شامل کرنا تھا۔[9] 2016ء میں مشترکہ مفادات کونسل نے خیبر پختونخوا حکومت کی طرح حکومتِ پنجاب کے غازی بروتھا پن بجلی منصوبے کے لیے پن بجلی خالص منافع کی مد میں 83 ارب روپے کی منظوری دی۔

2017ء میں نیپرا نے اس موضوع پر تفصیلی فیصلہ جاری کیا تھا، جس میں مالی سال18ء کے لیے تمام صوبوں کی ہائیڈل لیویز (بشمول پن بجلی خالص منافع اور پانی کے استعمال کا چارج) متعین کی گئی تھیں۔ خیبر پختونخوا اور پنجاب کے لیے اس ضابطہ کار اتھارٹی نے پن بجلی خالص منافع کا تعین 5 فیصد سالانہ کے حساب سے کرنے کی بھی اجازت دی۔ مزید برآں، اس نے پن بجلی خالص منافع کے واجبات برائے مالی سال19ء اور مالی سال20ء کا بھی تعین کیا(**جدول خ 1.3**)۔

1.20 تاہم، اس فیصلے کی مخصوص خامیاں ہیں جن کا سدباب واپڈا اور مشترکہ مفادات کونسل کو مل جل کر کرنا چاہیے:

(i) اوّل، آئین کے مطابق وفاقی حکومت پن بجلی خالص منافع صوبوں کو منتقل کرنے کی ذمہ دار ہے۔ تاہم موجودہ انتظام کے تحت تمام بجلی گھروں کو پن بجلی خالص منافع ان کے کمائے ہوئے منافع کے بجائے معین یکساں شرح کے حساب سے فراہم کیا جاتا ہے۔ چونکہ پن بجلی کے پیداواری پلانٹس کی اصل نفع آوری ایک دوسرے سے مختلف ہے، اس لیے پن بجلی خالص منافع کی معین شرح (موجودہ 1.155 روپے فی کلوواٹ آور) کا ملک بھر میں اطلاق منصفانہ امر نہیں لگتا کیونکہ اس نقصان کا شکار یونٹس بھی ممکنہ طور پر نفع آور بن جائیں گے۔

[8] 1973ء کے آئینِ پاکستان کے آرٹیکل (2)161 کے مطابق "وفاقی حکومت یا کسی ایسے ادارے کی طرف سے جو وفاقی حکومت نے قائم کیا ہو یا اس کے زیر انتظام ہو، کسی پن بجلی گھر سے بجلی کی تھوک مقدار میں پیداوار سے کمائے ہوئے اصل منافع جات اس صوبے کو ادا کر دیے جائیں گے جس میں وہ پن بجلی گھر واقع ہو"۔

[9] تاہم "خالص پن بجلی منافع" کی اصطلاح کی واضح تشریح کی عدم دستیابی کی صورت میں نیپرا نے اسے "عبوری بندوبست" قرار دیا اور نفع کی تقسیم کے فارمولے کے حصول کی غرض سے مشترکہ مفادات کونسل کے ساتھ مشاورت بڑھانے پر زور دیا۔

جدول خ 1.3: نیپرا کے مقرر کردہ پن بجلی لیویز کے نرخ برائے م س18ء، م س19ء، اور م س20ء

روپے فی کلوواٹ گھنٹہ	صوبہ	م س18ء					م س19ء**	م س20ء
		پن بجلی خالص منافع کے واجبات	جاری سال کا پن بجلی خالص منافع	ارسا	12 ماہ کے واجبات*	پن بجلی خالص منافع کی مجموعی ادائیگیاں	پن بجلی خالص منافع کے واجبات	پن بجلی خالص منافع کے واجبات
		(الف)	(ب)	(ج)	(د)	الف ب ج د		
منگلہ	آزاد جموں وکشمیر	–	0.15	0.005	–	0.155	–	–
گومل زام	فاٹا	–	–	0.005	–	0.005	–	–
تربیلا	خیبر پختونخوا	0.419	1.155	0.005	0.2595	1.838	0.4186	–
وارسک	خیبر پختونخوا	0.419	1.155	0.005	0.2595	1.838	0.4186	–
چترال	خیبر پختونخوا	0.419	1.155	0.005	0.2595	1.838	0.4186	–
کے گڑھی	خیبر پختونخوا	0.419	1.155	0.005	0.2595	1.838	0.4186	–
درگئی	خیبر پختونخوا	0.419	1.155	0.005	0.2595	1.838	0.4186	–
جبن	خیبر پختونخوا	0.419	1.155	0.005	0.2595	1.838	0.4186	–
خان خوڑ	خیبر پختونخوا	0.419	1.155	0.005	0.2595	1.838	0.4186	–
آلائی خوڑ	خیبر پختونخوا	0.419	1.155	0.005	0.2595	1.838	0.4186	–
دبیر خوڑ	خیبر پختونخوا	0.419	1.155	0.005	0.2595	1.838	0.4186	–
تربیلا4	خیبر پختونخوا	–	1.155	0.005	–	1.160	–	–
گولن گول	خیبر پختونخوا	–	1.155	0.005	–	1.160	–	–
غازی بروتھا	پنجاب	–	1.155	0.005	3.9429	5.103	0.9456	0.9456
چشمہ	پنجاب	–	1.155	0.005	3.9429	5.103	0.9456	0.9456
جناح	پنجاب	–	1.155	0.005	3.9429	5.103	0.9456	0.9456
رسول	پنجاب	–	1.155	0.005	3.9429	5.103	0.9456	0.9456
شادی وال	پنجاب	–	1.155	0.005	3.9429	5.103	0.9456	0.9456
نندی پور	پنجاب	–	1.155	0.005	3.9429	5.103	0.9456	0.9456
چچوکی	پنجاب	–	1.155	0.005	3.9429	5.103	0.9456	0.9456
رینالا	پنجاب	–	1.155	0.005	3.9429	5.103	0.9456	0.9456

*14 دسمبر 2017ء کو جب اعلامیہ جاری ہوا تو م س18ء کی پہلی ششماہی گزر چکی تھی۔ اس کالم میں م س18ء کے ابتدائی مہینوں کے واجبات کا حوالہ دیا گیا ہے جو اعلامیے کے اجرا سے پہلے کی مدت ہے۔

** مالی سال 19ء میں پن بجلی کے خالص منافع کے تعین کے لیے 1.155 روپے فی کلوواٹ آور + 5 فیصد اشاریہ بندی + پن بجلی خالص منافع کے واجبات برائے وصولی م س19ء۔ مزید برآں، اگر اضافی استعداد کو بروئے کار لایا جائے تو ان کا پن بجلی خالص منافع بھی اس میں شامل ہو گا۔

اعداد و شمار کا ماخذ: نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی

(ii) دوسرا، پن بجلی خالص منافع سے بھی پہلے صارفین پن بجلی منافع (پیداوار لاگت سے خردہ قیمت منہا) کی ادائیگی کر رہے تھے۔ تاہم وفاقی حکومت اس نفع کو متعلقہ صوبائی حکومتوں کو منتقل کرنے کے بجائے ملک میں مجموعی طور پر بجلی پر زرِ اعانت کے لیے استعمال کرتی آ رہی تھی (بجلی کے مہنگے پیداواری یونٹس کی تلافی کر کے)۔

(iii) تیسرا، یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ملک میں پن بجلی کے پیداواری پلانٹس کو "لازمی طور پر چلانے کا درجہ" حاصل ہے، کیونکہ ان پر ایندھن کی کوئی لاگت نہیں آتی، چنانچہ ان سے سستی ترین بجلی پیدا ہوتی ہے۔ تاہم اگر پن بجلی خالص منافع کو مسلسل صارفین کو منتقل کیا جائے، اور اس کی اشاریہ بندی ہر سال 5 فیصد کی شرح سے کی جائے تو بالآخر پن بجلی کے چند پلانٹس کچھ نان ہائیڈل پلانٹس سے بھی زیادہ مہنگے ہو جائیں گے۔

پن بجلی کے نرخوں میں موجودہ تضادات کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ پن بجلی خالص منافعوں کی ادائیگی نہ صرف اشاریاتی اعتبار سے بلکہ پن بجلی کی پیداواری استعداد میں اضافے کے منصوبوں کی وجہ سے بھی آگے چل کر بڑھنے کا امکان ہے۔

(3) معاشی تغیرات کے مقابلے میں کپیسٹی ادائیگیوں کی سہ ماہی اشاریہ بندی

جیسا کہ پہلے تذکرہ کیا گیا ہے، حکومت نے شرح مبادلہ، شرح سود، ایندھن کی قیمتوں، امریکہ کی اور ملکی مہنگائی، عملی اور مرمتی لاگت اور دیگر عوامل کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے کپیسٹی چارج کے لیے اشاریہ بندی کا طریقۂ کار تشکیل دیا۔ نیپرا کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ سہ ماہی بنیاد پر کپیسٹی خریداری کی قیمت اور عملی اور مرمتی لاگت کے معاملے میں اشاریہ بندی / ردوبدل کا فیصلہ کرے۔

مالی سال 18ء کے بعد سے روپے کی قدر میں تیزی سے کمی اور شرح سود میں اضافہ ہوا ہے اور گذشتہ چند برسوں کے دوران بجلی کے تمام پیداکنندگان کی کپیسٹی ادائیگیاں بڑھی ہیں۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بجلی خریدنے کے معاہدوں کے توسط سے بجلی کے خودمختار پیداکنندگان (آئی پی پیز) کو نفع کی ضمانت، اور بیرونی اور اس کے ساتھ ساتھ ملکی سرمایہ کاری پر ڈالر کے حساب سے اشاریہ بندی کی اجازت ملی ہوئی ہے۔ لہٰذا، حکومت اور ضابطہ کار کے لیے یہ امر قانونی طور پر دشوار ہے کہ وہ مرحمت کردہ مراعات میں تبدیلی کریں۔

خ 1.5 مستقبل کے امکانات

ملک میں ادائیگیوں کے توازن اور اس کے ساتھ ساتھ مالیاتی وسائل پر دباؤ بڑھنے کے ساتھ حکومت کے لیے اخراجات اور بجلی پر زرِ اعانت میں بڑی حد تک کمی (ہمراہ دیگر) کرنا لازمی ہو چکا ہے۔ تاہم ریاستی تقسیم کار کمپنیوں میں نظم و نسق کے دیرینہ مسائل اور بڑھتی ہوئی کپیسٹی ادائیگیوں کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کا گھریلو صارفین کو سستی بجلی فراہم کرنے کا ہدف مشکل ہو جائے گا۔

بجلی کی ترسیل اور تقسیم کاری کے انفراسٹرکچر میں جاری سرمایہ کاری آگے چل کر ترسیل و تقسیم کاری کے نقصانات کم کرنے میں اہم ثابت ہو گی۔ تاہم اگلے 5 سے 6 برسوں میں کپیسٹی ادائیگیاں بڑھنے کا امکان ہے کیونکہ بجلی کے جاری منصوبوں (زیادہ تر کوئلے اور قابلِ تجدید

توانائی) سے رسد کی فراہمی شروع ہو جائے گی، اور مشکل معاشی ماحول کے ساتھ مناسب طلب کے نہ ہونے سے ملک میں بجلی کی فاضل استعداد مزید بڑھ جائے گی (**جدول خ 1.4**)۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، حتمی لاگت بالآخر صارفین ہی کو برداشت کرنا پڑے گی۔

اس ضمن میں حکومت کے اعلان کردہ نرخ اکثر و بیشتر تقسیم کار کمپنیوں کی قیمتِ خرید سے بھی کم ہوتے ہیں، جو مناسب مالیت کی سرمایہ کاری کے سلسلے میں ان کی حوصلہ شکنی کا باعث بن رہے ہیں۔ لہٰذا حکومت کو اس روایت پر فی الفور نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ بجلی کا شعبہ نئی اضافی پیداوار کو صنعتی، گھریلو اور دیگر صارفین تک منتقل کرنے کے قابل ہو۔

جدول خ 1.4: بجلی کی پیداواری استعداد (میگاواٹ) میں ایندھن سے متعلقہ اضافے

	سالانہ اضافے					
	2019-20ء	2020-21ء	2021-22ء	2022-23ء	2023-24ء	2024-25ء
تیل	0	0	0	0	0	0
کوئلہ	823	3,300	2,610	1,320	0	0
گیس / آر ایل این جی	420	0	0	0	0	0
ونڈ	0	1,224	0	0	0	0
شمسی	600	0	0	0	0	0
گنے کا پھوک	144	0	0	0	0	0
پن بجلی	201	177	824	3,080	4,325	2,203
جوہری	0	1,100	1,100	0	0	1,100
سالانہ اضافہ	**2,188**	**5,801**	**4,534**	**4,400**	**4,325**	**3,303**
استعداد کی شمولیت بعد اضافے	**39,822**	**45,623**	**50,157**	**54,557**	**58,882**	**62,185**

اعداد و شمار کا ماخذ: صنعت کی کیفیت پر سالانہ رپورٹ برائے 2017ء، نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی

اسی طرح یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ کچھ آئی پی پیز کے بجلی خریدنے کے معاہدوں– جس میں منافع کی ضمانت کے ہمراہ کپیسٹی ادائیگیوں کی اشاریہ بندی کی اجازت بھی دی گئی ہے– کی چار سے پانچ برسوں میں تنسیخ ہونے والی ہے۔ یہ امر اب انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ حکومت نے ان معاہدوں کی تجدید اور اس کے ساتھ ساتھ نئے منصوبوں کے انتخاب کے لیے معیشت کے طویل مدتی کُلّی تناظر کو مدِ نظر رکھا۔

آخر میں یہ امر بھی اہمیت کا حامل ہے کہ حکومت کو لازمی طور پر یہ احساس کرنا ہوگا کہ کپیسٹی ادائیگی کا ڈھانچہ برقرار رہا تو بجلی کی مجموعی پیداوار میں سستے ذرائع کا اضافہ کر کے عوام کو سستی بجلی فراہم کرنے کا مطلوبہ ہدف حاصل ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ یاد رہے کہ پن بجلی خالص منافع کی صوبوں کو منتقلی کا مسئلہ زیادہ تکنیکی انداز سے حل ہونا چاہیے۔ اس کے لیے نیپرا نے واپڈا کو یہ مسئلہ مشترکہ مفادات کونسل میں اٹھانے کی بارہا ہدایت کی ہے، تاکہ آئین کی شقوں اور نیپرا ایکٹ 1997ء کی تعمیل کرتے ہوئے مشترکہ مفادات کونسل پن

بجلی خالص منافع کے تعین کے لیے نیپرا کو پالیسی رہنما خطوط جاری کرے۔ فی الحال 1.1 روپے فی کلوواٹ آور کے نرخ پر، 5 فیصد سالانہ کے حساب سے منافع کی ادائیگی کے لیے وفاقی اور خیبر پختونخوا حکومت کے درمیان معاہدہ صرف عبوری نوعیت ہے، جسے پن بجلی خالص منافع کے تعین کے حوالے سے حتمی معاہدے کے طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

یہ تمام دشواریاں پالیسی کی مکمل جانچ پڑتال اور منطقی حکمت عملی پر فوری عملدرآمد کی متقاضی ہیں۔ صارفین کو بجلی کی بلاتعطل فراہمی یقینی بنانے کی غرض سے پورے شعبے کو مزید مؤثر اور مالی طور پر مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔

خصوصی سیکشن 2: پاکستان میں غذائی تحفظ کی صورتِ حال

غذائی تحفظ سے مراد سستی، غذائیت سے بھرپور خوراک کی مناسب مقدار تک پائیدار رسائی کی صورتِ حال ہے غذائی تحفظ اہم سماجی مسئلہ ہے اور اس کے مضبوط اقتصادی مضمرات ہیں۔ اول یہ کہ، ملک میں غذائی تحفظ یقینی بنانے کے لیے وسیع مالیاتی لاگت درکار ہو سکتی ہے کیونکہ غذائی خود کفالت کے لیے حکومتیں کاشت کاری شعبے کو مراعات دیتی ہیں اور غریب عوام کی قوتِ خرید برقرار رکھنے کے لیے سماجی تحفظ کے پروگرام (بشمول رقوم کی براہِ راست منتقلی) بھی شروع کرتی ہیں۔ اگر غذائی خود کفالت کا حصول ممکن نہ ہو تو غذائی دستیابی یقینی بنانے کے لیے ملک کو توازنِ ادائیگی کی لاگت برداشت کرنا پڑتی ہے۔

اور دوم یہ کہ، غذائی تحفظ کے ملک میں انسانی سرمائے کی کیفیت کے ساتھ مضبوط روابط ہیں۔ اقوامِ متحدہ کے ادارہ خوراک وزراعت کے مطابق غذائی قلت کی بلند شرح کسی معیشت کے جی ڈی پی کو تقریباً 3 سے 4 فیصد تک متاثر کر سکتی ہے۔ اعدادوشمار بتاتے ہیں کہ پاکستان میں، غذائی قلت اور اس کے نتائج سے ہر سال معیشت پر جی ڈی پی کے 3 فیصد (7.6 ارب امریکی ڈالر) کی لاگت آتی ہے۔[1] خاص طور پر بچوں کی بلند شرح اموات، زنک اور آئیوڈین کی کمی، جسم ٹھٹھر جانا(stunting)، اور خون کی کمی، جسمانی وذہنی نشوونما میں کمی کا باعث بنتے ہیں جس سے ملک میں افرادی پیداواریت کم زور ہو جاتی ہے اور مستقبل کی افرادی قوت ضائع ہو جاتی ہے۔

یہ سیکشن پاکستان میں غذائی تحفظ کی صورتِ حال کے بارے میں ہے اور اس میں ان دشواریوں کو اجاگر کیا گیا ہے جن سے مستقبل میں ملک کا سابقہ پڑنے کا امکان ہے۔ یہ تجزیہ بتاتا ہے، باوجودیکہ پاکستان بڑی مقدار میں اہم بنیادی غذائی اور ضمنی غذائی اجناسی فصلیں پیدا کرتا ہے، تاہم ملک میں غذائی تحفظ کی صورتِ حال غیر اطمینان بخش ہے۔ مزید برآں، ملک میں آبادی کی بلند نمو اور پانی و آب و ہوا کی ناسازگار صورتِ حال کے باعث اگلے دو تین عشروں میں غذائی تحفظ سے متعلق یہ تحفظات کئی گنا بڑھ سکتے ہیں۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ملک میں غذائی تحفظ کی حالیہ سطح کو برقرار رکھنے کے لیے مجموعی مالیاتی اور توازنِ ادائیگی کی لاگت بھی بڑھ جائے گی۔

خ 2.1 غذائی تحفظ کا تصور

اقوامِ متحدہ کے ادارہ خوراک وزراعت کے مطابق، غذائی تحفظ کا تصور لچک دار ہے لیکن اکثروبیشتر اس سے مراد وہ صورتِ حال ہوتی ہے کہ "جب تمام لوگ، ہمیشہ، مناسب، محفوظ اور غذائیت سے بھرپور خوراک، جو ان کی غذائی ضروریات اور ایک فعال اور صحت مند زندگی گزارنے کے لیے ان کی غذائی ترجیحات کو پورا کرتی ہو، تک طبعی، سماجی اور معاشی رسائی کے حامل ہوں"۔ اہم پہلو یہ ہیں:

---

[1] "پاکستان میں غذائیت کی کمی کے اقتصادی عواقب: نقصانات کا ایک جائزہ" پر رپورٹ، (2017ء)، جو اقوامِ متحدہ کے ورلڈ فوڈ پروگرام کے تعاون سے پاکستان اسکیلنگ اپ نیوٹریشن (سن) سیکریٹریٹ، وزارتِ منصوبہ بندی، پیش رفت اور اصلاح نے جاری کی۔

(*i*) غذائی دستیابی: ملکی پیداوار یا درآمدات (یا امداد) کے ذریعے کافی مقدار اور مناسب معیار کی غذا کی دستیابی۔

(*ii*) غذا تک رسائی: غذائیت سے بھرپور خوراک کے لیے موزوں غذاؤں کے حصول کے لیے افراد کی مناسب وسائل تک رسائی / استحقاق۔

(*iii*) استحکام: اچانک دھچکوں (مثلاً ماحولیاتی بحران) یا گردشی واقعات (مثلاً موسمیاتی غذائی قلت) کے نتیجے میں آبادی، گھرانوں یا افراد کو خوراک تک رسائی کھو بیٹھنے کا خطرہ نہیں ہونا چاہیے۔ مختصراً، استحکام کے تصور میں دستیابی اور رسائی دونوں ہی شامل ہیں۔

(*iv*) استعمال: غذائی آسودگی تک پہنچنے کے لیے موزوں غذا، صاف پانی، صفائی اور نگہداشتِ صحت کے ذریعے خوراک کا استعمال جس میں تمام جسمانی ضروریات پوری ہوتی ہوں (یہ غذائی تحفظ میں غیر غذائی خام اشیا کی عکاسی کرتا ہے)۔

خ2.2 پاکستان میں غذائی تحفظ کی موجودہ صورتِ حال

پاکستان اس وقت اہم بنیادی غذائی اجناس میں خود کفیل ہے- گندم کی پیداوار میں آٹھویں، چاول میں دسویں، اور گنے کی پیداوار میں پانچویں اور دودھ کی پیداوار میں چوتھے درجے پر۔ اس کے باوجود، وزارتِ صحت اور یونیسیف کے قومی غذائی سروے 2018ء کے مطابق ملک میں صرف 63.1 فیصد گھرانے ہی "غذائی اعتبار سے محفوظ" ہیں۔ اس سروے میں اقوامِ متحدہ کے ادارہ خوراک وزراعت کے وضع کردہ غذائی عدم تحفظ کے تجرباتی پیمانے (فوڈ اِن سیکورٹی ایکسپیرینس اسکیل) کو استعمال کیا گیا ہے۔ یہ پیمانہ غذائی عدم تحفظ کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہے: معتدل (خوراک کے حصول کی اہلیت کے حوالے سے پریشانی)؛ اوسط (خوراک کے تنوع / معیار پر سمجھوتا اور کبھی کبھار فاقہ)؛ اور شدید (مستقل بنیاد پر فاقہ کشی)۔ خطرے کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں 36.9 فیصد گھرانے "غذائی اعتبار سے غیر محفوظ" قرار پائے، جبکہ 18.3 فیصد کو "شدید" غذائی عدم تحفظ کا سامنا ہے۔[2] صوبوں کے لحاظ سے سندھ اور بلوچستان کے مقابلے میں خیبر پختونخوا اور گلگت بلتستان غذائی طور پر نسبتاً زیادہ محفوظ ہیں (**شکل خ2.1**)۔

شکل خ2.1: صوبے / خطے کے لحاظ سے پاکستان میں گھرانوں کا غذائی عدم تحفظ

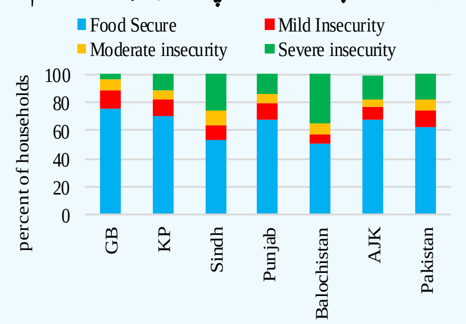

Data source: National Nutritional Survey 2018; Ministry of Health and UNESCO

[2] باقی ماندہ 11.1 فیصد اور 7.6 فیصد گھرانوں کو بالترتیب معتدل اور اوسط غذائی عدم تحفظ کا سامنا ہے۔

مزید برآں، ادارہ خوراک و زراعت کے تازہ ترین دستیاب تخمینوں میں بتایا گیا کہ غذائی تحفظ کے ان چاروں پہلوؤں میں پاکستان کم متوسط آمدن والے ممالک سے پیچھے ہے (**جدول خ 2.1**)۔ 1497 ڈالر کی فی کس آمدن کے ساتھ، پاکستان اب بھی غذائی کمی، مائیکرو نیوٹرینٹ (آئرن، کیلشیم، وٹامن اے وغیرہ) کی کمی[3] اور پینے کے قابل صاف پانی کی کمی جیسے مسائل سے نبرد آزما ہے۔ غذائی اشیا جو بلند غذائی قدر کی حامل ہیں، جیسے گائے کا گوشت، مرغی، مچھلی، دودھ، سبزیاں اور پھل کا فی کس استعمال ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں تقریباً 6 سے 10 گُنا کم ہے۔

جدول خ 2.1: غذائی تحفظ کے اظہاریے

گروپ	متغیرات	اکائی	سال	دنیا	نچلے متوسط طبقے کی آمدنی	پاکستان
دستیابی	غذائی توانائی کی رسد کی اوسط موزونیت	فیصد	2015-17ء	120	113	108
	غذائی پیداوار کی اوسط مالیت	ڈالر فی کس	2014-16ء	313	210	196
	پروٹین کی اوسط رسد	اناج / کیپٹ / یومیہ	2011-13ء	80	55	74
	چکنائی کی اوسط رسد	اناج / کیپٹ / یومیہ	2011-13ء	79	64	64
رسائی	جی ڈی پی فی کس (پی پی پی)	مستقل 2011 ڈالر	2016ء	15080.4	6298.5	4857.2
	ناکافی خوراک کی صورتِ حال	فیصد	2015-17ء	10.8	13.9	20.5
	غریبوں کے غذائی اخراجات کا حصہ	فیصد	2015-16ء			48.52
	ناکافی خوراک کی حامل آبادی کا فیصد	فیصد	2017ء	10.6	13.7	20.1
استحکام	اناج کی درآمد پر انحصاری کی شرح	فیصد	2011-13ء	0.9	-1.5	-17.3
	آب پاشی کی حامل قابلِ کاشت فیصد اراضی	فیصد	2013-15ء	23.3	32.8	66.3
	غذائی درآمدات / مجموعی برآمدات	فیصد	2011-13ء	5	9	16
	سیاسی استحکام اور عدم تشدد / دہشت گردی	اشاریہ	2016ء			-2.47
	غذائی مصنوعات کی فی کس تغیر پذیری	مستقل 2004-06ء	2016ء	2200	3600	2500
	غذائی رسد کی فی کس تغیر پذیری	کلو کیلوریز / کیپٹ / یومیہ	2013ء	6	18	21
استفادہ	کم از کم پینے کے قابل عام پانی کی خدمات سے استفادہ کرنے والے افراد	فیصد	2015ء	88.5		88.5
	پینے کے قابل محفوظ پانی کی خدمات سے استفادہ کرنے والے افراد	فیصد	2015ء	71.2		35.6
	کم از کم بنیادی صفائی کی خدمات سے استفادہ کرنے والے افراد	فیصد	2015ء	68.0		58.3
	جسمانی کمزوری سے متاثر 5 سال سے کم عمر بچے	فیصد	2012ء			10.5
	پست قد و قامت کے حامل 5 سال سے کم عمر بچے	فیصد	2012ء	24.9		45.0
	خواتین میں خون کی کمی (15 تا 49 سال)	فیصد	2016ء	32.8		52.1

اعداد و شمار کا ماخذ: فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن آف یونائیٹڈ نیشنز: http://www.fao.org/economic/ess/ess-fs/ess-fadata/en/

[3] ماخذ: قومی غذائی تحفظ پالیسی، حکومتِ پاکستان، جون 2017ء

زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ ملک میں پانچ سال سے کم عمر تقریباً نصف بچے ٹھٹھرے ہوئے (عمر کے اعتبار سے پست قد) کے حامل ہیں اور ہر دس میں سے ایک دبلاپے (قد کے اعتبار سے وزن میں کمی) کا شکار ہے۔ ان عوامل کو شامل کرتے ہوئے پاکستان عالمی اشاریۂ اشتہا کے لیے سروے کیے گئے 119 ممالک میں سے 106 ویں درجے پر تھا، اور اسے بھوک کی "شدید" سطح کا سامنا کرنے والے ملک سے تعبیر کیا گیا (**شکل خ 2.2**)۔ درحقیقت، پاکستان (مع بنگلہ دیش، چین، کانگو، ایتھوپیا، بھارت، اور انڈونیشیا) ان سات ممالک میں شامل ہے جنھیں مجموعی طور پر غذائی قلت کی حامل دنیا کی دو تہائی آبادی میں شمار کیا جاتا ہے۔[4]

شکل خ 2.2: بھوک کے عالمی اشاریے میں پاکستان کا اسکور

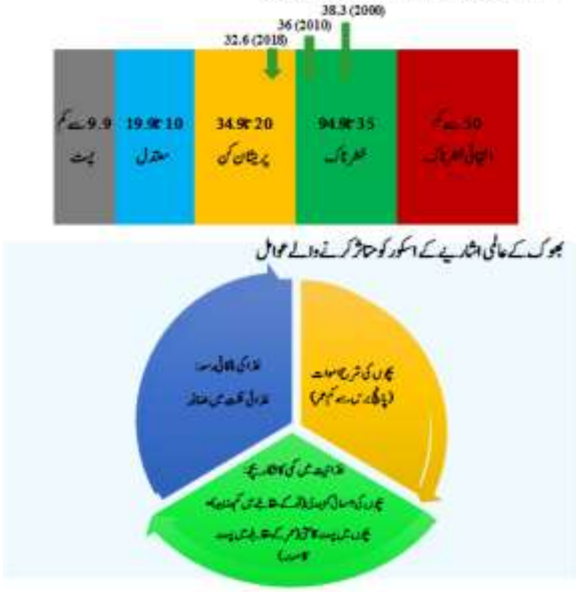

Data source: International Food Policy Research Institute

گو کہ مسائل کو اضافی اصطلاحات کے تناظر میں دیکھنے کے لیے ملک کی درجہ بندیاں اہم ہیں، تاہم غذائی کمی کا شکار وسیع آبادی کے مضمرات سمجھنا بھی اہم ہے۔ وزارتِ منصوبہ بندی، ترقی و اصلاحات (منسٹری آف پلاننگ، ڈویلپمنٹ اینڈ ریفارم) میں سن (SUN) سیکریٹریٹ نے عالمی غذائی پروگرام کے تعاون سے اپنی رپورٹ جاری کی ہے جس میں پاکستان میں غذائی قلت کا جائزہ اور معیشت پر اس کی لاگت کا تخمینہ پیش کیا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق، پانچ سال سے کم عمر افراد کی غذائی کمی پر آنے والی لاگت تقریباً 7.5 ارب ڈالر سالانہ ہے جو جی ڈی پی کے 3 فیصد کے مساوی ہے۔ یہ لاگت ان اجزا پر مشتمل ہے: (i) پانچ سال سے کم عمر افراد کی شرحِ اموات کے نتیجے میں مستقبل کی افرادی قوت کے نقصان کا تخمینہ 2.24 ارب ڈالر ہے؛ (ii) ایک ارب ڈالر نگہداشتِ صحت کے اخراجات کا تخمینہ ہے جو خاندانوں کو بچوں میں ہیضہ اور سانس کے انفیکشن (متعدی امراض) کے علاج پر خرچ کرنا پڑیں گے؛ (iii) بچپن میں نشوونما میں رکاوٹ، خون یا آئیوڈین کی کمی کے نتیجے میں افرادی قوت کی پست کارکردگی (پیداواریت) کا تخمینہ 3.7 ارب ڈالر ہے؛ اور (iv) خون کی کمی کے شکار 10 ملین زیرِ معاش بالغ افراد میں شدید کمزوری اور تھکان کی وجہ سے آنے والی لاگت کا تخمینہ 657 ملین ڈالر ہے۔

[4] اقوام متحدہ کا ادارہ خوراک و زراعت

خ2.3غذائی تحفظ کی موجودہ صورتِ حال کی وجوہات

مجموعی لحاظ سے، پاکستان میں غذائی تحفظ کی ہولناک صورتِ حال کی بنیادی وجہ بہت غریب افراد کی محدود معاشی رسائی ہے جو غذائی سلسلے میں تعطل سے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ اس کی جزوی توضیح ملک میں پھیلی غربت سے ہوسکتی ہے: پاکستان کی مجموعی آبادی کا تقریباً ایک تہائی غربت کی لکیر (فی بالغ 3030.3 روپے ماہانہ) سے نیچے زندگی گزار رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ملک میں تقریباً50 ملین افراد اپنی آمدنی میں بنیادی ضروریات پوری نہیں کرسکتے۔ ان لوگوں کی اکثریت دیہی علاقوں میں رہتی ہے جہاں غربت کی شرح 30.7 فیصد ہے۔ عالمی بینک کی رپورٹ کے مطابق، پاکستان میں 5 سال سے کم عمر افراد میں غذائی قلت کی شرح (جس میں ٹھٹھر جانا اور دبلا پن شامل ہیں) اخراجات کی تقسیم کے "پانچویں غریب تر کوئنٹائل میں خاصی بلند ہے"۔[5]

ملک میں غذائی عدم تحفظ کا ایک اور عامل بعض اشیا پر درآمدی انحصار ہے، جو ان کی قیمتوں میں نمایاں اضافے کا جزوی ذمہ دار ہے۔ بالخصوص، چھوٹی فصلوں اور مویشیوں کی پیداوار، جیسے دالیں، پھل، سبزیاں، بیج اور روغنی بیجوں کے لیے ملکی پیداوار کو محدود (یا کچھ) توجہ دی جاتی ہے، جو صرف غذائی توانائی میں ہی تقریباً50 فیصد حصہ نہیں لیتی ہیں بلکہ غذائیت سے بھرپور غذائی تحفظ میں بھی نمایاں حصہ لیتی ہیں۔[6]مزید برآں، گوشت اور ڈیری مصنوعات کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ اس کے برعکس ملک میں حکومت کی جانب سے چلائے جانے والے اجناسی آپریشنز کا وسیع طبعی اور مالی انفراسٹرکچر موجود ہے تاکہ اہم غذائی فصلوں (بالخصوص گندم) کی دستیابی یقینی بنانے کے لیے ان کی رعایتی / مجوزہ قیمتوں کا نفاذ کیا جاسکے۔ اگرچہ ان آپریشنز پر وسیع مالیاتی لاگت آتی ہے تاہم یہ اجناسی ذخیروں کو برقرار رکھنے اور دورانِ سال ان اجناس کی قیمتوں کو مستحکم رکھنے میں مددگار ثابت ہوئے ہیں۔

اس طریقے کے دو اہم نقصانات تھے۔ پہلا، آبادی کے تیزی سے بڑھنے کے ساتھ استعمال کے بدلتے رویوں کے باعث کچھ برسوں سے درآمدات میں مسلسل اضافہ ہوا، جس نے پہلے سے دباؤ کے شکار توازنِ ادائیگی میں اضافہ کردیا۔ دوسرا، ان غذائی اشیا کی ملکی قیمتوں کا تعین عالمی رجحانات سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ **شکل خ2.3** میں دکھایا گیا ہے، اہم غذائی فصلوں (گندم، چاول، اور چینی) کی قیمتیں برسوں سے کافی مستحکم رہی ہیں جبکہ چھوٹی فصلوں میں گذشتہ چند برسوں کے دوران مضبوط موسمی تبدیلیاں دکھائی دی ہیں۔

---

[5] غزالہ منصوری؛ محمد فرحان اللہ سمیع؛ محمد علی؛ ہینگ تھائی تھو دوآن؛ بلال جاوید؛ پریانکا پانڈے۔2018ء۔ "جب پانی ایک خطرہ بن جاتا ہے: پاکستان میں پانی کی رسد، صفائی اور غربت کی کیفیت اور بچے کی پست نشوونما پر اس کے اثر کے حوالے سے ایک تشخیصی رپورٹ"۔ واش پاورٹی ڈائیگنوسٹک سیریز۔ واشنگٹن، ڈی سی: ورلڈ بینک گروپ۔

[6] ماخذ: مسودہ برائے قومی غذائی تحفظ پالیسی، ایم این ایف ایس آر، حکومتِ پاکستان۔

اس کے ساتھ اس حقیقت نے بھی کہ ملک میں نچلے طبقات کے 60 فیصد گھرانے اپنی آمدنی کا خاصا بڑا حصہ (اوسطاً 45 فیصد) غذا پر خرچ کرتے ہیں، ان کے غذائی تحفظ کو مخدوش بنا دیا ہے۔[7] مزید بر آں، یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ خواہ قیمتیں نسبتاً پست یا مستحکم ہوں، تو بھی غریب ترین خاندان خوراک خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ چنانچہ، دیگر ترقی پذیر ممالک کی طرح، پاکستان کو بھی بلحاظِ جنس تبادلہ اور رقوم کی منتقلی نیز غریب کی حقیقی آمدنی میں اضافے کا طریقہ اپنانا ہوگا۔ بد قسمتی سے انتظامی مسائل اور ترسیل کے ناقص نظام کے باعث ان منتقلیوں کے مؤثر ہونے پر بھی اکثر سوال اٹھتے ہیں۔[8]

شکل خ 2.3: اہم غذائی اشیا کی قیمت کے اشاریوں کا رجحان

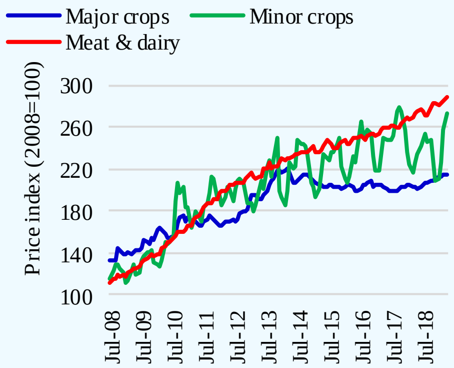

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل خ 2.4: اہم اشیا پر غذائی اخراجات کی تقسیم – آمدنی کی بالائی اور زیریں مقداروں کے درمیان موازنہ

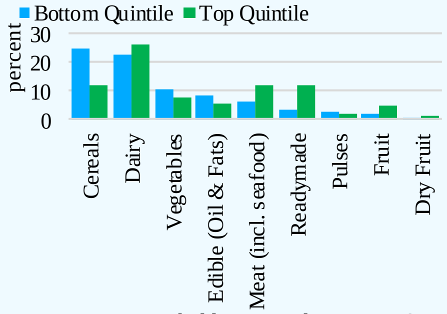

Data source: Household Integrated Economic Survey (2015-16)

مزید بر آں، ان سماجی منصوبوں کے نفوذ کی سطح بھی مختلف علاقوں / صوبوں میں مختلف ہے۔ مثال کے طور پر بلوچستان میں صرف 0.3 فیصد آبادی اور پنجاب میں محض 1.8 فیصد آبادی سماجی تحفظ کے منصوبوں سے استفادہ کرتی ہے۔[9] تاہم سندھ (12.7 فیصد)، گلگت بلتستان (10.3 فیصد)، اور خیبر پختونخوا (5.1 فیصد) میں یہ شرح قدرے بلند ہے۔ ان پیش رفتوں کا مشترکہ تاثر یہی ہے کہ آمدنی کے مختلف گروپوں میں غذائی ترکیب کے حوالے سے بھی خاصی عدم مساوات موجود ہے (**شکل خ 2.4**)۔

---

[7] ماخذ: گھرانوں کی آمدنی اور اخراجات کا سروے 16-2015ء

[8] مثال کے طور پر، حکومت نے پورے ملک میں یوٹیلٹی اسٹور قائم کیے ہیں تاکہ غریب ترین گھرانوں کو رعایتی شرح پر ضروری غذائی اشیا (گندم کا آٹا، خردنی تیل / گھی، چینی، دالیں وغیرہ) فراہم کی جاسکیں۔ تاہم، واقعاتی شواہد ان اسٹورز میں ترسیل کی پست خدمت کے مسائل کی نشان دہی کرتے ہیں، جن میں سے کچھ اہم اشیا ذخیرے میں نہیں ہوتیں، اور صارفین فروخت کے لیے دستیاب اشیا کے گھٹیا معیار کی بھی شکایت کرتے ہیں۔

[9] اس سروے کو تین اقسام کے سماجی تحفظ کے منصوبوں میں منقسم کیا گیا ہے: غذائی اعتبار سے حساس (غذائی قلت کی تقریباً تمام اقسام سے تحفظ، غذائی مقاصد کی واضح شمولیت اور غذائی اعتبار سے زد پذیر طبقوں کو ہدف بنانا)؛ اور خطرے پر کارروائی کرنے والا (تباہی کے خطرے کی زد پذیری میں کمی)؛ اور دھچکے پر کارروائی کرنے والا (مختلف النوع دھچکوں کے اثر کے مقابلے میں ذرائع معاش کو تقویت دینا اور گھرانوں میں مزید لچک پیدا کرنے کو یقینی بنانا)۔ ماخذ: قومی غذائی سروے 2018ء؛ حکومتِ پاکستان اور یونیسیف۔

خ2.3 امکان ہے کہ آئندہ برسوں میں پاکستان بنیادی غذائی اجناس میں خود کفالت برقرار نہ رکھ سکے

غذائی خود کفالت غذائی تحفظ کی ضمانت نہیں ہے۔ ایک ملک اس وقت غذائی اعتبار سے محفوظ سمجھا جاتا ہے جب غذا نہ صرف دستیاب ہو بلکہ اپنے ماخذ سے قطع نظر وہ قابلِ رسائی، غذائیت سے بھرپور اور مستحکم بھی ہو۔ اس کے باوجود، ممالک عالمی غذائی منڈی میں تغیر پذیری کے ضمن میں خود کو سہارا دینے کے لیے اب بھی (پیداوار اور برآمدات میں اضافے اور درآمدات میں کمی کرکے) غذائی خود کفالت حاصل کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ دراصل، خود کفالت ممالک میں غذائی تحفظ کے حوالے سے کم ازکم دستیابی اور استحکام کو بہتر بنانے میں مدد دیتی ہے۔

پاکستان بھی اہم غذائی فصلوں (بالخصوص گندم اور گنے) کی مناسب پیداوار کے لیے اپنے شعبۂ کاشت کاری کو مختلف سطحوں پر معاونت فراہم کرتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا، گوکہ ملک بعض غذائی اشیا، جیسے خوردنی تیل، چائے اور دالوں کی بھاری درآمدات پر خاصا انحصار کرتا ہے، تاہم یہ اہم بنیادی غذائی اجناس میں خود کفیل ہے۔ ذیل کا تجزیہ ظاہر کرے گا کہ اگر آبادی موجودہ رفتار سے بڑھتی رہی تو اگلے چند عشروں کے بعد پاکستان کے لیے غذائی خود کفالت برقرار رکھنا انتہائی دشوار ہوجائے گا۔

زیرِ کاشت رقبے میں مزید توسیع نہیں کی جاسکتی

1947ء تا1980 کے دوران پاکستان میں زیرِ کاشت رقبے میں 65 فیصد سے زائد اضافہ ہوا، جب سب سے زیادہ زرخیز دستیاب زمین زیرِ کاشت لائی گئی۔ اس عرصے کے بعد کاشتہ رقبے میں کوئی نمایاں توسیع نظر نہیں آئی۔ مزید برآں، پانی کے چڑھاؤ اور ہوا کی تیزی، مٹی کی زرخیزی گھٹنے، جنگلات میں کمی، مویشیوں کی چراگاہوں کی ناپائیداری اور سیم کی وجہ سے دستیاب زرعی زمین کو انحطاط کا سامنا ہے۔ تازہ ترین اعدادوشمار کے مطابق، سیم اور تھور نے ملک میں بالترتیب 11 اور 5 ملین ہیکٹر رقبے کو متاثر کیا ہے۔ مزید برآں، 1998ء تا 2007ء کے دوران پانی کے چڑھاؤ سے متاثرہ رقبے میں 27.3 فیصد اضافہ ہوا ہے، جبکہ اسی مدت میں ہوا کی تیزی کے باعث آنے والے انحطاط میں 17.4 فیصد اضافہ ہوا۔[10] 2013-14ء کے اقتصادی سروے کے مطابق صرف زمین کی زرخیزی کے نقصان سے منسلک لاگت کا ہی تخمینہ پاکستان میں 70 ارب روپے سالانہ تک جا پہنچتا ہے۔ مزید برآں، تیزی سے بڑھتی شہر کاری بھی زرعی مقاصد کے لیے رقبے میں توسیع کے امکانات کے خلاف ایک اہم عامل کا کام کرتی ہے۔

---

[10] ماخذ: آئیچی بائیوڈائیورسٹی ٹارگٹس اور پائیدار ترقیاتی اہداف حاصل کرنے کے لیے پاکستان کی قومی بائیوڈائیورسٹی اسٹرے ٹجی اور ایکشن پلان۔

کاشت کاری کے حالیہ طریقوں، پانی کی قلت اور متوقع ماحولیاتی تبدیلیوں کی موجودگی میں پیداوار میں بھاری اضافہ دشوار ہوگا

رقبے میں توسیع کی عدم موجودگی میں ملک میں زرعی نمو برقرار رکھنے کے لیے پیداوار میں بہتری پر توجہ مرکوز کرنا ہی واحد متبادل ہے۔ **جدول خ2.2** (فی کس کھپت کے تغیر کو مدنظر رکھتے ہوئے) 1.8، 2.1 اور 2.4 فیصد کی مختلف شرحوں پر آبادی میں اضافے کے لحاظ سے مختلف زرعی مصنوعات (مع حالیہ کاشت کاری طریقے) کی ملکی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے درکار پیداوار کا موازنہ پیش کرتا ہے۔ گنے اور گندم کے لحاظ سے، دونوں فصلوں کا زیادہ سے زیادہ کاشتہ رقبہ اور پیداوار، جو ملک نے کبھی حاصل کیا ہے، وہ بھی اس قدر نہیں ہوگا کہ 2020ء کے بعد بڑھتی ہوئی ملکی طلب کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو۔

جدول خ2.2: آبادی میں نمو کے مختلف مجوزہ تخمینوں کے ساتھ ملکی طلب کو پورا کرنے کے لیے درکار پیداوار

ہزار میٹرک ٹن فی ہیکٹر

پیداوار	آبادی میں نمو (فیصد)	حاصل کی گئی زیادہ سے زیادہ پیداوار	درکار پیداوار 2020ء	2030ء	2040ء
	1.8		2.7	3.3	3.9
	2.1	2.973	2.8	3.4	4.2
گندم	2.4		2.8	3.5	4.5
	1.8		48.9	58.4	69.9
	2.1	61.972	49.3	60.7	74.8
گنا	2.4		49.8	63.1	80.0

اعداد و شمار کا ماخذ: اکنامک سروے پاکستان

یہاں اس بات کا اعتراف بھی ضروری ہے کہ غیر روایتی طریقۂ کاشت کاری جیسے ہائیڈروپونکس (آبی کاشت، مٹی کے بغیر پودے اگانا)، ایرَوپونکس (بادکاشت، مٹی کے بغیر پانی کی کم مقدار میں پودے اگانا) اور ایرَوفارمز (ہوا میں کاشت کاری- عمودی کاشت کاری) یہ سب پاکستان میں فصلوں کی پیداوار میں زبردست بہتری لا سکتی ہیں۔ تاہم، اس کے لیے صرف وسیع مالیاتی سرمایہ (انفراسٹرکچر اور تحقیق و پیش رفت) ہی نہیں، بلکہ بڑے پیمانے پر ان تکنیکوں کو متعارف کروانے اور مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لیے کافی وقت بھی درکار ہوگا۔ ان تکنیکوں کی غیر موجودگی میں نیز پانی کی بگڑتی صورتِ حال اور ملک میں بڑھتے درجۂ حرارت کے تناظر میں پیداوار میں بہت زیادہ اضافے کا امکان محدود ہو جاتا ہے۔

آج کل پاکستان میں بیشتر فصلوں کے لیے آبی پیداواریت مطلوبہ حد سے کم ہے۔ مثلاً گنا اور گندم آب پاشی کی عالمی اوسط سے تقریباً چار گنا زائد پانی استعمال کرتے ہیں، جبکہ چاول عالمی اوسط سے چھ گنا سے پانی استعمال کرتے ہیں۔ مستقبل میں امکان ہے کہ پانی کی قلت سے مختلف فصلوں کی پیداوار میں کافی بڑے پیمانے پر کمی آجائے گی۔ آبی گزر گاہوں میں پانی کے متوقع دباؤ کے حوالے سے ممالک کی درجہ بندی (Aqueduct Projected Water Stress Country Rankings) کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق 2020ء میں پاکستان پانی کے بہت زیادہ دباؤ کے شکار ممالک میں 18ویں درجے پر آجائے گا، جبکہ ابھی وہ 31ویں درجے پر ہے۔

خ 2.4 ملک میں غذائی تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے بڑھتی آبادی پر قابو پانا اور پالیسیوں کے بروقت نفاذ پر توجہ مرکوز کرنا لازمی ہوگا

یوں لگتا ہے کہ اگلے چند عشروں تک پاکستان میں غذائی تحفظ کی صورتِ حال مزید مخدوش ہوسکتی ہے۔ سب سے بڑا خدشہ یہ ہے کہ اگر آبادی اسی تیز رفتار سے بڑھتی رہی تو غذائی تحفظ یقینی بنانے کی مالیاتی لاگت –غذائی رعایتوں، بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے ذریعے رقوم کی منتقلی، غذا کی فراہمی کے پروگرام، اسکول میں کھانا کھلانے / توانا پاکستان کی شکل میں—بہت تیزی سے بڑھ جائے گی۔

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ خوراک کی پست اور مستحکم عالمی اور ملکی قیمتوں کی وجہ سے گذشتہ پانچ برسوں (مالی سال 14ء تا مالی سال 18ء) کے دوران غذا سے متعلق رعایتوں پر حکومت کے کیے گئے 95.7 ارب روپے کے اخراجات اس سے پچھلے پانچ سال کے 142.5 ارب روپے کے اخراجات کے مقابلے میں خاصے کم تھے۔ تاہم، اگر حکومت غذائی تحفظ کے مقاصد پر جمی رہے تو اب غذا کی بڑھتی قیمتوں اور درآمدات پر بڑھتے انحصار سے مالیاتی لاگت میں بھاری اضافہ ہوسکتا ہے۔

اسی طرح مستقبل میں اگر آبادی کی نمو گھٹ جائے تو بھی ملکی منڈی میں اہم غذائی فصلوں کے حوالے سے طلب و رسد کا فرق ابھرنے کا امکان ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ملک کے غذائی اور غیر غذائی فارمی مصنوعات کے درآمدی بل میں مسلسل اضافے کا امکان ہے۔ غذائی درآمدات اس وقت (مالی سال 18ء) 6.2 ارب ڈالر ہیں، جو ملک کے مجموعی درآمدی بل کا 10.2 فیصد ہیں۔ مزید اہم بات یہ ہے کہ، یہ درآمدات 12 برسوں کی مدت میں دوگنا سے زائد ہوچکی ہیں–یعنی مالی سال 07ء میں غذائی درآمدی بل صرف 2.7 اب ڈالر تھا–جو بڑھتی ہوئی ملکی طلب، مقامی طور پر پیدا ہونے والی غذائی اشیا کی محدود دستیابی، اور بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کو ظاہر کرتی ہیں۔

ان تحفظات کا جائزہ لیتے ہوئے قومی وزارت برائے غذائی تحفظ و تحقیق پاکستان نے قومی غذائی تحفظ پالیسی 2018ء کا ایک مسودہ شائع کیا۔ یہ انتہائی اہمیت کے حامل اس مسئلے کے حل کی جانب ایک اہم پیش رفت سمجھی جاتی ہے۔ پالیسی ساز اس بات کا ادراک کرچکے ہیں کہ غذائی تحفظ ایک ایسا مسئلہ ہے جو فوری توجہ کا متقاضی ہے، اور انھوں نے ان دشواریوں کو اجاگر کیا ہے جنھیں حل کرنے کی ضرورت ہے، جیسے غذائیت پر ناکافی توجہ؛ زرعی خام مال کے حوالے سے رسد کے مسائل؛ ٹیکنالوجی اپنانے کی سست شرح؛ تجارتی پابندیاں؛ زمین کی مخدوش صورتِ حال، پانی کی قلت کی خطرناک سطح؛ اور مستقبل قریب میں ماحولیاتی تبدیلی کا اثر۔ مسودے میں دیگر ممالک سے موازنہ کرتے ہوئے سرکاری شعبے میں پاکستان کی زرعی تحقیق و پیش رفت پر سرمایہ کاری کی ناقص صورتِ حال اور جدید زراعت کے مقصد کے حصول میں متعلقہ حکام کی معذوریوں پر بھی زور دیا گیا۔

نتیجتاً، پالیسی 20 مختلف معیاری و مقداری مقاصد وضع کرتی ہے جس میں شعبۂ زراعت میں 4 فیصد سالانہ کی نمو اور غربت کے خاتمے سے لے کر ایس ڈی جی (پائیدار نمو کے ہدف) کے صفر بھوک (زیرو ہنگر یا بھوک کے مکمل خاتمے) کا حصول اور صوبائی زرعی پالیسیوں کا نفاذ شامل ہے۔[11] دیگر مقاصد غذائی تحفظ سے متعلق قانون سازی میں اضافہ اور ان سے منسلک تجارتی نظام سے متعلق ہیں۔

جس طرح غذائی تحفظ کی پالیسی کے مسودے کے اعلان کو ایک بروقت اور پُرعزم امید کی کرن کے طور پر سراہا جانا ضروری ہے، ایسے ہی اس میں شامل کیے گئے لائحہ عمل پر اسی جذبے سے عمل درآمد کیا جانا بھی اہم ہے۔ یہ بات قابلِ فہم ہے کہ بالخصوص موجودہ محدود مالیاتی گنجائش اور توازنِ ادائیگی کی مسلسل رکاوٹوں کے باعث رقوم کے حصول کے لحاظ سے حکام کے لیے یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ تاہم، موجودہ صورتِ حال کا جائزہ لینا اور شفاف مقاصد پیش کرنا ایک اچھا آغاز ہے اور اب حکومت کے لیے اس کی بنیاد پر کام کرنا ضروری ہے۔ مزید بر آں، یہ پالیسی آبادی کی نمو اور غذائی تحفظ پر اس کے طویل مدتی اثر کے مسئلے کو حل نہیں کرتی۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ 2.4 فیصد کی موجودہ سالانہ شرحِ نمو کے ساتھ اگلے پچیس برسوں میں ملکی آبادی تقریباً دو گنی ہو جائے گی۔ اس لیے غذائی تحفظ سے متعلق خدشات دور کرنے کی ضرورت بھی اسی مناسبت سے بڑھ جائے گی۔

[11] ایس ڈی جیز سے مراد پائیدار ترقیاتی اہداف ہیں جو جنوری 2016ء سے نافذ العمل ہوئے؛ ان میں 17 مختلف اہداف شامل ہیں جن کا مقصد غربت کا خاتمہ، کرۂ ارض کا تحفظ اور اس امر کو یقینی بنانا ہے کہ تمام لوگ امن و آشتی اور خوشحالی سے رہ سکیں۔

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** جاری سال کے لیے اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسبات معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہوسکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر بامعنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدت کی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری اعداد و شمار کا حساب لگاتے وقت قرض گیری کی بینکاری نظام میں حکومت کی امانتوں سے تطبیق کی جاتی ہے، (ii) قرضے کے اسٹاک میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے، اور (iii) مختلف دیگر ملکوں کی باہمی شرح ہائے مبادلہ میں اتار چڑھاؤ بھی امریکی ڈالر کی قیمت پر اثر انداز ہوتا ہے جس سے بیرونی قرضے میں روپے کی قدر پر اثر پڑتا ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) **اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:**

اسٹیٹ بینک سے قرض: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ مینز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ مینز ایڈوانس حکومتی قرض کے طور پر سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیٹر بیلنس (اوورڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اوورڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان، 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی کے ذریعے بھی قرض لیتی ہے۔ صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) **اجناسی مالکاری:** وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) **اعدادوشمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعدادوشمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعدادوشمار): وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعدادوشمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعدادوشمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات): توازنِ ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعدادوشمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات مبادلہ کے ریکارڈ پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زرمبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعدادوشمار ریکارڈ کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اسٹیٹ بینک برآمدات اور درآمدات دونوں کو بطور فری آن بورڈ (fob) درج کرتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات کی برآمدات کے اعدادوشمار فری آن بورڈ کے اعتبار سے ہوتے ہیں اور درآمدات میں کرائے بھاڑے کی لاگت اور بیمہ (cif) شامل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں درآمدی اعدادوشمار میں فرق کوریج کے اختلافات کی بنا پر بھی ہوتا ہے مثلاً اسٹیٹ بینک کے درآمدی اعدادوشمار میں غیر مقیم پاکستانیوں کی ناقابل واپسی سرمایہ کاریاں (NRI)[1]، بیرونی امداد کے تحت ہونے والی درآمدات اور افغانستان سے زمینی درآمدات وغیرہ شامل نہیں کی جاتیں۔ برآمدی اعدادوشمار میں یہ اختلافات اس لیے ہوتے ہیں کہ پاکستان دفتر شماریات کے ڈیٹا میں افغانستان کو جانے والی برآمدات، ممکنہ خریداروں کو برآمد کنندگان کی طرف سے بھیجے گئے برآمدی نمونے، ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز کی برآمدات وغیرہ شامل نہیں ہوتیں۔

[1] ناقابل واپسی سرمایہ کاری (NRI) میں ملک سے باہر خریدی گئی مشینری ملک میں لانے والے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی جانب سے چھوٹی سرمایہ کاریاں اور ڈیوٹی فری شاپس سے کی گئی خریداریاں شامل ہیں۔

فرہنگ (انگریزی-اردو)

anecdotal evidence	منقولی شواہد
benchmark	نشانیہ
Completely Built Units	مکمل ساختہ اکائیاں
Consumer Price Index	صارف اشاریہ قیمت
core inflation	قوزی مہنگائی
current account	جاری کھاتہ
demand pressure	طلبی دباؤ
exchange rate	شرحِ مبادلہ
external sector	بیرونی شعبہ
foreclosure	قرقی
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
Foreign Portfolio Investment	بیرونی جزدانی سرمایہ کاری
Gross Value Addition	مجموعی اضافۂ قدر
growth	نمو
inflation	مہنگائی
intermediate items	نیم تیار مصنوعات
Large Scale Manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
liquidity	سیالیت
maturity	عرصیت / میعاد
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
Net Hydel Profits	پن بجلی خالص منافع
Nominal Effective Exchange Rate	نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ
productivity	پیداواریت
Real Effective Exchange Rate	حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ
remittances	ترسیلاتِ زر
retailer	خردہ فروش
rollover	اجرائے ثانی
Semi-Knocked Down	نیم ساختہ صورت میں
sovereign debt	ریاستی قرضہ
subsidy	زراعانت
surplus	فاضل
twin deficit	جڑواں خسارہ

فرہنگ (اردو-انگریزی)

اجرائے ثانی	rollover
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	Large Scale Manufacturing
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment
بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	Foreign Portfolio Investment
بیرونی شعبہ	external sector
پن بجلی خالص منافع	Net Hydel Profits
پیداواریت	productivity
ترسیلاتِ زر	remittances
جاری کھاتہ	current account
جڑواں خسارہ	twin deficit
حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ	Real Effective Exchange Rate
خالص بیرونی اثاثے	Net Foreign Assets
خالص ملکی اثاثے	Net Domestic Assets
خردہ فروش	retailer
ریاستی قرضہ	sovereign debt
زراعانت	subsidy
سیالیت	liquidity
شرحِ مبادلہ	exchange rate
صارف اشاریہ قیمت	Consumer Price Index
طلبی دباؤ	demand pressure
عرصیت / میعاد	maturity
فاضل	surplus
قرقی	foreclosure
قوزی مہنگائی	core inflation
مجموعی اضافۂ قدر	Gross Value Addition
مکمل ساختہ اکائیاں	Completely Built Units
منقولی شواہد	anecdotal evidence
مہنگائی	inflation
نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ	Nominal Effective Exchange Rate
نشانیہ	benchmark
نمو	growth
نیم تیار مصنوعات	intermediate items
نیم ساختہ صورت میں	Semi-Knocked Down